بسم اللہ الرحمن الرحیم

بیاد گار: حضور حافظ ملت علامہ شاہ الحاج عبد العزیز قدس سرہٗ بانی الجامعۃ الاشرفیہ

الجامعۃ الاشرفیہ کا دینی اور علمی ترجمان

ماہنامہ اشرفیہ مبارکپور

زیر سرپرستی:
عزیز ملت حضرت علامہ شاہ الحاج عبد الحفیظ صاحب قبلہ
سربراہ اعلیٰ الجامعۃ الاشرفیہ

ربیع الثانی ۱۴۴۱ھ | دسمبر ۲۰۱۹ء | جلد نمبر ۴۳ شمارہ ۱۲

مجلس ادارت

مدیر اعلیٰ: مبارک حسین مصباحی
منیجر: محمد محبوب عزیزی
تزئین کار: مہتاب پیامی

مجلسِ مشاورت

مولانا محمد احمد اعظمی مصباحی
مفتی محمد نظام الدین رضوی مصباحی
مولانا محمد ادریس بستوی مصباحی
مولانا محمد عبد المبین نعمانی مصباحی

ترسیل زر و مراسلت کا پتہ
دفتر ماہنامہ اشرفیہ، مبارک پور
اعظم گڑھ یو۔ پی۔ ۲۷۶۴۰۴

THE ASHRAFIA MONTHLY
Mubarakpur. Azamgarh
(U.P.) India. 276404

قیمت عام شمارہ: 25 روپے
سالانہ: 250 روپے

چیک اور ڈرافٹ
بنام
مدرسہ اشرفیہ
بنوائیں

کوڈ نمبر ———— 05462
دفتر ماہنامہ اشرفیہ ———— 250149
الجامعۃ الاشرفیہ ———— 250092
دفتر اشرفیہ ممبئی فون/فیکس 23726122

سری لنکا، بنگلا دیش، پاکستان، سالانہ
500 روپے
دیگر بیرونی ممالک
$ 20 امریکی ڈالر £ 15 پونڈ

نوٹ: آپ ماہنامہ اشرفیہ ہر ماہ انٹرنیٹ پر بھی پڑھ سکتے ہیں۔
http://www.aljamiatulashrafia.org
E.mail: ashrafiamonthly@gmail.com

A/c No. 3672174629
Central Bank Of India
Branch : Mubarakpur IFSC : CBIN0284532
اکاؤنٹ میں رقم جمع کرنے کے بعد آفس کے نمبر پر فون کریں
یا بذریعہ ڈاک مطلع کریں۔ (منیجر)

مولانا محمد ادریس مصباحی نے فیضی کمپیوٹر گرافکس، گورکھ پور سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ سے شائع کیا۔

مشمولات

مجلس شرعی، الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور کے ۲۶؍ویں فقہی سیمینار کی تفصیلات

اداریہ	مجلسِ شرعی جامعہ اشرفیہ، مبارک پور کا چھبیسواں فقہی سیمینار	مبارک حسین مصباحی	۳

خطبات

خوش آمدید	خطبۂ استقبالیہ	عزیزِ ملت علامہ عبدالحفیظ عزیزی	۶
دعوتِ فکر	خطبۂ صدارت	صدر العلماء علامہ محمد احمد مصباحی	۱۳
دعوتِ فکر	خطبۂ صدارت	رئیس التحریر علامہ یٰسین اختر مصباحی	۱۴

چھبیسویں سیمینار کے فیصلے

فیصلے	مجلس شرعی کے فیصلے	مفتی محمد نظام الدین رضوی	۱۸

شرکاے سیمینار

چشم دید	اصحاب مقالات و شرکاے سیمینار	مولانا اظہار النبی حسینی	۲۵

تلخیصات

خلاصۂ مقالات	زائد العرض بلاد میں نمازِ عشا اور سحری کا حکم	مولانا ساجد علی مصباحی	۲۹
خلاصۂ مقالات	حج کے جدید مسائل	مولانا دستگیر عالم مصباحی	۴۲

تاثرات

منظر نامہ	تاثراتِ علماے کرام	مولانا محمد اعظم مصباحی	۵۱

سرگرمیاں

خیر و خبر	جامعہ اشرفیہ مبارکپور میں مرحوم مولانا محمد اشتیاق احمد مصباحی اور ان کے رفیق کی نمازِ جنازہ۔ رحمت اللہ مصباحی		۵۶

اشرفیہ کلینڈر 2020

الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور آج بر صغیر کا عظیم ترین ادارہ ہے، اس کے فیوض و برکات عالمِ اسلام اور مغربی ممالک میں بھی محسوس کیے جا رہے ہیں۔ بفضلہٖ تعالیٰ اس کے شعبۂ نشریات سے سالانہ کلینڈر (۱۲؍صفحات) ۲۰۲۰ء منظرِ عام پر آگیا ہے۔

اشرفیہ کلینڈر میں انتہائی خوب صورت ڈیزائن میں آیات و احادیث ہوتی ہیں، جلالۃ العلم حضور حافظ ملت کے روضۂ انور کا عکسِ جمیل اور جامعہ اشرفیہ کی کثیر عمارتوں کی تصاویر بھی رہتی ہیں۔ اسی کے ساتھ بزرگانِ دین کے اعراس کی تاریخ بھی ہوتی ہے۔

آپ حضرات سے گذارش ہے کہ آج ہی آرڈر نوٹ کرائیں۔

اشرفیہ کلینڈر خریدنے کا مطلب ایک دینی اور علمی ادارے کا تعاون بھی ہے۔

رابطے کا پتہ

منیجر ماہ نامہ اشرفیہ

مبارک پور، اعظم گڑھ (یوپی) ۲۷۶۴۰۴، فون نمبر: ۲۵۰۱۴۹ (۰۵۴۶۲)

اداریہ

مجلس شرعی مبارک پور کا چھبیسواں فقہی سیمینار

زائد العرض بلاد میں نمازِ عشا اور سحری اور مسائل حج کا متفقہ حل

مبارک حسین مصباحی

مجلسِ شرعی جامعہ اشرفیہ مبارک پور ایک انتہائی حساس اور فعال تحریک ہے، اس کے تحت سالانہ فقہی سیمینار ہوتا ہے، ۸۰ر کے قریب جدید مسائل شرعیہ حل ہو چکے ہیں۔ امسال ۱۲ر ۱۳ر صفر ۱۴۴۱ھ مطابق ۱۲ر ۱۳ر اکتوبر شنبہ/یکشنبہ کو بھی حسبِ اعلان سیمینار منعقد ہوا۔ اس سیمینار میں ملک اور بیرون ممالک سے ۸۰ر سے زائد علماے اسلام، مفتیانِ عظام اور محققین شریک ہوئے۔ مجلس کے **سرپرست** ہیں امینِ ملت حضرت سید شاہ محمد امین میاں قادری برکاتی، سجادہ نشین خانقاہ عالیہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ دامت برکاتہم العالیہ اور مرشدِ طریقت عزیزِ ملت حضرت علامہ شاہ عبد الحفیظ عزیزی سربراہِ اعلیٰ جامعہ اشرفیہ مبارک پور، **منصبِ صدارت** پر فائز ہیں صدر العلما حضرت علامہ محمد احمد مصباحی ناظمِ تعلیمات جامعہ اشرفیہ، جب کہ ناظم ہیں سراج الفقہا حضرت علامہ مفتی محمد نظام الدین رضوی صدر المدرسین جامعہ اشرفیہ۔

۸ر بج کر ۳۰ر منٹ پر قرآن عظیم کی لاہوتی تلاوت سے سیمینار کی فضا گونج اٹھی، اس کے بعد نعتِ مصطفیٰ ﷺ پیش کی گئی۔ منصبِ صدارت پر فائز تھے حضرت سربراہِ اعلیٰ جامعہ اشرفیہ مبارک پور دامت برکاتہم العالیہ، جب کہ نشست کی نظامت فرما رہے تھے حضرت مولانا محمد صدر الوریٰ قادری استاذ جامعہ اشرفیہ۔ خطبۂ استقبالیہ پیش کرنے کے لیے مدعو کیا گیا حضرت صدرِ اجلاس عزیزِ ملت کو۔ آپ نے انتہائی اطمینان کے ساتھ خطبۂ استقبالیہ پڑھ کر پیش فرمایا۔ آپ نے اپنے خطبۂ استقبالیہ میں بڑی اہم اور ضروری باتیں پیش فرمائیں۔ اس کے اہم عنوانات ہیں: مجلسِ شرعی کی ضرورت، مجلس شرعی کی خدمات، اب سونے کا وقت نہیں رہا جماعتی شیرازہ بندی اور شکوہ کسی مرض کا علاج نہیں۔ آپ نے تحریر فرمایا ہے:

”اپنی کوشش بھر کام کریں اور اپنی جمعیت مضبوط کریں، مسلمانوں کی دینی و علمی ضروریات پوری کرتے رہیں، نوجوان نسلوں میں جو سماجی اور معاشرتی جرائم بڑھ رہے ہیں، ان کے انسداد کی کوشش کریں تو معاشرہ تباہ ہونے سے بچ جائے گا اور قوم کا مستقبل روشن ہوگا۔“

آپ نے یہ پیغام ان نوجوان علماے کرام کے نام پیش کیا جو خود کچھ کرتے نہیں اور ہمیشہ تبصرہ کر کے اپنی قوم کو ڈراتے رہتے ہیں۔ آپ نے اُن قول و فعل کے سنگم اور عزمِ محکم کے حامل علماے کرام اور مفتیانِ عظام کو ہدیۂ تبریک پیش فرمایا جو شب و روز لگ کر انتہائی محنت و جاں فشانی سے دین و ملت کی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

صدرِ مجلسِ شرعی حضرت صدر العلما دامت برکاتہم العالیہ نے خطبۂ صدارت پیش فرمایا۔ آپ نے اپنے مختصر خطبۂ صدارت میں شرکاے سیمینار کا شکریہ ادا فرمایا اور خاص طور پر اگلے سیمینار کے لیے جدید مسائل کی تلاش پر زور دیا ہے۔ آپ نے چھبیسویں سیمینار کے تعلق سے موضوعات کی قلّت کا احساس دلایا۔ بحیثیت صدر آپ نے اپنی ذمہ داری کا احساس دلاتے ہوئے شرکاے سیمینار کے دلوں میں بھی احساس پیدا کرنے کی کوشش فرمائی۔ ہم اپنے قارئین سے بھی گذارش کرتے ہیں کہ اگر کچھ موضوعات کی نشان دہی فرمائیں تو بڑا کرم ہوگا۔

اس نشست کا موضوع تھا **”زائد العرض بلاد میں نمازِ عشا اور سحری کا حکم“** اس موضوع پر پچیس مقالہ نگار حضرات نے اپنے مقالات اور مضامین پیش فرمائے، جن کے صفحات کی تعداد دو سو تیئیس (۲۲۳) تھی۔ ان مقالات کا خلاصہ جامعہ اشرفیہ کے استاذ گرامی وقار حضرت مولانا ساجد علی مصباحی نے مرتب فرمایا تھا۔ آپ نے سولہ صفحات پر مشتمل اس خلاصے کو حاضرین کے سامنے پڑھ کر سنایا۔ سات تنقیح طلب امور پیش فرمائے۔ اہلِ مجلس نے پورا خلاصہ پوری توجہ سے سماعت فرمایا۔ اب وقت چاے نوشی کا ہو چکا تھا۔

وقفہ کے بعد نشست کے دوسرے سیشن کا آغاز ہوا، ناظمِ نشست نے ہالینڈ سے تشریف لائے فاضل اشرفیہ حضرت مولانا مفتی سلطان احمد مصباحی خلیفۂ حضور عزیزِ ملت اور حضرت مولانا ناظم عدالت کو مدعو کیا، ان حضرات نے اردو اور انگریزی میں زائد العرض بلاد میں گردشِ شمس و قمر

پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ ان حضرات نے فرمایا کہ ہمارے ملک کے بعض علاقوں میں رات صرف چند گھنٹوں کے لیے آتی ہے، یعنی ۱۰؍ بجے یا اس سے کچھ زیادہ وقت پر سورج غروب ہو جاتا ہے اور قریب پانچ بجے یا اس سے کچھ زائد وقت پر سورج طلوع ہو جاتا ہے، جب کہ قریب ایک ماہ یا اس سے کم وقت ایسا آتا ہے جب کہ بعض مقامات پر غروب اور طلوع میں کچھ فرق ہی نہیں ہوتا۔ آپ حضرات نے زائد العرض بلاد میں نمازِ مغرب، نمازِ عشا، سحری اور نمازِ فجر کے اوقات کی اپنے علم کے مطابق توضیح فرمائی۔ ان کے بعد حضرت صدر العلما دامت برکاتہم العالیہ نے علمِ ہیئت اور سائنس کی روشنی میں کرۂ عالم کی حقیقت سمجھائی۔ دنیا کے مختلف دائروں اور سورج کی گردش کا حل سمجھایا۔ آپ کے بعد حضرت مفتی قاضی شہید عالم رضوی نے فنی گتھیوں کی فنِ ہیئت کی اصطلاحات پر بہت کچھ تفہیم فرمائی۔ آپ نے دورانِ گفتگو گلوب کا بھی سہارا لیا۔ حضرت سراج الفقہا دامت برکاتہم العالیہ نے اپنی تحریر کی روشنی میں بورڈ پر کرۂ عالم، کرۂ ارض، زاویۂ قائمہ، ڈگریوں، قوس اور استقبالِ قبلہ میں ۴۵؍۴۵؍ ڈگریوں تک انحراف وغیرہ پر معلومات افزا خطاب فرمایا۔ واقعہ یہ ہے کہ اس مسئلے کی بنیاد انھیں ہیئتی اور سائنسی معلومات پر تھی، خیر انھیں مباحث کے سمجھنے اور سمجھانے میں وقت ختم ہو گیا۔ نشست کے صدر حضرت سربراہِ اعلیٰ دامت برکاتہم القدسیہ کی دعا پر مجلس برخاست ہوئی۔

دوسری نشست مغرب کی نماز کے بعد قاری محمد اطہر مبارک پوری کی تلاوت سے شروع ہوئی۔ حافظ محمد نصیر الدین قادری نے دلکش انداز میں نعتِ مصطفیٰ ﷺ پیش کرنے کی سعادت حاصل کی، اس نشست کی صدارت بھی حضرت سربراہِ اعلیٰ دامت برکاتہم العالیہ نے فرمائی۔ زائد العرض بلاد میں نمازِ عشا اور سحری کے حکم پر تفصیلی بحثیں ہوئیں۔ اس کے بعد حضرت عزیز ملت نے مجلسِ شرعی کے سیمیناروں کے کلی اور جزوی معاونین کو شالیں اور توصیف نامے پیش فرمائے، جن کا ذکر خیر حضرت کے خطبۂ استقبالیہ میں موجود ہے۔ ان میں تین حضرات کا ذکر نہیں باوقار شخصیت مفتیِ مراد آباد حضرت مولانا مفتی عبد المنان کلیمی جو مجلسِ شوریٰ جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے رکن، فاضلِ جامعہ اشرفیہ اور حضور حافظِ ملت نور اللہ مرقدہ کے شاگرد رشید اور مرید صادق ہیں۔ آپ کو چند ماہ قبل ادارۂ شرعیہ پٹنہ کا "امینِ شریعت چہارم" منتخب کیا گیا ہے۔ آپ باکمال مفتی، دور اندیش قائد اور عظیم مناظر اور شیخ الحدیث ہیں۔ آپ کے "امینِ شریعت چہارم" بنائے جانے اور دیگر خدمات کے اعتراف میں مجلسِ شرعی مبارک پور نے حضرت عزیز ملت کے دستِ مبارک سے سپاس نامہ آپ کو پیش کیا گیا۔ ہم بھی جامعہ اشرفیہ کے ایک خادم ہونے کی حیثیت سے آپ کی بارگاہ میں ہدیۂ تبریک پیش کرتے ہیں۔ دوسرا نام ہے حضرت مفتی انفاس الحسن چشتی شیخ الحدیث جامعہ صمدیہ، پھپھوند شریف کا، ان کی دینی و علمی خدمات کے اعتراف میں شال پیش کی گئی۔

تیسرا نام ہے جامعہ اشرفیہ کی ہر دل عزیز شخصیت عالی جناب ماسٹر فیاض احمد عزیزی، ان کو بھی ان کی خدمات کے اعتراف میں ایک شال نذر کی گئی، ہم انھیں بھی دل کی گہرائیوں سے مبارک باد پیش کرتے ہیں۔

اب نمازِ عشا کا وقت ہو گیا، نماز کے بعد مختصر ناشتہ اور چائے نوشی ہوئی۔ اس کے بعد باضابطہ مجلس شروع ہوئی، علمی بحثیں ہوئیں، یہ سلسلہ ۱۰؍ بج کر ۳۰؍ منٹ تک جاری رہا۔ حضرت مولانا سلطان احمد مصباحی اور حضرت مولانا ناظم عدالت سے بھی زائد العرض بلاد کے احوال دریافت کیے جاتے رہے۔ اس دوران برطانیہ میں موجود حضرت مولانا شمس الہدیٰ مصباحی دام ظلہ العالی اور دیگر حضرات سے موبائل پر گفتگو بھی ہوئی۔ بحثوں کے درمیان شدید اختلافات تھے، مگر جب دلائل و شواہد ملتے رہے، اور بحثوں میں ٹھہراؤ آتا رہا، یہاں تک کہ سب ایک مرکزِ اتحاد پر جمع ہو گئے اور حضرت صدر العلما دامت برکاتہم العالیہ نے فیصلہ نوٹ فرما لیا۔ جسے آپ اسی شمارے میں ملاحظہ فرمائیں گے۔

دوسرے دن ۱۳؍ اکتوبر ۲۰۱۹ء کی صبح ۸؍ بج کر ۳۰؍ منٹ پر مجلس کا آغاز ہوا۔ تلاوت قاری محمد اطہر مبارک پوری نے فرمائی اور نعتِ نبی ﷺ حضرت قاری نور الہدیٰ مصباحی نے پیش فرمائی۔ نظامت فرما رہے تھے حضرت مولانا مسعود احمد برکاتی استاذ جامعہ اشرفیہ مبارک پور اور منصبِ صدارت پر فائز تھے حضرت علامہ یٰسین اختر مصباحی بانی و مہتمم دار القلم، ذاکر نگر، دہلی۔ آپ نے اپنے طویل خطبۂ صدارت میں ملک، سماج اور سیمینار کے حوالے سے اہم باتیں ارشاد فرمائیں، جسے آپ ان شاء اللہ تعالیٰ اسی شمارے میں ملاحظہ فرمائیں گے۔ اس نشست کا موضوع

تھا: ”**حج کے جدید مسائل**“ یعنی:

(۱) آفاقی کے لیے عمرہ کے بعد حج قران کا حکم۔

(۲) دھول، دھواں اور فضائی آلودگیوں سے بچنے کے لیے چہرے پر ماسک پہننے کا حکم۔

(۳) خوشبودار صابن، شیمپو، ٹوتھ پیسٹ، پاؤڈر اور خوشبودار تیل استعمال کرنے کا حکم۔

(۴) حالتِ احرام میں مختلف مقامات پر بسی ہوئی خوشبو سے بچنے یا نہ بچنے کا حکم۔

ان موضوعات پر بتیس اربابِ قلم نے اپنے تحقیقی مقالات پیش فرمائے، جن کے صفحات کی تعداد ۲۳۲ر تھی۔ جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے ذی استعداد استاذ حضرت مولانا دستگیر عالم مصباحی نے انیس صفحات میں خلاصۂ مقالات پیش فرمایا اور تین تنقیح طلب امور بھی۔ مباحث کا سلسلہ اپنی روایتی سنجیدگی کے ساتھ ۱ر بجے تک جاری رہا۔ حضرت صدر العلما کی دعا پر مجلس برخاست ہوئی۔

۱۳ر اکتوبر بعد نمازِ مغرب مجلس کا آغاز ہوا۔ قاری عبد السلام قادری نے تلاوت کا شرف حاصل کیا۔ حافظ محمد نصیر الدین مبارک پوری نے نعت شریف پڑھنے کی سعادت حاصل کی۔ منصبِ صدارت پر صدر العلما حضرت علامہ محمد احمد مصباحی دامت برکاتہم العالیہ جلوہ افروز تھے۔ نظامت کے فرائض حضرت مولانا مسعود احمد برکاتی نے انجام دیے۔ ان موضوعات اور ان کے ذیلی گوشوں پر دیر تک بحثیں جاری رہیں، بحثوں کے بعد اکثر مندوبین و حاضرین کا جواز پر اتفاق ہو گیا، مگر چند حضرات کا اختلاف برقرار رہا، اس لیے مزید تحقیق اور نظرِ ثانی کے لیے فیصلہ موقوف کر دیا گیا۔

اس کے بعد حضرت سراج الفقہا نے تحریر کردہ فیصلہ جامعہ اشرفیہ کے موقر استاذ حضرت مولانا نفیس احمد مصباحی کو پیش فرمایا۔ آپ نے انتہائی سنجیدگی کے ساتھ پہلی نشست کے فیصلے کو پڑھ کر سنایا۔

آخر میں حسبِ سابق چند مندوبین کے اسمائے گرامی پکارے گئے، جنھوں نے اپنے گراں قدر تاثرات پیش فرمائے، وہ تمام تاثرات اس شمارے کی زینت ہیں۔

مجلسِ شرعی، جامعہ اشرفیہ مبارک پور کا

ستائیسواں فقہی سیمینار

(۲۷ر صفر المظفر ۱۴۴۱ھ / ۲۷ر اکتوبر ۲۰۱۹ء یک شنبہ)

یہ یک روزہ فقہی سیمینار صبح ساڑھے آٹھ بجے حافظ محمد نصیر الدین مبارک پوری کی تلاوت اور نعت پاک سے شروع ہوا۔ موضوع تھا: ”**آفاقی کے لیے عمرہ کے بعد حج قران کا حکم**“۔

اس نشست کی صدارت صدرِ مجلس شرعی حضرت علامہ محمد احمد مصباحی دام ظلہ العالی نے فرمائی اور نظامت حضرت مفتی محمد نظام الدین رضوی دام ظلہ نے کی۔ مندوبین میں اساتذۂ اشرفیہ کے علاوہ قرب و جوار کے علما و محققین موجود تھے۔

اس مجلس میں متعلقہ موضوع پر کافی تفصیلی بحثیں ہوئیں، درمیان میں مولانا محمد عرفان عالم مصباحی، استاذ جامعہ اشرفیہ نے ناظمِ مجلسِ شرعی مفتی محمد نظام الدین رضوی دام ظلہ کا اس موضوع پر ۲۵ر صفحاتی جدید مقالہ پڑھا جس میں درپیش مسائل کی فکر انگیز اور عمدہ تنقیح و تحقیق کی گئی۔

دوپہر ایک بجے تک یہ نشست جاری رہی اور مندوبین کے اختلافِ موقف کے ساتھ فیصلہ نوٹ کیا گیا، جس کی تفصیل اگلے شمارے میں ملاحظہ فرمائیں۔ اخیر میں حضرت مولانا عبد المبین نعمانی، مہتمم دار العلوم قادریہ چریاکوٹ کی دعا پر یہ مجلس اختتام پزیر ہوئی۔

☆☆☆

خوش آمدید

مجلس شرعی کے چھبیسویں فقہی سیمینار کا

خطبۂ استقبالیہ

بمقام: امام احمد رضا لائبریری - جامعہ اشرفیہ، مبارک پور

از: عزیز ملت حضرت علامہ عبد الحفیظ مصباحی، سرپرست مجلسِ شرعی و سربراہِ اعلیٰ جامعہ اشرفیہ، مبارک پور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم، اما بعد!

محترم حاضرین!!

"مجلس شرعی"، جامعہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ کے چھبیسویں فقہی سیمینار میں ایک بار پھر میں جملہ مندوبین کی تشریف آوری پر انھیں دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارک باد پیش کرتا ہوں، اللہ عزوجل ہماری اس دینی و علمی شرکت کو قبول فرمائے اور ہماری کوششوں کو نتیجہ خیز بنائے، آمین۔

بھاگتی دوڑتی دنیا کی نگاہ میں یہ جملے رسمی ہو سکتے ہیں اور یہ "خطبۂ استقبالیہ" محض ایک رسم کی ادائیگی کہا جا سکتا ہے، لیکن حقیقت میں ایسا بالکل نہیں۔ اگر زبان گویا نہ ہو، تب بھی دل و دماغ کی خاموشی آپ کی بارگاہ میں ہدیۂ محبت ضرور پیش کرتی ہے اور آپ سب کی علمی و تحقیقی کاوشوں کو مرحبا کہتی ہے۔

"مجلس شرعی" نے ۲۷ سال قبل انتہائی بے سروسامانی کے عالم میں جماعت اہل سنت کی مقتدر علمی شخصیات کی سرپرستی اور نگرانی میں اپنے سفر کا آغاز کیا تھا، پر جوش مندوبین کی شرکت، ان کی علمی و تحقیقی کوششوں اور بحث و مذاکرہ کی دل چسپیوں نے اسے بے پناہ کامیابی دی۔ یہی وجہ ہے کہ "مجلس شرعی" نے جن موضوعات کو سیمینار کے لیے منتخب کیا وہ سب متفقہ طور پر فیصل ہوئے اور پوری دنیا کے مسلمانوں نے اپنے لاینحل مسائل کا حل قبول کیا، اپنی زندگی میں ان فیصلوں کو جگہ دی اور مجلس شرعی کا احسان قبول کیا۔

ہم نے کہیں اور کبھی یہ دعویٰ نہیں کیا کہ یہ کامیابیاں فقط ہماری اپنی کوششوں اور محنتوں سے حاصل ہوئی ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ اگر علما و محققین و مفتیان کرام کی جہد پیہم ساتھ نہ دیتی اور رب کا فضل شامل حال نہ ہوتا تو ہمارا یہ قافلہ کہیں بھٹک رہا ہوتا اور منزل مقصود کافی دور ہوتی۔ اس لیے ہم آپ حضرات اور ماضی میں سیمینار میں شریک ہو کر بحث و تمحیص میں سرگرم حصہ لینے والے محققین و علما کی جناب میں بار بار ہدیہ تبریک پیش کرتے ہیں اور ان کی درازی عمر کی دعا بھی کرتے ہیں، ساتھ ہی یہ التجا کہ آپ آئندہ بھی "مجلس شرعی" کی دعوت پر لبیک کہتے نظر آئیں اور ہمارا یہ کاروان علم و تحقیق مزید منزلیں سر کر سکے۔

اگر حقیقت کی نگاہ سے دیکھیں تو "مجلس شرعی" کا کام صرف ہمارا کام نہیں، بلکہ سب کا کام ہے اور اس کی کامیابی پوری امت مسلمہ کی کامیابی ہے، اس کا عروج تمام مسلمانوں کا عروج ہے۔ یہ "جامعہ اشرفیہ" کا ایک اہم شعبہ ہے، اس لیے ہم اس کے نگراں و سربراہ ہیں، انتظامی امور ہماری ذات سے متعلق ہیں لیکن بقیہ امور آپ سب کی ذات سے جڑے ہوئے ہیں اور ہمیں اس کا احساس کرنا چاہیے اور بھرپور توانائی و حوصلہ مندی کے ساتھ مجلس شرعی کی ذمہ داریوں کی ادائیگی میں کوشاں رہنا چاہیے کہ اسی میں امت مسلمہ کی بھلائی مضمر ہے۔

آپ ہر سال آتے ہیں، اپنا قیمتی تحقیقی مقالہ لکھ کر مجلس کو ارسال کرتے ہیں، پھر وقت نکال کر سفر کی مشقت برداشت کرتے ہیں۔ دو، تین، چار دنوں تک ہماری میزبانی میں رہتے ہیں، آپ کے شایان شان انتظام و انصرام کی ہم پوری کوشش کرتے ہیں، جس میں کبھی کچھ اضافہ اور جدت

نظر آتی ہوگی اور کبھی کچھ کمی بھی رہ جاتی ہوگی، جس کے لیے ہم آپ سے معذرت خواہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں جذبۂ خلوص عطا فرمائے، آمین۔

ہم نے کبھی کسی کی کھینچی ہوئی لکیر کو کاٹنے کی کوشش نہیں کی اور ہمارے پاس اس کا وقت بھی نہیں۔ ہم نے ہر آن خود کو دیکھا، جانچا، پرکھا، اپنے منصوبے دیکھے، اس کا خاکہ دیکھا اور اس خاکے میں رنگ بھرتے رہے اور اللہ نے ہمیں مختلف محاذ پر کامیابی بخشی، رب تعالیٰ کا بے پناہ شکر واحسان ہے کہ اس نے ہماری کوششوں سے زیادہ ہمیں کامیابی عطا کی۔ ہم نے منصوبہ بندی، حکمت عملی اور خیر خواہی کی دولت وراثت میں پائی ہے۔ والد ماجد حضور حافظ ملت علامہ شاہ عبدالعزیز محدث مرادآبادی ثم مبارک پوری علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے: "زمین کے اوپر کام، زمین کے نیچے آرام" —— اور —— "ہر مخالفت کا جواب کام ہے"۔ جب بھی مخالفت ہوتی ہے، ہم اپنے کام کی رفتار اور بڑھا دیتے ہیں اور مخالفت کرنے والوں کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ انھوں نے ہمیں مہمیز کیا اور ہم تیز رفتار ہوئے۔

"مجلس شرعی" کے رفقا میں ایسے ہی افراد شامل رہے جو جماعت اہل سنت کا اعلیٰ دماغ تھے اور اعلیٰ درجہ سوجھ بوجھ رکھتے تھے اور آج بھی آپ کی رفاقت ہمیں بے پناہ حوصلہ دیتی ہے اور یہ بتاتی ہے کہ ہم نے رفقائے سفر کے انتخاب میں غلطی نہیں کی۔ رفیق سفر اچھا ہو تو منزل تک پہنچنا آسان ہوتا ہے اور سفر میں لطف بھی آتا ہے۔ مجلس شرعی کے ارکان خصوصاً صدر مجلس حضرت مولانا محمد احمد مصباحی [ناظم تعلیمات جامعہ اشرفیہ] اور ناظم مجلس حضرت مفتی محمد نظام الدین رضوی [صدر المدرسین جامعہ اشرفیہ] اور دیگر اساتذہ اشرفیہ بھی خصوصی مبارک باد کے مستحق ہیں جن کی کوششوں سے یہ کارواں ہمہ وقت منزل کی جانب رواں دواں نظر آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو سلامت رکھے، آمین۔

مجلس شرعی کا قیام :

اس کے قیام کا پس منظر یہ ہے کہ مفتی محمد نظام الدین رضوی صاحب حیدر آباد کے ایک فقہی سیمینار میں شریک ہوئے، وہاں انھوں نے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ و دیگر فقہا و مجتہدین کی تحقیقات کی روشنی میں متذکرہ مسئلے پر جو بحثیں کیں وہ کافی نتیجہ خیز ثابت ہوئیں۔ واپس آکر انھوں نے مجھ سے پوری روداد بیان کی۔ میں نے شارح بخاری مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ سے کہا کہ ہماری صلاحیت کوئی اور استعمال کر رہا ہے، کیوں نہ ہم یہ کام شروع کریں اور جامعہ اشرفیہ میں ایک فقہی مجلس قائم ہو۔ حضرت نے پہلے تو انکار کیا لیکن میرے بے تکلفانہ اصرار اور علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ کی گزارش سے بالآخر راضی ہو گئے۔

چناں چہ ۱۳/ ذی قعدہ ۱۴۱۲ھ کی منعقدہ مجلس شوریٰ کی ایک قرار داد کی روشنی میں ۲۳/ جمادی الآخرہ ۱۴۱۳ھ، مطابق ۱۹/ دسمبر ۱۹۹۲ء، بروز شنبہ علمائے اشرفیہ کی ایک میٹنگ میں "مجلس شرعی" کا قیام عمل میں آیا۔ جس کے منتخب ارکان کی مشاورت سے پہلا چار روزہ فقہی سیمینار یکم تا ۴/ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۴ھ مطابق ۱۸/ تا ۲۱/ اکتوبر ۱۹۹۳ء، دو شنبہ تا پنج شنبہ منعقد ہوا۔ اور آج [۱۲/ ۱۳/ صفر المظفر ۱۴۴۱ھ مطابق ۱۲/ ۱۳/ اکتوبر ۲۰۱۹ء، شنبہ، یک شنبہ] مجلس شرعی کے ۲۶/ ویں فقہی سیمینار میں ہم حاضر ہیں۔ اللہ عزوجل ہمیں مزید کامیابیاں عطا فرمائے اور جملہ مندوبین کے علم و عمل و عمر میں برکتیں بخشے، آمین۔

مجلس شرعی کے فیصلے :

مجلس شرعی نے اپنے پچیس سیمینار میں جو موضوعات منتخب کیے الحمد للہ علما و مفتیان کرام و محققین کی متفقہ رایوں سے ان کا فیصلہ ہوا اور ملک و بیرون ملک کے عوام و خواص نے انھیں قبول کیا۔ ہم ذیل میں چند اہم فیصلوں کی سرخیاں پیش کرتے ہیں۔ اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ یہ فیصلے کتنے اہم ہیں اور ان سے زمانے کے تقاضوں کی کتنی زیادہ تکمیل ہوتی ہے :

☆ –الکحل آمیز دواؤں کا استعمال

☆ –انسانی خون سے علاج کا شرعی حکم

☆ – Higher Purchase [معاملہ کرایہ فروخت] کا حکم

☆ –اعضا کی پیوند کاری

☆ –نیٹ ورک مارکٹنگ کی شرعی حیثیت

☆-میوچول فنڈ کے ذریعہ کمپنیوں میں کاروبار

☆-انٹرنیٹ کے شرعی حدود

☆-بیمہ وغیرہ میں ورثہ کی نامزدگی کی شرعی حیثیت

☆-مصنوعی سیارہ [سیٹلائٹ] سے رویت ہلال کا حکم

☆-برقی کتابوں کی خرید وفروخت

☆-ای کامرس ٹریڈنگ: شرعی نقطہ نظر سے

☆-جدید مسعیٰ میں سعی کا حکم

☆-طبیب کے لیے اسلام اور تقویٰ کی شرط

ایسے ستر سے زائد جدید مسائل ہیں جن پر مجلس شرعی کے محققین نے دلائل و شواہد کی روشنی میں متفقہ فیصلے کیے ہیں۔

مجلس شرعی کی مطبوعات:

(۱)-صحیفہ مجلس شرعی، جلد اول:

یہ مجلس شرعی کے پہلے فقہی سیمینار کی مفصل روداد ہے، اس میں الکحل آمیز دواؤں کا استعمال، بیمہ زندگی اور بیمہ اموال کے عنوانات پر محققین علما و مفتیان کرام کے اہم مقالات اور ان کے علمی مذاکرات و مباحثات اور شرعی فیصلوں کی تفصیل درج ہے۔

(۲)-صحیفہ مجلس شرعی، جلد دوم

یہ کتاب جمادی الاولی ۱۴۲۰ھ/ مئی ۲۰۰۹ء میں طبع ہوئی ہے۔ اس میں چار موضوعات پر مقالات اور متفقہ فیصلے شامل ہیں: (۱) مشترکہ سرمایہ کمپنی میں شرکت (۲) دوامی اجارہ (۳) علاج کے لیے انسانی خون کا استعمال (۴) اعضا کی پیوند کاری۔

(۳)-مجلس شرعی کے فیصلے، جلد اول

اس کتاب میں مجلس شرعی جامعہ اشرفیہ، مبارک پور کے بیس فقہی سیمیناروں کے ساتھ متفقہ فیصلے درج ہیں۔ اس کی اشاعت ۱۴۳۵ھ /۲۰۱۴ء میں ہوئی۔ بقیہ سیمیناروں کے فیصلے ان شاء اللہ ''جلد دوم'' میں ماہ ربیع النور میں منظر عام پر آئیں گے۔

(۴)-جدید مسائل پر علما کی رائیں اور فیصلے، جلد اول

(۵)-جدید مسائل پر علما کی رائیں اور فیصلے، جلد دوم

(۶)-جدید مسائل پر علما کی رائیں اور فیصلے، جلد سوم

یہ تینوں جلدیں ۱۴۴۰ھ/۲۰۱۸ء میں شائع ہوئی ہیں اور چوتھی جلد بھی عن قریب طبع ہوگی۔ یہ تینوں جلدیں اکبر بک سیلر، لاہور، پاکستان سے بھی طبع ہو چکی ہیں۔

(۷)-فقہ حنفی میں حالات زمانہ کی رعایت

[مفتی محمد نظام الدین رضوی] سنہ اشاعت: ۱۴۳۴ھ/ ۲۰۱۳ء ہے، کل صفحات ۹۶/ ہیں۔

(۸)-چلتی ٹرین میں نماز کا حکم

[مفتی محمد نظام الدین رضوی] یہ کتاب نومبر ۲۰۱۳ء میں منظر عام پہ آئی ہے اور صفحات ۷۶ ہیں۔

(۹)-خطبۂ صدارت۔

صدر مجلس مولانا محمد احمد مصباحی نے یہ خطبۂ صدارت اکیسویں فقہی سیمینار [منعقدہ صفر ۱۴۳۵ھ/دسمبر ۲۰۱۳ء، پونہ] میں پیش کیا تھا۔ یہ کتاب اپریل ۲۰۱۴ء میں شائع ہوئی ہے۔

اسی طرح جامعہ اشرفیہ میں "مجلس برکات" کے علاوہ "مجلس فقہی" نام کا ایک اہم شعبہ ہے جس کے زیر اہتمام "فتاویٰ جامعہ اشرفیہ" کی ترتیب و تدوین و تحقیق کا کام انجام دیا جاتا ہے۔ اب تک اس کی کئی ضخیم جلدیں منظر عام پر آچکی ہیں۔

اب سونے کا وقت نہیں رہا :

محترم حضرات!!

اس وقت ہندوستان کا اعلیٰ دماغ یہاں انجمن بنا ہوا ہے، جس میں ملک کی معیاری دانش گاہوں کے جی " د اساتذہ بھی ہیں، تحریر و قلم کے میدان میں سرگرم رہنے والے ارباب کمال بھی، مسلسل مصروف رہنے والے دارالافتا کے مفتیان کرام بھی، اپنی تبلیغی و دعوتی ذمہ داریوں میں مشغول رہنے والے داعیان دین بھی، جو اپنی ذات میں خود انجمن نظر آتے ہیں۔ آپ اپنی ذمہ داریوں سے کما حقہ آگاہ ہیں اور ان کی کامل ادائیگی میں کوشاں بھی رہتے ہیں۔ لیکن یہ ہماری ذاتی ذامہ داریاں ہیں، اس کے ساتھ کچھ ہمارے مشترکہ فرائض ہیں۔ ایک فرض کی ادائیگی کے لیے ہم یہاں حاضر ہیں، اس کے سوا بھی فرائض ہیں جن کی جانب امت مسلمہ کے ایک فرد ہونے کی حیثیت سے اشارہ کرتا ہوں، امید ہے کہ آپ ان پر تنہائی میں سوچیں گے اور پیش قدمی کی ہمت کریں گے۔

جب بھی دنیا میں یا ملکِ ہندوستان میں کوئی حادثہ رونما ہوتا ہے یا کوئی نیا مسئلہ کھڑا ہوتا ہے تو حادثے سے دو چار افراد علما و مفتیان کرام کی جانب للچائی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور اپنے درد کا مداوا چاہتے ہیں، دوسرے لوگ بھی ہمیں اپنی قائدانہ ذمہ داریاں یاد دلاتے ہیں اور جب ہم اس سلسلے میں کوئی پیش قدمی نہیں کرتے یا ان کی باتوں پر دھیان دیتے نہیں تو انھیں مایوسی ہاتھ آتی ہے اور پھر ان کی نگاہیں کسی اور رہنما کی تلاش میں لگ جاتی ہیں۔ یا تو وہ سیاسی رہنما ہوتا ہے یا اسلام سے منحرف کوئی قائد، جو مسلمانوں کے مسائل کے حل میں دل چسپی رکھتا ہے، اپنی ہمدردی بٹورتا ہے اور اپنی جمعیت مضبوط کرتا ہے۔ ایسے حالات میں ہماری ذمہ داریاں بڑھ جاتی ہیں، اس وقت ہم محض کسی دانش گاہ کے ایک استاذ، کسی مسجد کے امام و خطیب، کسی کتاب کے مصنف و محقق، کسی اسلامک سینٹر کے منتظم اعلیٰ، کسی تنظیم کے سربراہ، کسی انسٹی ٹیوٹ کے مالک یا نگراں نہیں رہ جاتے، ان تمام سربراہی مناصب سے اوپر اٹھ کر ہمیں سوچنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور اگر ہم وسیع النظری کا مظاہرہ نہیں کرتے تو قوم کو بہت مایوسی ہاتھ لگتی ہے، پھر بعد میں وہ ہماری باتوں کو صدائے بازگشت بنا دیتے ہیں اور ان سے کسی دینی کام کے لیے کہنا فضول ہوتا ہے۔ لہٰذا میری آپ سب سے مودبانہ گزارش ہے کہ احوال زمانہ سے ہمہ وقت آگاہ رہیں، سیاسی و تمدنی انقلابات سے عوام کو باخبر رکھیں اور وقت ضرورت ان کی مناسب رہنمائی کرتے رہیں، تاکہ ان کا اعتماد باقی رہے اور آپ کا وقار بھی۔

☆- ہم اپنی قوم کی سلامتی اور ان کی جان و ایمان کے تحفظ کے لیے کیا کر سکتے ہیں؟، انھیں کیا مشورہ دے سکتے ہیں اور کیا لائحہ عمل تیار کیا جا سکتا ہے؟

سب سے پہلے تو ہم انھیں ان کا دین یاد دلائیں اور انھیں اپنی مذہبی ذمہ داریوں سے آگاہ کریں، انھیں اپنے مذہب پر سختی سے قائم رہنے کی تلقین کریں، انھیں تاریخ اسلام سے آشنا کریں تاکہ ان میں جذبۂ دروں پیدا ہو، انھیں حوصلہ ملے اور وہ کسی طرح احساس کمتری یا مایوسی کا شکار نہ ہوں، انھیں سوشل میڈیائی فتنوں سے بچنے کی ہدایت کریں۔ قانون کے دائرے میں رہتے ہوئے اپنے جان و مال کی حفاظت کس طرح کی جائے اور کسی طرح کی مصیبت میں پھنس جانے پر کیا قانونی انتظامات کرنے ہیں؟ یہ سب انھیں بتائیں تاکہ وہ اپنی حفاظت آپ کر سکیں۔

☆- ساتھ ہی ہمیں داخلی فتنوں سے بھی خبردار رہنا ہوگا۔ اس وقت قادیانیت نے بڑی تیزی سے اپنے پاؤں پسارنا شروع کر دیے ہیں

اور ملک کے کئی مہنگے شہروں میں ان کی سرگرمیاں تیزی سے جاری ہیں۔ ہمیں اپنی تقریر و تحریر سے لوگوں کو اس مہیب فتنے سے آگاہ کرنا ہے اور عقیدۂ ختم نبوت کی حقانیت بتانی ہے، تاکہ اہل ایمان کسی طرح کے شکوک کا شکار نہ ہوں، اور کسی طرح کی کوئی فتنہ سامانی کا ان پر کچھ اثر نہ ہو۔

☆- آج ایک نئی لعنت ہمارے معاشرے میں بڑی تیزی کے ساتھ جڑ پکڑتی جا رہی ہے اور وہ ہے ”نشہ“۔ ہماری نئی نسل اس بیماری کو شوقیہ قبول کرتی جا رہی ہے اور وہ نشے کی لت کا شکار ہو رہے ہیں۔ اس میں آن لائن تجارت کو بھی دخل ہے اور موبائل کا غلط استعمال بھی معاون ہے۔ ہمارے مقررین اور ارباب قلم کو اس موضوع پر بھی بولنا اور لکھنا ہوگا کہ یہ بھی ہماری ہی ذمہ داری ہے ورنہ یہ نئی نسل پوری طرح تباہ و برباد ہو جائے گی اور قوم کا مستقبل تاریک ہو جائے گا۔ انھیں مغربی اور اسلام دشمن طاقتوں نے یہ باور کرا دیا ہے کہ ”ڈپریشن“ کا علاج نشے میں ہے، تم ہزار ہا غم واندوہ میں ڈوبے ہو، یہ نشہ آور گولیاں، یہ نشہ آور پاؤڈر، یہ نشہ آور مشروب تمھیں نارمل بنا دے گا اور تم ہر غم بھول جاؤ گے۔

☆- اسی طرح ان نوجوانوں کو ”پکنک“ کے نام پر بے حیائی کے اڈوں پر بھی پہنچا دیا گیا ہے، جہاں بلا تفریق کالج کے لڑکے، لڑکیاں آزادانہ پہنچتے ہیں اور مختلف حیا سوز پروگراموں میں شریک ہوتے ہیں۔ والدین آنکھیں بند کر کے اپنا قیمتی بچہ ان دنیا داروں کے حوالے کر دیتے ہیں، جنھیں وہ آرٹ اور ہنر کے نام پر آبرو باختہ اور اسلام دشمن بنا دیتے ہیں۔ یہ کام بڑے شہروں میں بہت زیادہ ہو رہا ہے۔ ہمیں اس پر بھی دھیان دینا ہوگا۔

☆- آپ میں بہت سے خطبا اور قلم کار بھی ہیں، ائمہ اور نگراں بھی، آپ سے گزارش ہے کہ اپنی تحریر و تقریر میں ایسے موضوعات کا انتخاب کریں جو کرنٹ ایشوز سے متعلق ہوں اور جن سے قوم مسلم کے احوال و عقائد کی اصلاح اور پختگی کی کوشش کی جائے۔ نہ تو جذباتی نعروں میں ڈوبی ہوئی ہنگامہ خیز تقریر قوم کی تعلیمی و معاشی پس ماندگی کا علاج بن سکتی ہے اور نہ ایسی کوئی تحریر انھیں صحیح سمت اور رفتار دے سکتی ہے۔ تقریر و تحریر میں سنجیدگی اور معروضی انداز بیان ہی اس کی کامیابی ہے۔

☆- ”تعلیم“ کسی بھی قوم کی ترقی اور خوش حالی کی ضمانت ہے۔ ہم سب تعلیم و تعلم سے منسلک ہیں، لیکن ہماری قوم آج بھی اس معاملے میں بالکل سنجیدہ نہیں ہے، نہ دین دار اپنے بچوں کو اعلیٰ تعلیم دلواتا ہے نہ سرمایہ دار دینی تعلیم میں دل چسپی لیتا ہے۔ نتیجۃً وہ دینی و دنیوی دونوں تعلیم میں پیچھے رہ جاتا ہے۔ اس لیے ہمیں اس موضوع پر بھی گفتگو کرنی چاہیے اور لوگوں کے ذہنوں میں موجود شکوک کے جالے بھی صاف کرنا چاہیے۔

☆- اسی طرح انھیں یہ بھی بتانا ہوگا کہ کوئی ”علم“ رزق کی ضمانت نہیں دیتا، نہ دین کا علم، نہ عصری دنیاوی علم۔ اپنا رزق انسان اپنی محنت اور نصیبے سے کماتا ہے اور تدبیر کرنے کے بعد جو رزق انسان کو مل جائے وہی اس کا رزق ہے۔ تعلیم تلاش رزق میں مددگار ضرور ثابت ہوتی ہے۔ اس طرح دینی و دنیاوی تعلیم کے متعلق جو غلط فہمیاں پھیلی ہوئی ہیں ان کا ازالہ ہو سکے گا۔ لوگوں کو اپنی تجارتی پوزیشن مضبوط کرنی ہوگی اور سرکاری جائز نوکریوں میں اپنی حصہ داری پیش کرنی ہوگی تبھی وہ زمانے کی رفتار کا ساتھ دے سکتے ہیں اور اپنی قوم کی صلاح و فلاح کے لیے کوئی منصوبہ بند کوشش کر سکتے ہیں۔

جماعتی شیرازہ بندی:

مختلف ذرائع سے انفرادی طور پر دین حق کی نشر و اشاعت کرنے والے قابل مبارک باد ہیں، لیکن یہ بھی سچ ہے کہ فرد کے بالمقابل جماعت اپنا ایک وزن اور مقام رکھتی ہے اور اجتماعی کوششیں زیادہ اثر انگیز اور نتیجہ خیز ہوتی ہیں اور ان کا دائرہ اثر بھی کافی وسیع اور ہمہ گیر ہوتا ہے۔ مجھے اس سے انکار نہیں کہ انفرادی طور پر ہماری جماعت میں کافی کام ہو رہا ہے لیکن اجتماعیت اور تنظیم کی شان ہی الگ ہے جس کے اثرات دوسری قوموں میں ہم ملاحظہ کر سکتے ہیں۔

ہمیں جماعت اہل سنت میں کوئی منظم علمی و تحقیقی ادارہ نظر نہیں آتا، نہ کوئی دعوتی و اصلاحی مرکز جس پر سب متفق ہوں۔ ایسے حالات میں ہمیں غور کرنا ہوگا اور قومی سطح پر ایسے ادارے قائم کرنے ہوں گے جہاں تنظیم اور اجتماعیت کا زور ہو اور اپنی آواز دور تک سنائی دے۔ سیاسی میدان تو بالکل خالی ہے، کم از کم اس طرف تو پیش قدمی ہونی چاہیے۔

یاد رکھیں! جو قوم اجتماعیت کا مظاہرہ نہیں کرتی، اس کی کوئی آواز نہیں ہوتی، وہ کسی حکومت سے اپنا کوئی ملکی حق بھی حاصل نہیں کر پاتی۔ نہ ان کا کوئی وِژن [Vision] ہوتا ہے، نہ کوئی نظریہ، جو کچھ ہوتا ہے وہ صدائے بازگشت۔ احباب، جماعتی انتشار کے لیے خارجی سازشوں اور اسلام دشمن طاقتوں کو ہی ذمہ دار ٹھہراتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ ہماری جماعت میں پھوٹ ہمارے دشمنوں نے ڈالی ہے، اسی لیے جماعتی شیرازہ بندی نظر نہیں آتی اور ہوش ربا انتشار واختلاف ہوتے ہیں۔ یہ بات کسی حد تک صحیح ہو سکتی ہے لیکن میرا تجزیہ کہتا ہے کہ اس میں ہماری داخلی یورشوں کو بھی دخل ہے جو شعوری اور غیر شعوری دونوں طور پر ہیں۔

آج ملکی حالات پر اچٹتی نگاہ ڈالیں تو اندازہ ہوگا کہ ہم کہاں ہیں؟ ہمارا جماعتی وجود کہاں ہے؟ میڈیا کی طاقت سے ہم کوسوں دور ہیں، دینی جلسوں اور سوشل میڈیا سے کوئی موثر آواز نہیں بلند کی جا سکتی ہے، بس دل کو تسلی ہو جاتی ہے۔ لیکن محض تسلی سے کوئی خارجی مسئلہ نہیں حل ہوتا۔ اس لیے ہمیں اس نہج پر بھی غور کرنا ہوگا اور موثر حکمت عملی کے ساتھ کوشش کرنی ہوگی۔

کبھی کبھی تو ہم ایسی چیز کو بھی مسئلہ بنا دیتے ہیں جو مسئلہ بننے کے لائق نہیں ہوتی، اور ہم اس میں الجھ جاتے ہیں اور زندگی کا ایک بڑا قیمتی وقت برباد ہو جاتا ہے۔ جب ہم دانش مندی اور تدبر کا جائزہ لیتے ہیں تو تنہا تنہا ہر بڑا آدمی اچھا خاصا دانش ور اور مدبر نظر آتا ہے اور جب اجتماعی تدبر کی بات آتی ہے تو پوری جماعت خالی خالی دکھائی دیتی ہے۔ ہمیں اپنا طرز عمل ایسا رکھنا ہوگا جس سے جماعتی مفاد کو کوئی نقصان نہ پہنچے۔ لیکن لوگ اپنے ذاتی مفاد کے لیے جماعتی مفاد کو داؤ پر لگا دیتے ہیں۔

حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی اختلاف کوئی خلا نہیں پیدا کرتا، اس سے کوئی الجھن نہیں ہوتی، بلکہ ہم اسے رحمت قرار دیتے ہیں، پھر سلاسل طریقت کے مشربی، جزئی اختلافات اور محققین کے فروعی اختلافات پر اتنے چراغ پا کیوں ہو جاتے ہیں؟ ہاں اگر کوئی اہل سنت کے متفقہ نظریے پر انگشت نمائی کرتا ہے یا جماعتی کوششوں کو ہمہ وقت تنقیدی نگاہ سے دیکھتا اور دنیا کو باور کراتا ہے تو وہ یقیناً مجرم ہے اور جماعتی شیرازہ بندی کی راہ میں بہت بڑی رکاوٹ۔ جیسے حسام الحرمین پر نظر ثانی کا مطالبہ کرنے والے، ضروریات دین کے منکرین کی تکفیر میں تشکیک پیدا کرنے والے، بزرگوں کی دینی وعلمی خدمات کو ڈھکوسلا قرار دینے والے قطعاً انتشار پیدا کر رہے ہیں۔ جن پر بند لگانے کی ضرورت ہے۔ اللہ انھیں سمجھ عطا فرمائے، آمین۔

شکوہ کسی مرض کا علاج نہیں:

یاد رکھیں!! کسی فرد یا جماعت سے بہت زیادہ امیدیں وابستہ کر لینا خود کو اپاہج اور کمزور کرنے کے مترادف ہے۔ اسی طرح اپنی ذمہ داریاں بھول کر کسی اور کو مورد الزام ٹھہرانا بھی غلط ہے۔ ہم میں کا ہر فرد ذمہ دار ہے اور اسے اللہ کی بارگاہ میں اپنی ذمہ داریوں کا جواب دینا ہوگا۔ ہم کم از کم اپنی کوشش سے ایک چراغ تو جلائیں، اس کے نتیجے میں ہر طرف ایک چراغ جلتا نظر آئے گا اور تاریکی چھٹ جائے گی اور کامیابی و کامرانی کا اجالا پھیل جائے گا۔

یوں ہی بار بار سوشل میڈیائی حربہ ”ارباب حل وعقد کو مشورہ دینا“ بھی استعمال نہ کریں۔ خود کچھ نہ کرنا اور الزامات کا ٹھیکرا عمائدین کے سر پھوڑنا کہاں کا انصاف ہے؟ اگر ہم نے اپنی روش نہ بدلی تو ایک دن ایسا آئے گا کہ ہم مشوروں کی بھول بھلیاں میں بھٹک جائیں گے اور کسی کے پاس کوئی کام نہ ہوگا۔ یاد رکھیں کہ شکوہ کسی مرض کا علاج ہرگز نہیں ہے۔ یہ اپنی ذات میں پوشیدہ بیماری کو چھپانا ہے اور بس۔

اپنی کوشش بھر کام کریں اور اپنی جمعیت مضبوط کریں، مسلمانوں کی دینی وعلمی ضروریات پوری کرتے رہیں۔ نوجوان نسلوں میں جو سماجی و معاشرتی جرائم بڑھ رہے ہیں ان کے انسداد کی کوشش کریں، تو معاشرہ تباہ ہونے سے بچ جائے گا اور قوم کا مستقبل روشن ہوگا۔ یہ نصیحت ان نوجوان علما کو ہے جو خود ایک خول میں بند رہ کر پوری دنیا ے اسلام کو آنے والے انقلاب سے ڈراتے ہیں، ان کی اپنی زندگی میں کسی انقلاب کا رخ موڑنے کی کوئی منصوبہ بندی یا عملی اقدام نہیں ہوتا۔ ورنہ ایسے نوجوان علما وارباب قلم بھی ہماری جماعت میں ہیں جو اپنی ذمہ داریاں سمجھتے ہیں، وہ جہاں ہیں اپنی سی کوشش کر رہے ہیں اور قوم کی مناسب رہنمائی بھی ہو رہی ہے۔ ہمیں ان سے کوئی شکوہ نہیں ہے، بلکہ ان کے لیے دل سے دعائیں نکلتی ہیں۔

ابھی جولائی ۲۰۱۹ء کے ابتدائی عشرے میں مجھے چند یورپین ممالک مثلاً ہالینڈ، فرانس، جرمنی اور بلجیم جانے کا اتفاق ہوا اور وہاں منعقد

ہونے والی کانفرنسوں میں شرکت اور وہاں کے لوگوں سے ملنے کا موقع ملا، علما و عمائدین سے بھی ملاقات ہوئی، ان کے قائم کردہ اسلامک سینٹرز دیکھے، تو ایسا محسوس ہوا کہ یہ ہم سے کچھ الگ نہیں ہیں، ہاں ان کی زندگی میں جو نظم و ضبط نظر آیا اور عزم کی جو پختگی دیکھی وہ کافی متاثر کن تھی، ان میں دین سیکھنے کا جذبہ دیکھا، اسلام سے محبت دیکھی، علما و مشائخ کا احترام دیکھا۔

ایک اور بات جو بطور خاص قابل ذکر ہے، وہ یہ کہ ان میں وقت کی قدر و قیمت کا احساس ہم سے زیادہ ہے جس کی وجہ سے ان کی نوکری، ان کا بزنس، تعلیم، تربیت میں نکھار ہے اور ہمارے ملک میں یہ چیز بہت کم نظر آتی ہے۔ اس لیے ہمیں چاہیے کہ لوگوں میں وقت کی اہمیت کا احساس پیدا کریں اور فضول کاری سے انھیں بچائیں، ان کی زندگی خود بخود راہ پر آجائے گی۔ وقت بہت قیمتی سرمایہ ہے جسے قطعاً برباد نہیں ہونا چاہیے۔

خصوصی معاونین کا شکریہ :

سیمینار کے انعقاد میں ہمارے احباب اہل سنت نے ضرورت کا احساس کرتے ہوئے دل کھول کر مالی تعاون بھی دیا ہے، بعض علما و احباب نے ملک کے مختلف شہروں میں مجلس شرعی کا سیمینار منعقد کروایا اور اس کا پورا خرچ برداشت کیا۔ بعض احباب نے جزئی مالی تعاون پیش کیا، ہم ان کے بھی شکر گزار ہیں۔ اس سلسلے میں ہمیں فاضل گرامی مفتی حبیب یار خاں، اندور [ایم، پی] اور مفتی ایاز احمد مصباحی، پونے [مہاراشٹر] بہت زیادہ یاد آتے ہیں جنھوں نے اندور اور پونے میں یہ فقہی سیمینار کروائے۔ اب یہ دونوں حضرات اس دنیا میں نہیں ہیں۔ اللہ ان دونوں کی تربت پر رحمت و غفران کی بارش برسائے، آمین۔ ان کے علاوہ خصوصی معاونین میں حضرت امین ملت پروفیسر سید محمد امین میاں قادری [سجادہ نشین خانقاہ برکاتیہ، مارہرہ شریف و بانی و سرپرست البرکات ایجوکیشنل سوسائٹی، علی گڑھ]، امیر سنی دعوت اسلامی مولانا محمد شاکر نوری [ممبئی]، احباب دعوت اسلامی [ہند]، مولانا وقار احمد عزیزی [بھیونڈی]، ارکان جمعیت اہل سنت [ممبئی] شامل ہیں۔ ان ساتوں حضرات کو گزشتہ سیمینار میں مجلس شرعی کی جانب سے سپاس نامے پیش کیے گئے تھے۔ اس سال مجلس شرعی کی جانب سے مندرجہ ذیل حضرات کو توصیف نامہ اور اعزازیہ دیا جائے گا، ان میں کچھ وہ ہیں جنھوں نے از خود مالی تعاون کیا ہے اور بعض نے اپنے احباب سے تعاون کروایا ہے:

(۱) حضرت مولانا عبد الحق رضوی
(۲) حضرت مولانا مسعود احمد برکاتی
(۳) حضرت مولانا اختر کمال قادری
(۴) حضرت مولانا صدر الوری قادری
} [اساتذہ جامعہ اشرفیہ]

(۵) جناب مختار صفی صاحب، عرف مسٹر بھائی [جمشید پور، جھارکھنڈ]
(۶) جناب حافظ قمر الزماں صاحب [گوپی گنج، یوپی]
(۷) جناب الحاج نور الدین صاحب [الہ آباد، یوپی]
(۸) جناب مقصود احمد صاحب [پونہ، مہاراشٹر]
(۹) جناب مولانا جمیل احمد صاحب [مدن پورہ، بنارس]
(۱۰) جناب ذیشان احمد صاحب [پُرخاص، الہ آباد]
(۱۱) جناب الحاج دل محمد رضوی [ممبئی]
(۱۲) جناب الحاج عبد الحمید (ستورا، گورکھ پور)

اللہ تعالیٰ جملہ معاونین کی جان و مال و ایمان کی حفاظت فرمائے اور مزید عمل خیر کی توفیق بخشے، آمین۔ ایک بار پھر جملہ حاضرین کی خدمت میں ہدیۂ تبریک۔ اللہ سب کو سلامت رکھے، آمین۔

عبد الحفیظ عفی عنہ

[۱۳؍ صفر المظفر ۱۴۴۱ھ/ ۱۳؍ اکتوبر ۲۰۱۹ء، یک شنبہ]

مجلس شرعی کے چھبیسویں فقہی سیمینار کا

خطبۂ صدارت

منعقدہ: ۱۲/ ۱۳/ صفر المظفر ۱۴۴۱ھ مطابق ۱۲/ ۱۳/ نومبر ۲۰۱۹ء شنبہ، یک شنبہ

بمقام: امام احمد رضا لائبریری، جامعہ اشرفیہ، مبارک پور

از: حضرت مولانا محمد احمد مصباحی، صدر مجلس شرعی و ناظم تعلیمات، جامعہ اشرفیہ، مبارک پور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ   نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

حضرات مندوبین کرام! ۲۶ ویں فقہی سیمینار اور موجودہ حالات کی مناسبت سے ضروری باتیں سرپرست مجلس شرعی و سربراہ اعلیٰ جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے خطبۂ استقبالیہ میں آچکی ہیں۔ میں بھی آپ کی تشریف آوری پر حسب سابق خیر مقدم کہتا ہوں اور آپ کی علمی و فقہی کاوشوں پر خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ ۲۶ ویں فقہی سیمینار کے بعد ۲۷ ویں فقہی سیمینار کی فکر دامن گیر ہے کہ اس کے لیے عنوانات کیا ہوں گے؟

عنوانات کے انتخاب میں چند باتیں ملحوظ ہوتی ہیں:

(۱) عنوانات ایسے آسان نہ ہوں کہ کوئی ایک تجربہ کار مفتی تھوڑی محنت و کاوش سے ان کا شافی حل پیش کر دے۔

(۲) عنوان ایسا ہو جس کی ضرورت جمہور عوام کو ہو یا کسی طبقے کے معتد بہ افراد کو اس کی ضرورت ہو، خصوصًا ایسے افراد جو شریعت کے مطابق اپنی عبادت، تجارت اور معاملت وغیرہ استوار رکھنا چاہتے ہیں۔

(۳) زیر بحث آنے والا مسئلہ ایسا ہو جس کے بارے میں اندازہ ہو کہ رائیں مختلف اور جوابات متنوّع ہو سکتے ہیں، اور اسے بے بحث و تنقیح چھوڑ دیا گیا تو اختلافِ جوابات کی وجہ سے عمل دشوار ہوگا اور عامۂ مسلمین پریشانی میں مبتلا ہوں گے۔

یہ باتیں باضابطہ تحریری طور پر طے شدہ نہیں ہیں لیکن ذہنی اور عملی طور پر بخوبی ان کا لحاظ رکھا جاتا ہے۔

اسی لیے ۲۶ ویں سیمینار کے لیے ۲۵ یا زائد عنوانات نوٹ کیے گئے لیکن جب غور و خوض اور بحث و نظر کی باری آئی تو ایک بھی اپنی جگہ سلامت نہ رہا، نتیجۃً طے یہ ہوا کہ چند سال سیمینار موقوف رکھا جائے یہاں تک کہ مطلوبہ معیار کے مطابق عنوانات دریافت ہو جائیں۔

مگر بعض بزرگوں کی رائے یہ ہوئی کہ وقفہ اچھا نہیں، تسلسل قائم رہنا چاہیے۔ اس رائے کا احترام کرتے ہوئے پھر عنوانات کی جستجو شروع ہوئی، مولانا محمد ناصر حسین مصباحی وغیرہ نے حج سے متعلق چند سوالات پیش کیے، برطانیہ کے بعض احباب کو معلوم ہوا تو انھوں نے بھی ایک سوال پیش کیا (آفاقی کے لیے عمرہ کے بعد حج قران کا حکم)۔

جولائی ۲۰۱۹ء کے پہلے عشرے میں عزیز ملت سرپرست مجلس شرعی کا سفر ہالینڈ وغیرہ کا ہوا تو اُن بلاد میں وقت عشا نہ ملنے سے انھوں نے سخت دشواری محسوس کی، واپسی پر فرمایا کہ یہ مسئلہ زیر بحث آنا چاہیے، میں نے عرض کیا کہ ۱۵/ سال قبل ۱۴۲۵ھ میں دھرول، گجرات کے سیمینار میں یہ مسئلہ زیر بحث آچکا ہے اور فیصلہ بھی ہو چکا ہے اس پر مولانا شمس الہدیٰ صاحب نے فرمایا کہ کچھ گوشے رہ گئے ہیں جو نہ زیر بحث آئے نہ ان پر فیصلہ ہوا، میں نے کہا کہ ان گوشوں کو لے کر ایک سوال نامہ آپ مرتّب کر دیں تا کہ اگلے سیمینار میں انھیں شامل کر لیا جائے۔ اس کے لیے انھیں ایک ہفتے کا وقت دے دیا گیا اور زائد العرض بلاد میں حکم عشا و سحری سے متعلق سوال نامہ تیار ہو گیا۔ غالبًا اوائل اگست ۲۰۱۹ء میں جملہ سوالات آپ کی خدمت میں پیش ہوئے اور آپ جوابات ارسال فرمانے کے بعد بزم مذاکرہ میں رونق افروز ہوئے۔

اس طرح یہ صفر ۱۴۴۱ھ/ اکتوبر ۲۰۱۹ء کا سیمینار نہ ہوتے ہوتے منعقد ہو گیا۔ آئندہ سے متعلق جزم کے ساتھ کچھ کہنا بہت مشکل ہے۔ واللہ خیر حافظاً و هو أرحم الرّحمين.

آپ حضرات سے گزارش ہے کہ اگر سیمینار کے لیے مناسب عنوانات آپ کے ذہن میں ہوں تو انھیں لکھ کر دے دیں ورنہ بعد میں تلاش و جستجو اور اہل علم سے تبادلۂ خیالات کر کے کچھ عنوانات ای میل سے یا واٹس ایپ سے ضرور ارسال کریں تا کہ آپ کا یہ علمی کارواں برابر رواں دواں رہے۔ واللہ الموفّق لکل خیر، وهو المستعان، و عليه التكلان.

محمد احمد مصباحی

صدر مجلس شرعی، الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ، یوپی

دعوت فکر

مجلس شرعی کے چھبیسویں فقہی سیمینار کی

تیسری نشست کا

خطبۂ صدارت

بتاریخ: ۱۳؍ صفر ۱۴۴۱ھ / ۱۳؍ اکتوبر ۲۰۱۹ء، یک شنبہ صبح

بمقام: امام احمد رضا لائبریری - جامعہ اشرفیہ، مبارک پور

از: حضرت مولانا یٰسین اختر مصباحی - بانی و صدر دار القلم، ذاکر نگر، نئی دہلی

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

محترم علماے کرام اور معزز مندبین سیمینار! ہم اور آپ آج یہاں جس موضوع پر تبادلۂ خیال، بحث و مباحثہ اور کسی نتیجہ اور فیصلے تک پہنچنے کے لیے اکٹھا ہوئے ہیں، یہ ایک بہت بڑی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے کی بہت کامیاب کوشش ہے، جو اس سے پہلے بھی ہوتی رہی ہے اور اس کے بعد بھی ہوتی رہے گی ان شاء اللہ۔

مجلس شرعی مبارک پور کا یہ ۲۶؍ واں فقہی سیمینار ہے اور اس سے پہلے بھی سیمینار ہوئے اور ہمارے محقق بالغ نظر علماے کرام نے گزشتہ سیمیناروں میں جو فیصلے کیے وہ سب مختلف شکلوں میں بحمدہٖ تعالیٰ منظرِ عام پر آچکے ہیں۔ ہندوستان کی تاریخ میں جماعتِ اہلِ سنت کی تاریخ کا یہ پہلا نمونہ ہے کہ بہت ہی منظم اور منصوبہ بند طریقے سے مختلف فقہی مسائل پر اجتماعی غور و فکر کا مجلسِ شرعی مبارک پور کے ذریعے آغاز ہوا اور بہت سے ایسے مسائل جو بہت مشکل اور پیچیدہ تھے اور عوام و خواص پس و پیش کا شکار تھے کہ کیا کرنا چاہیے، کیا نہیں کرنا چاہیے؟ ایسے مسائل کو حل کیا گیا اور مسلمانوں کی صحیح رہنمائی کی گئی۔ اس سے پہلے اس طرح کے اجتماعی غور فکر کی کوئی تاریخی روایت تقریبًا سو سال کے اندر ہماری جماعت میں نہیں ملتی، لیکن بحمدہٖ تعالیٰ دور اندیش علماے کرام نے اس طرف توجہ دی، کام کا آغاز ہوا، بہت سے مسائل حل ہوئے اور مسلمانوں نے اس عمل، اس اقدام کو خوش آمدید کہا۔ اگر اس بات کو سامنے رکھ کر اس کے مختلف پہلوؤں پر غور کیا جائے تو بہت سارے نتائج برآمد ہو سکتے ہیں، مثلاً اگر التفات اور توجہ نہ ہو تو بہت سے مسائل کا انبار لگ جاتا جو پوری قوم کے لیے پریشان کن ہے۔ دوسرا نتیجہ یہ نکالا جا سکتا ہے کہ اگر مسائل کے حل کرنے پر کمربستہ ہو کر قدم آگے بڑھایا جائے تو مشکل سے مشکل مسائل بھی حل ہو جاتے ہیں۔ تیسری بات یہ ہے کہ ملکی، ملی اور قومی معاملات میں سب لوگ نہ اتنے خاص ہوتے ہیں نہ باشعور ہوتے ہیں، لیکن کچھ لوگ ضرور حساس اور باشعور ہوتے ہیں اور حالات کے تقاضوں پر لبیک کہتے ہوئے پیش قدمی کرتے ہیں تو وہی چند حضرات پوری قوم اور ملت و جماعت کے نمائندہ بن جاتے ہیں اور جو بارِ قرض ہوتا ہے وہ سب کی گردن سے اتر جاتا ہے۔ چوتھا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ صلاحیتوں کا اگر استعمال نہ کیا جائے تو یوں ہی وہ مخفی، پوشیدہ اور زنگ آلود رہ جاتی ہیں اور اگر ان کا صحیح اور بروقت استعمال کیا جائے تو اس کے فوائد و ثمرات ظاہر ہوتے ہیں اور صلاحیت میں اضافہ بھی ہوتا ہے اور اس کے اندر نکھار بھی پایا جاتا ہے۔ انھی علما میں اب ماشاء اللہ بہت سے ایسے نوجوان علما و مفتیان کرام ہمارے درمیان ہیں جن کے اندر تحقیق و تفحص اور اس کے ملکہ کا وہ جوہر سامنے آیا جو اس سے پہلے نہیں تھا۔ ژرف نگاہی کے ساتھ مسائل پر غور کرنا، باریک پہلوؤں کو سامنے رکھنا، یہ ساری چیزیں بحث کے بعد سامنے آتی ہیں، الحمد للہ ان صلاحیتوں میں اضافہ بھی ہوا، نکھار بھی پیدا ہوا۔

ایک نتیجہ یہ بھی برآمد ہوتا ہے کہ مسائل و معاملات اور مشکلات تو پیش آتے رہتے ہیں اور ان کا سلسلہ گویا لامتناہی ہے، تو بجاے حالات کا شکوہ کرنے اور ایک دوسرے کی طرف انگشت نمائی کرنے کے کچھ مخلص افراد اس مشکل پر قابو پانے اور اس مسئلے کو حل کرنے کی طرف عملی طور پر

کوشش کریں تو یہی اصل کام ہے اور یہی ہونا چاہیے۔ ایک نتیجہ یہ بھی برآمد ہوتا ہے کہ صلاحیت اور وسائل جب دونوں کا اجتماع ہوتا ہے تو بڑے سے بڑے کارنامے انجام دیے جاسکتے ہیں جو پہلے تصور بھی نہیں کیے جاسکتے تھے۔ تفصیل میں جائے بغیر میں نمونے کے طور پر مجلسِ شرعی مبارک پور کے اس فقہی سیمینار کو نشان زد کرتا ہوں اور بالکل اسی طرح سے صلاحیت اور وسائل کے اجتماع سے جو بھی کارنامے انجام دیے جا سکتے ہیں، اس کا ایک بہترین نمونہ مجلسِ برکات، جامعہ اشرفیہ مبارک پور ہے۔

یہ دونوں نمونے بتا رہے ہیں کہ صلاحیت اور سرمایے کا مناسب اجتماع ہو جائے تو چند سالوں کے اندر سو سال کا قرضہ بھی ادا کیا جا سکتا ہے۔ اور اس سے یہ بھی نتیجہ نکلتا ہے کہ الحمد للہ ہمارے پاس صلاحیت بھی ہے اور سرمایہ بھی، صرف ان کے صحیح استعمال کی ضرورت ہے اور جو بھی کام نہیں ہو پا رہے ہیں ان میں یہی صحیح استعمال نہیں ہے اور ان دونوں پہلوؤں کی طرف فقیہِ اسلام، امامِ اہلِ سنت، مجددِ دین و ملت علیہ الرحمۃ والرضوان نے سو سال پہلے ایک فتوے میں ایک دوسرے انداز سے اشارہ بھی کیا ہے۔ اس سے نتیجہ اخذ کر کے میں نے بیان کیا۔ فتاویٰ رضویہ کی بارہویں جلد میں ایک فتویٰ کی ضمن میں خود اعلیٰ حضرت نے یہ بات تحریر فرمائی ہے، فلاں فلاں صاحبان نے جو اعلیٰ حضرت کے خلفا تھے، مجھ سے گذارش کی کہ ایک تنظیم ایسی قائم کی جائے جو مسلمانوں کے مسائل، اہلِ سنت کے معاملات کو حل کرنے میں مضبوط اور مستحکم کردار ادا کرے۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا، ٹھیک ہے، میں اس کے لیے تیار ہوں اور جو کام بھی اب تک کرتا چلا آیا ہوں اور جو اس وقت کر رہا ہوں اس پر کسی اور کو مامور کر دیجیے، وہ یہ کام کرے اور میں تنظیم کا کام کروں گا، تو ان حضرات نے یہ عرض کیا کہ آپ جو کام کر رہے ہیں وہ دس علما بھی مل کر نہیں کر سکتے۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا: پھر معذوری واضح ہے اور اس کے بعد اسی فتویٰ میں کسی تنظیم کے نہ چلنے کے دو اسباب تحریر فرمائے ہیں مختصر الفاظ میں یہ کہ ایک وجہ علما کا باہمی اختلاف اور دوسری وجہ امرا کا عدم اتفاق۔ یہ دو اسباب اعلیٰ حضرت نے تحریر فرمائے ہیں۔ اب اس کے منفی پہلو کو چھیڑے اور ذکر کیے بغیر مثبت پہلو کی طرف غور کیا جائے تو یہ سمجھ میں آتا ہے کہ علمائے کرام کو اپنی ذمہ داری محسوس کرنی چاہیے، قوم و ملت کی ہدایت و قیادت کا فریضہ ادا کرنا چاہیے اور اس طرح کے کارِ خیر میں ایک دوسرے کا تعاون اور ایک دوسرے کے حق میں کلماتِ خیر کہنا چاہیے۔ امرا کو اس سے ہدایت ملتی ہے کہ مسلمانوں کے ملی و سماجی مسائل میں اپنا تعاون کرنا چاہیے۔

بہت سارے مستحب امور میں ہماری جماعت بہت دل چسپی لیتی ہے اور دلچسپی لینا بھی چاہیے، لیکن اسی کے ساتھ ساتھ علمائے کرام کو یہ سمجھانا چاہیے کہ مسلمانوں کے جو ملی مسائل ہیں ان کے اندر بھی آپ اسی دل چسپی کے ساتھ حصہ لیں اور اپنا تعاون کریں، اگر ذہن سازی کی جائے تو ایسا ہو سکتا ہے، کیوں کہ ہماری قوم مستحبات پر سالانہ کروڑوں روپے خرچ کرتی ہے، یعنی اس طرف زیادہ فنڈنگ کرتی ہے کہ کوئی دوسری جماعت اس طرح کے مستحب امور میں جو اس کے نزدیک ہو اس کا ۲۵؍ فیصد بھی خرچ نہیں کرتی۔ اس کا واضح اور سیدھا مطلب ہے کہ پیسے کی ہمارے پاس کوئی کمی نہیں ہے، پیسہ کہاں کہاں خرچ کرنا چاہیے اور ترجیحی طور پر کن کن چیزوں پر زیادہ توجہ دینی چاہیے، یہ جاننے اور یہ بتانے کی ضرورت ہے۔

میرا خود کا واقعہ ہے تقریباً پانچ سال پہلے کی بات ہے، بھٹنی ایک جگہ مدھیہ پردیش میں ہے، وہاں کے لوگوں نے مجھے مدعو کیا اصرار کے ساتھ اور میں گیا بھی۔ بتانا یہ ہے کہ ایک سرمایہ دار شخص تھے، انھوں نے بڑی خوشی کے ساتھ بیان کیا کہ ہمارے پیر صاحب تشریف لائے ہوئے تھے اور انھوں نے فرمایا ہے کہ اس سال گیارہویں شریف پر گیارہ بکرے کٹیں گے تو میں گیارہ بکرے کٹواؤں گا۔ میں نے کہا بہت اچھی بات ہے، اب میں کھل کر کے کچھ نہیں کہہ سکتا تھا، اس لیے میں نے دوسرا انداز اختیار کیا اور بڑی تفصیل سے ان کو سمجھا کر یہ کہا کہ آپ کا مقصد حضرت غوثِ پاک کی خدمت میں ایصالِ ثواب ہی تو کرنا ہے، تو انھوں نے کہا: ہاں۔ میں نے کہا کہ ایصالِ ثواب کے کئی ایک طریقے ہیں اور ان طریقوں میں بہت سے طریقے ایک دوسرے سے افضل اور بہتر ہیں تو ان کی افادیت اور استحکام زیادہ ہے، مثلاً غریبوں، یتیموں، بیواؤں کی مدد کرنا۔ آٹھ دس چیزیں میں نے بتائیں اور کہا کہ ان کاموں میں ایصالِ ثواب کا مقصد بھی پورا ہو گا اور ایک آدمی کا فائدہ ہو گا۔ خیر جب میں نے دیکھا کہ راستہ ہموار ہو گیا ہے تو کہا کہ پھر آپ ایسا کیجیے کہ چھ بکرے تو کیجیے اور باقی پانچ بکروں کی قیمت آپ اپنے آس پاس میں دیکھ کر جہاں مناسب سمجھیں خرچ کریں۔ تو وہ بہت آسانی اور خوشی کے ساتھ تیار ہو گیا اور کہا کہ ٹھیک ہے، میں ایسا کروں گا، تو اس کا واضح مطلب یہ ہے کہ صرف ذہن سازی اور صحیح رہ نمائی کی ضرورت ہے۔

ہم آپ یہاں بعض فقہی مسائل پر غور کرنے کے لیے بیٹھے ہوئے ہیں۔ اس کا سلسلہ برسہا برس سے جاری ہے، یہ تو یہاں کا خاص موضوع، خاص ضرورت ہے۔ اس سے الگ ہٹ کر علمائے کرام کی جو ذمہ داری ہے، اس کو بھی محسوس کرنا چاہیے اور جو مسلمانوں کے معاملات ہیں، جو ملکی معاملات میں اتار چڑھاو ہے، سارے حالات و معاملات پر بھرپور اور گہری نظر ہونی چاہیے۔ ہر کام میں آپ حصہ نہیں لے سکتے ہیں، نہ اتنا وقت اور فرصت ہے اور بہت سارے ایسے معاملات ہیں جو علما کے وقار کے خلاف سمجھے جاتے ہیں، حدیث پاک میں رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

کلکم راع وکلکم مسئول عن رعیتہ۔

تم میں کا ہر شخص نگران ہے اور اس کے ماتحت کے بارے میں ہر ایک سے پوچھا جائے گا۔ اگر کسی کی حیثیت ایک محلہ، ایک گاؤں، ایک قصبے تک ہے تو وہیں تک صحیح ذمہ داری ادا کرنا فرض ہے۔ کسی کی صوبائی حیثیت ہے تو صوبائی سطح پر اگر کچھ کر سکتا ہے تو یہ اس کا فریضہ ہے کہ وہ کرے۔ اگر ملکی سطح پر حیثیت ہے تو اس لیول پر وہ کام کرے۔ تو یہ پڑھنا پڑھانا، لکھنا لکھانا، فتویٰ دینا، وعظ و تقریر کرنا، یہ سب ہمارے فرائض میں ہیں اور ان سب کو ادا کیا جاتا ہے اور ادا کیا جاتا رہے گا۔ لیکن جن فرائض سے غفلت ہے، بے توجہی ہے تو یہ بے توجہی پوری امت، اور جماعت کے لیے نقصان دہ ہے اور اگر ہم اپنا فریضہ ادا نہیں کریں گے اور قوم و ملت کو ضرورت ہے تو پھر وہ دوسروں کی جانب رخ کرے گی اور دوسروں سے قریب ہو کر، ان سے متاثر ہو کر ہمارے خیموں سے نکل کر انھیں کے پاس چلی جائے گی اور اس کا مشاہدہ بھی ہے، تجربہ بھی ہے، تو علما کو مسلم مسائل میں دل چسپی لے کر حل کرنے کی کوشش کرنا، ان کا مذہبی فریضہ ہے۔ ہاں! ایک حدیث پاک میں رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

من لا یھتم بأمر المسلمین فلیس منھم ومن لا یصبح و یمسی ناصحا للہ ولرسولہ ولکتابہ ولإمامہ ولعامة المسلمین فلیس منھم. (المعجم الکبیر للطبرانی، ص:۱۳۱، ج:۲)

اس حدیث کی ہدایت کو سامنے رکھیے، کیسی وعید ہے، تو امر مسلم کا تعلق دین سے بھی ہے اور دنیا سے بھی، جہاں جہاں اس کو ہدایت کی ضرورت ہے، وہاں آپ اس کو ہدایت دیجیے، وہاں اپنا تعارف پیش کیجیے اور اگر اس سے غافل ہیں تو اس حدیث مبارک کی وعید کی روشنی میں فلیس منی تو آپ سنجیدگی کے ساتھ سنیں اور اس پر عمل کرنے کی بھی کوشش کریں اور دوسروں تک یہ بات پہنچائیں۔

ہمارے عوام کا زیادہ تعلق مذہبی جلسوں سے ہے، ان میں بھی اصلاح کی بہت سخت ضرورت ہے، ایک تو یہ کہ موضوع پر تقریر ہونی چاہیے، دوسرے یہ کہ جس آبادی میں جلسہ ہو رہا ہے، وہاں کے مسلمانوں کی دینی ضرورت کیا ہے، اس کے حساب سے بولنا چاہیے، ہدایت کرنی چاہیے۔ صحیح وقت پر جلسہ شروع کیا جائے اور ۱۲ ربجے تک صلاۃ و سلام کے ساتھ ختم کر دینا چاہیے تاکہ نماز فجر متاثر نہ ہو، اگلے روز کا کام متاثر نہ ہو، پڑھے لکھے لوگ، حکومت کے ذمہ داران افسران ہمارے جلسوں میں آسکیں، ورنہ ہم نے عملاً گویا اس کا التزام کر رکھا ہے کہ کوئی بھی دانش ور پروفیسر، ڈاکٹر، انجینئر، سائنس داں ہمارے جلسے میں آنے نہ پائے، تو جب آنے نہ پائے تو اسے کہیں نہ کہیں جانا ہے۔ آدمی کو جب بھوک لگے تو اس کو تو کھانا کھانا ہے، حلال غذا نہیں ملے گی تو حرام کھائے گا، اس لیے اس کی غذا کا انتظام ضرور کرنا چاہیے اور مسلم مسائل سے دل چسپی اور حصہ نہ لینے کا میں ایک بہت بڑا نقصان بتاؤں، اس کی طرف توجہ آپ کی ہونی چاہیے کہ جو بھی یونیورسٹی، کالج کے پڑھے لکھے لوگ، حکومت کے ذمہ داران، تاجر لوگ وغیرہ وغیرہ ہیں، ان کو ہم نے بالکل چھوڑ رکھا ہے، ان سے کوئی تعلق نہیں، وہ سنی گھرانے کے ہوتے ہیں، دوسرے لوگوں سے قریب ہو کر ان سے متاثر ہو کر انھی کے آدمی ہو جاتے ہیں۔ گویا عملاً آپ نے یہ اعلان کر رکھا ہے کہ پڑھے لکھے لوگ، مال دار لوگ، پروفیسران، وہ ہمارے نہیں ہیں۔ یہی حال جمعہ کی تقریر کا بھی ہے، حالاں کہ موقع یہ ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے معاشرتی، سماجی اور ملی مسائل کے متعلق گفتگو ہونی چاہیے۔ اب میرے تجربات سنیے۔

امام اعظم ابو حنیفہ سیمینار پانچ سال پہلے اونچے پیمانے پر ہوا تو اس کی اطلاعات سے متعلق پہلی اہم میٹنگ ہوئی تو میں بھی دہلی سے بلایا گیا۔

وہاں مخصوص افراد شریک ہوئے، میں نے یہ عرض کیا کہ اس میں نہ کوئی پیشہ ور مقرر ہے اور نہ ہی کوئی باہری نعت خواں۔ مقامی نعت خواں بلا لیا جائے، سب لوگوں نے بات مان لی، ایک صاحب نے گنجائش پیدا کرنے کی کوشش کی اور وہ اس پروگرام کے بہت بڑے مالی معاون تھے۔ انھوں نے کہا حضرت ایک نعت خواں شاعر کو بلا لیا جائے، عوام کی خواہش کا کچھ خیال رکھا جائے، اور یہ خرابی اس لیے پیدا ہوئی کہ علما عوام کے مقتدی ہو گئے ہیں، انھوں نے اپنا مقتدیٰ والا منصب چھوڑ دیا ہے اور مقتدی والا منصب اپنا لیا ہے۔ یہی بہت بڑی خرابی کی جڑ ہے۔ جس سے بات ہو رہی تھی وہ لاکھوں کا مالی معاون تھا، اور میں یہ بھی جانتا تھا کہ اس کو شوگر ہے، میں نے اس سے یہ کہا کہ قوم کی خواہش کا خیال نہ کیجیے، آپ کی خواہش ہے لڈو کھانے کی انھوں نے کہا کہ ہاں، تو میں نے کہا کہ گھر والے یا ڈاکٹر اجازت دیں تو مہینے دو مہینے میں آپ کا کام ہو جائے گا تو وہ ایک دم سے بیٹھ گئے، تو میں نے کہا کہ عوام کی خواہش کا نہیں بلکہ اس کے مذہبی، ملی اور معاشرتی مفاد کا خیال کیا جاتا ہے۔ میں نے یہ بھی کہا کہ علما نے عوام کی خواہش کا خیال کر کے مقتدی والی حیثیت اپنا لی ہے، مقتدیٰ والا اپنا منصب چھوڑ دیا ہے۔ ان سب خرابیوں کی اصلاح ہونی چاہیے اور کوشش کی جائے تو کچھ نہ کچھ اس کا فائدہ ضرور ظاہر ہوگا، تو علما کا منصب قیادت، ہدایت و رہ نمائی ہے اور اس میں ساری چیزیں شامل ہیں، دینی بھی، دنیاوی بھی۔ ہر کام ہر کوئی نہیں کر سکتا، لیکن ان سے منسلک جو چیزیں ہیں ان کا شعور ہونا چاہیے، اگر اصلاح کا جذبہ ہو تو اللہ تعالیٰ غیب سے وسائل پیدا کرتا ہے، مثال کے طور پر اپنے تجربہ کی چیز اپنے اور دوسروں کے لیے موثر ہوتی ہے۔ حافظِ ملت علیہ الرحمہ طلبہ کو نصیحت فرماتے تھے تو بہت قیمتی باتیں ارشاد فرماتے تھے، ان میں سے دو چیزوں کا میں ذکر کروں جن پر میں نے خود تجربہ کیا ہے اور صد فی صد کامیابی ملی۔

ایک — حافظ ملت علیہ الرحمہ فرماتے تھے: یک در گیر محکم گیر۔ تو آدمی جب اس پر عمل خود کرتا ہے تو اس کی باتوں میں اثر ہوتا ہے۔ حافظِ ملت خود اس کا نمونہ تھے کہ مبارک پور تشریف لائے تو واپس نہیں گئے، اس لیے بھرپور کامیابی ملی۔ آدمی جب چھوڑ پکڑ کرتا ہے، کبھی یہاں، کبھی وہاں تو اس کی خدمات ہوتی بھی ہیں تو منتشر ہو جاتی ہیں اور ایک جگہ رہنے میں خدمات مجتمع ہوتی ہیں۔ میں اپنی بات کروں کہ میں دلی کے سب سے تعلیم یافتہ علاقے میں رہوں گا، جو بھی مجھے خدمت کرنی ہے، کروں گا تو میں جامعہ نگر میں گیا تو اللہ نے اسباب پیدا کر دیے۔ کروڑوں کی زمین اور کروڑوں کی عمارتیں آج تیار ہیں۔ میں بمبئی، دلی، کہیں چندہ کے لیے نہیں جاتا۔ اس موقع پر حدیثِ قدسی یاد آتی ہے:

”أنا عند ظن عبدي بي.“ میں اپنے بندے کے گمان کے قریب ہوتا ہوں۔

یعنی بندہ مجھ سے جو گمان کرتا ہے، میں اس کے لیے ویسے ہی اسباب پیدا کرتا ہوں۔ الحمد للہ! عالمانہ وقار کے ساتھ جہاں میں نے چاہا اللہ نے وسائل و اسباب، کروڑوں کے حساب سے پیدا کر دیے۔

دوسری بات یہ ہے کہ حافظِ ملت علیہ الرحمہ فرماتے تھے کہ دین کا کام کرو، اس کے صدقے میں تمھاری دنیا کا کام ہو جائے گا۔ اس کا بھی نمونہ میں ہوں۔ جو لوگ یہ جانتے ہیں، یہ بھی جانتے ہیں کہ پیسہ میں نے نہ کمایا نہ کبھی اس کی طرف توجہ دی۔ لیکن ۲۰۱۰ء میں جب سنگین بیماری میں مبتلا ہو گیا تھا اور بنارس سے لے کر دلی تک لاکھوں لاکھ میں میرا علاج ہوا اور یہ زرِ کثیر دینے والے ایسے ہیں کہ مجھے یہ بھی نہیں معلوم کہ فلاں نے دیا اور کتنا دیا تو اس کو میں نمونہ اور مظہر سمجھتا ہوں کہ دین کا کام کرو اس کے صدقے تمھاری دنیا کا بھی کام ہو جائے گا۔ دین دنیا کی تفریق کر کے علما کو جو کنارے کر دیا گیا ہے، یہ بہت بڑی عالم گیر سازش ہے، بالخصوص عیسائیوں کی اور خود ان کے یہاں دین و دنیا کی تفریق ہے کہ پادری کا کام محض دین اور عوام کا کام ہے دنیا، وہی سازش ہمارے یہاں بھی کی گئی اور بڑی حد تک اس کوشش میں وہ کامیاب ہیں، تو ہمیں یہ دل سے نکال دینا چاہیے کہ یہ دنیاوی کام ہے، دنیاوی کام بھی آپ نیک نیتی سے کریں تو وہ بھی عبادت ہے۔ آپ عبادت کو صرف دینی کاموں میں محدود نہ کیجیے۔ اس کا جو حق ہے وہ دیجیے اور دنیاوی کاموں میں آپ اپنی عبادت کا سلسلہ جاری رکھیے۔ اس کے لیے ضروری یہ ہے کہ آپ کی استعداد مضبوط ہونی چاہیے۔ آپ کا مطالعہ وسیع ہونا چاہیے۔

مرتبہ: محمد اعظم مصباحی
محافظ کتب انجمن اہلِ سنت و اشرفی دار المطالعہ
جامعہ اشرفیہ، مبارک پور

فیصلے

چھبیسویں فقہی سیمینار کے فیصلے

مفتی محمد نظام الدین رضوی

چھبیسویں فقہی سیمینار میں پانچ موضوعات زیرِ غور تھے، چار موضوعات کے فیصلے باتفاقِ رائے ہو گئے جو اس شمارے میں شائع ہو رہے ہیں۔ پانچویں موضوع "آفاقی کے لیے عمرہ کے بعد حجِ قران کا حکم" کا فیصلہ مع تفصیلات کسی قریبی شمارے میں ان شاء اللہ تعالیٰ شائع ہوگا۔

زائد العرض بلاد میں نمازِ عشا کا حکم

پہلی نشست: ۱۲؍ صفر المظفر ۱۴۴۱ھ / مطابق ۱۲؍ اکتوبر ۲۰۱۹ء۔ شنبہ۔ صبح

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حَامِدًا و مُصَلِّیًا و مُسَلِّمًا

عرض البلد ساڑھے اڑتالیس درجہ سے آگے دنیا میں ایسے ممالک بھی ہیں جہاں سال کے کچھ دنوں میں عشا کا وقت نہیں ہوتا۔ مزید آگے ایسے بھی مقامات ہیں جہاں مغرب و عشا اور فجر کا وقت بھی نہیں ہوتا۔

عرض البلد شمالی پچاس درجہ سے انسٹھ درجہ تک کے مقامات میں مسلمان بکثرت آباد ہیں۔ ان بلاد میں بعض ایام میں عشا کا وقت نہیں آتا، چند ایام ایسے ہیں جن میں وقت آتا ہے مگر بہت دیر میں آتا ہے۔ ایسے ہی مقامات سے متعلق عشا کا مسئلہ زیرِ بحث آیا اور مفتیانِ کرام سے سوالات کیے گئے، ان کے جوابات موصول ہوئے، پھر سیمینار میں بحثیں ہوئیں اور سوالات حل اور فیصلے کی منزل سے ہم کنار ہوئے۔

واضح رہے کہ ایسے مقامات کے موسمِ گرما میں چالیس دن یا تقریباً دو ماہ تک رات عموماً چھ، سات گھنٹے کم و بیش ہوتی ہے۔ دس بجے کے قریب سورج غروب ہوتا ہے اور ساڑھے چار بجے کے قریب طلوع ہوتا ہے۔ مذہب امام اعظم پر اگر وقت عشا ہوتا ہے تو بارہ بجے کے قریب، اور مذہب صاحبین پر سوا گیارہ بجے یا اس کے بعد۔ یہ ایک اجمالی حال بتایا گیا ہے، اس میں ایام اور مقامات کے لحاظ سے کمی بیشی ہوتی ہے، ہر جگہ کا نقشۂ اوقاتِ نماز دیکھنے سے پوری تفصیل معلوم ہو سکتی ہے۔

سوالات اجمالاً ہیں اور جوابات میں بھی ایام اور مقامات کی تعیین نہیں کی گئی ہے، ہر عرض البلد اور اس کے احوال کو دیکھتے ہوئے جوابات کو ان پر منطبق کر سکتے ہیں۔

یہ بھی معلوم رہنا چاہیے کہ عشا کے بارے میں امام اعظم کا راجح، احوط، اور اقویٰ مذہب یہ ہے کہ مغرب کی سمت میں جب شفقِ ابیض (سرخی کے بعد کی سفیدی) غائب ہو جائے تو عشا کا وقت شروع ہوتا ہے۔

صاحبین اور امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا مذہب یہ ہے کہ جب شفقِ احمر (غروب کے بعد کی سرخی) غائب ہو جائے تو عشا کا وقت شروع ہو جاتا ہے، یہ امام اعظم سے بھی ایک روایت ہے اور بہت سے فقہا نے اس پر بھی فتویٰ دیا ہے اور اسے اوسع بتایا ہے۔

فقہ اور ہیأت کے ماہرین نے یہ بتایا ہے کہ سورج جب افقِ غربی سے اٹھارہ درجے نیچے چلا جائے تو شفقِ ابیض غائب ہو جاتی ہے اور مذہب امام اعظم پر عشا کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ اور جب سورج افقِ شرقی سے اٹھارہ درجے نیچے آجائے تو صبحِ صادق طلوع ہو جاتی ہے اور فجر کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ وقتِ فجر میں صاحبین یا دیگر ائمہ کا کوئی اختلاف نہیں۔

بعض ماہرین نے یہ بھی بتایا ہے کہ سورج جب افقِ غربی سے بارہ درجے نیچے چلا جائے تو شفقِ احمر غائب ہو جاتی ہے اور صاحبین و ائمۂ ثلاثہ کے مذہب پر عشا کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔

اب بحث و مذاکرہ میں آنے والے سوالات اور فیصلے ملاحظہ ہوں۔

سوال(۱): جہاں بعض ایام میں مذہب حنفی پر عشا کا وقت آتا ہے، مگر بہت تاخیر سے آتا ہے، اس وقت تک لوگوں کا جاگنا حرج و مشقت کا سبب ہوتا ہے، وہاں کے لوگوں کے لیے نماز عشا کے بارے میں حکم شرعی کیا ہے؟

جواب(۱): ایسے ایام میں جو لوگ مشقت برداشت کر کے مذہب حنفی پر عمل کرتے ہیں ان سے تعرض نہ کیا جائے اس لیے کہ وہ اصل مذہب اور عزیمت پر کاربند ہیں۔

جو لوگ یہ مشقت اٹھانا نہیں چاہتے وہ مذہبِ صاحبین پر عمل کر کے فرضِ عشا سے بری الذمہ ہو سکتے ہیں، یہ مذہب بھی قوی اور مفتیٰ بہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سوال(۲): جن ایام اور مقامات میں مذہبِ امام اعظم پر وقتِ عشا نہیں آتا لیکن مذہب صاحبین پر عشا کا وقت ہوتا ہے مگر یہ بھی دیر میں ہوتا ہے، وہاں کے لیے کیا حکم ہے؟

جواب(۲): **(الف)** ان کے لیے مناسب ہے کہ مذہب صاحبین پر عمل کریں، کیوں کہ ائمۂ ثلاثہ: امام مالک، امام شافعی، امام احمد – رحمہم اللہ – کا مذہب مختار بھی وہی ہے جو صاحبین کا ہے۔ یہ مذہب بھی قوی ہے جس پر بہت سے مشائخ حنفیہ نے فتویٰ دیا ہے۔ اس سے عدول نہ صرف مذہب صاحبین بلکہ بقیہ تین ائمہ کے مذہب مختار سے بھی عدول ہے۔

(ب) ہالینڈ (نیدرلینڈ) سے آنے والے دو مندوبین سے یہ معلوم ہوا کہ جن ایام میں مذہب امام اعظم پر وقت عشا نہیں آتا اور مذہب صاحبین پر بہت دیر میں آتا ہے اُس وقت کچھ لوگوں کا معمول یہ ہے کہ مغرب سے تقریباً ایک گھنٹہ بیس منٹ بعد نماز پڑھ لیتے ہیں۔

سوال ہوا کہ ایسا کس مذہب کے تحت کرتے ہیں؟ تو بتایا گیا ہم حنفی ہیں اور مذہب امام ابو حنیفہ پر ان ایام میں عشا کا وقت نہیں آتا، اور جن ایام و مقامات میں وقت عشا نہیں ہوتا وہاں کے لیے مشائخ حنفیہ کا ایک قول مصحّح یہ بھی ہے کہ فقدانِ سبب کی بنا پر وہاں فرضیتِ عشا کا حکم نہیں۔

اس قول کے تحت وہاں فرضیتِ عشا تو ہے نہیں اور عوام کا عمل درآمد بنام عشا کسی وقت نماز پڑھنے کا ہے تو انھیں اس سے روکا نہ جائے گا اور فتنہ و انتشار بپا ہونے سے دوری اختیار کی جائے گی۔

امید ہے کہ اس دینی مصلحت اور تاویل کے باعث مذکورہ عمل درآمد والوں سے مواخذہ نہ ہوگا۔

ان بلاد کے علما کو چاہیے کہ یکجا ہو کر کسی ایک جائز و مناسب صورت پر اتفاق کر لیں۔ پھر سربرآوردہ عوامی نمائندوں سے مشاورت کریں اور طے شدہ صورت کی تنفیذ کریں تا کہ افتراق و انتشار نہ ہو۔[۱] واللہ تعالیٰ اعلم

سوال(۳): جن ایام و مقامات میں مذہب صاحبین پر بھی عشا کا وقت نہیں ہوتا، مغرب کا قلیل وقت ملتا ہے پھر صبح صادق طلوع ہو جاتی ہے۔ وہاں کے لیے کیا حکم ہے؟

جواب(۳): ایسے ایام و مقامات میں لوگ مغرب اور فجر کی نمازیں ادا کریں اور عشا و وتر کی قضا کریں۔ لیکن کچھ لوگ اگر کسی طرح وقتِ مغرب ہی میں عشا و وتر بھی پڑھ لیتے ہیں تو انھیں ان کے حال پر چھوڑ دیا جائے، فتنہ و انتشار نہ ہونے دیا جائے۔ لأنّ هنا قولاً آخر مصحَّحًا لمشايخنا، وهو عدم وجوب العشاء في تلك الأيّام، فعلى ذلك القول لا يجب عليهم الأداء و لا القضاء، و ما صلَّوْا يكون صلاة و عبادة غير واجبة عليهم، و لا ينبغي منعُهم عنها.[۲] واللہ تعالیٰ اعلم

سوال(۴): جہاں مغرب، عشا اور فجر کا وقت داخل نہیں ہوتا وہاں کے مسلمانوں کے لیے ان نمازوں کے بارے میں کیا حکم شرعی ہے؟

جواب(۴): عرض البلد چھیاسٹھ درجہ چونتیس دقیقہ یا اس سے زائد ہو تو وہاں بعض ایام میں ایسا ہوگا۔ بعض حضرات نے اس کا جواب تفصیل سے لکھا ہے۔ مختصر جواب یہ ہے کہ جن نمازوں کا وقت میسّر نہ ہو ان کی قضا لازم ہے؛ اس لیے کہ نماز کا موجبِ اصلی اور سببِ حقیقی حکم الٰہی ہے اور وہ یہاں موجود ہے۔ کسی بھی نص سے کسی مقام کا استثنا ثابت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سوال(۵): علم ہیأت کی کئی کتابوں میں لکھا ہے کہ پندرہ ڈگری پر شفق ابیض غائب ہوتی ہے اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

جواب(۵): یہ تجربات و مشاہدات کی روشنی میں بالکل غلط اور بے بنیاد ہے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدّس سرّہ نے اس کا رد

(۱) اس مشورے کا بعد میں اضافہ کیا گیا۔ محمد احمد مصباحی، صدر مجلس شرعی۔ محمد نظام الدین رضوی، ناظم مجلس شرعی۔

(۲) فیصلہ شعبان ۱۴۲۵ھ – سیمینار فقہی بورڈ دہلی، بمقام دھرول، گجرات

بہت تفصیل سے کیا ہے۔[1] واللہ تعالیٰ اعلم

سوال(٦): اڑتالیس درجہ، تیس دقیقہ یازائد عرض البلد میں شفقِ ابیض اور صبح کاذب کا اتصال ہوتا ہے، اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

جواب(٦): ان مقامات پر شفقِ ابیض اور صبح کاذب کے اتصال کا قول درست نہیں۔ وہاں شفقِ ابیض اور صبح صادق کا اتصال ہوتا ہے۔ اسی لیے ان مقامات کے مخصوص ایام میں عشا کا وقت نہیں آتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سوال(٧): آپ کے نزدیک طلوعِ صبح صادق اور غروبِ شفقِ ابیض وشفقِ احمر کے وقت سورج کتنے درجہ زیرِافق ہوتا ہے؟

جواب(٧): جانبِ مغرب میں جب آفتاب بارہ درجہ زیرِ افق چلا جاتا ہے تو شفقِ احمر غائب ہوجاتی ہے۔ اور جب آفتاب اٹھارہ درجہ زیرافق جاتا ہے تو شفق ابیض غائب ہوجاتی ہے۔

یوں ہی جانب مشرق میں جب آفتاب اٹھارہ درجہ تحتِ افق رہتا ہے تو صبح صادق نمودار ہوجاتی ہے۔[2] واللہ تعالیٰ اعلم

---

(۱) اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ فرماتے ہیں:

- ”صدہا سال کے تکرّر مشاہدہ نے ثابت کیا کہ آفتاب ان دونوں وقت تقریبًا اٹھارہ درجے نیچے ہوتا ہے، یہ وہ علم ہے جو اکثر ہیئت دانوں پر مخفی رہا، رجماً بالغیب باتیں اڑایا کیے، صبح کاذب کے وقت انحطاطِ شمس میں مختلف ہوئے، کسی نے سترہ درجہ کہا، کسی نے اٹھارہ، کسی نے انیس بتائے، اور مشہور اٹھارہ ہے، اور اسی پر شرح چغمینی نے مشی کی، اور صبح صادق کے لیے بعض نے پندرہ درجے بتائے ہیں۔ اسے علامہ برجندی نے حاشیہ چغمینی میں بلفظِ قد قیل نقل کیا اور مقرر رکھا، اور اسی نے علامہ خلیل کاملی کو دھوکا دیا کہ دونوں صبحوں میں صرف تین درجہ کا فاصلہ بتایا جسے ردالمحتار میں نقل کیا اور معتمد رکھا، حالانکہ یہ سب ہو سات بے معنی ہیں۔

شرع مطہر نے اس باب میں کچھ ارشاد فرمایا ہی نہیں، اس نے توصبح کی صورتیں تعلیم فرمائی ہیں کہ صبح کاذب شرقاً غرباً مستطیل ہوتی ہے اور صبح صادق جنوباً شمالاً مستطیر، اور ہم اُوپر کہ آئے کہ مقدارِ انحطاط جاننے کی طرف کسی برہان عقلی کو راہ نہیں، صرف مدار رویت پر ہے، اور رویت شاہد عدل ہے کہ صبح کاذب کے وقت سترہ یا اٹھارہ یا انیس درجے اور صادق کے وقت پندرہ درجے انحطاط ہونا اور صادق وکاذب میں صرف تین درجے کا تفاوت ہونا سب محض باطل ہے، بلکہ اٹھارہ درجہ انحطاط پر صبح صادق ہوجاتی ہے اور اس سے بہت درجے پہلے صبح کاذب۔

فقیر نے بچشم خود مشاہدہ کیا کہ محاسبات علمِ ہیأت سے آفتاب ہنوز تینتیس درجے افق سے نیچا تھا اور صبح کاذب خوب روشن تھی، صبح صادق کے لیے سالہا سال سے فقیر کا ذاتی تجربہ ہے کہ اس کی ابتدا کے وقت ہمیشہ، ہر موسم میں آفتاب اٹھارہ ہی درجہ زیرافق پایا ہے، اور صبح کاذب کے لیے جس سے کوئی حکم شرعی متعلق نہ تھا، اب تک اہتمام کا موقع نہ ملا، ہاں اتنا اپنے مشاہدہ سے یقیناً معلوم ہوا کہ اس میں اور صبح صادق میں پندرہ درجے سے بھی زائد فاصلہ ہے نہ کہ تین درجہ۔“

(رسالہ درء القبح عن درك وقت الصبح مشمولہ فتاویٰ رضویہ، ج:٤، ص:٦٤٥، ٦٤٦، کتاب الصوم، رضا اکیڈمی، ممبئی)

- ”بعض کتب ہیئت اور ان کے اتباع سے بعض کتب فقہ مثل ردالمحتار میں لکھ دیا کہ جب آفتاب افق سے پندرہ درجے نیچے رہتا ہے اس وقت صبح صادق ہوتی ہے اور صبح کاذب اس سے صرف تین درجے پہلے یعنی اٹھارہ درجے کے انحطاط پر ہوتی ہے، مگر ہزاروں بار کا مشاہدہ شاہد ہے کہ یہ بھی محض غلط ہے، بلکہ جب آفتاب کا انحطاط قریب اٹھارہ درجے کے رَہ جاتا ہے اس وقت یقیناً صبح صادق ہوجاتی ہے، صبح کاذب اس سے بہت درجوں پہلے ہوچکتی ہے، میں نے آج ہی رات کہ شب ہشتم ماہ مبارک ہے بچشمِ خود معاینہ کیا کہ آفتاب ہنوز تینتیس درجے سے زیادہ افق سے نیچا تھا کہ صبح کاذب اپنی جھلک دکھا رہی تھی، صبح صادق ہونے کو ایک گھنٹے کامل سے بھی زیادہ وقت باقی تھا۔“ (فتاویٰ رضویہ مترجم، ج:١٠، ص:٥٧٠، کتاب الصوم، سحر وافطار کا بیان، برکات رضا، گجرات)
- ”صبح صادق اور شفق کے وقت آفتاب کا انحطاط صحیح ومعتمد مذہب کے مطابق اٹھارہ درجہ زیرافق ہوتا ہے۔ یہ تجربہ اور قوی مشاہدہ سے ثابت ہے، جمہور متاخرین اہل ہیئت قدیمہ وجدیدہ کا اس پر اجماع ہے۔“ (تاج التوقیت قلمی، ص:١١)

(۲) جدالممتار میں ہے:

قد عرفتُ بالتجربة أن أول الصبح و آخر الشفق إنما يكون إذا كان انحطاط الشمس ثمانية عشر جزء. اھ. شرح چغمني. هٰذا في ابتداء الصبح الكاذب، و أما في ابتداء الصبح الصادق فقد قيل: إن انحطاط الشمس حينئذ خمسة عشر جزء. والله تعالى أعلم. اھ. برجندي. (أقول): هذا عجب كل العجب من مثل العلامة وكأنه لم يتفق له التجربة والمشاهدة. والحق أن ابتداء الصبح الصادق وانتهاء الشفق الأبيض على انحطاط ثمانية عشر، به شهدت المشاهداتُ المتكررة والتجاربُ المتقررة. وأماالصبح الكاذب فقبل ذٰلك بكثير ولم يتفق لي تجربة بدأه.

(جد الممتار، ج:٢، ص: ١١، ١٢، كتاب الصلاة، باب الأوقات، مطلب فى تعبده ـ عليه الصلاة و السلام قبل البعثة، دار أهل السنة لتحقيق الكتب و الطباعة و النشر، كراتشي، باكستان)

زائد العرض بلاد میں صوم اور سحری کا حکم

دوسری نشست: ۱۲؍ صفر المظفر ۱۴۴۱ھ / مطابق ۱۲؍ اکتوبر ۲۰۱۹ء شنبہ، بعد مغرب

سوال(۱): زائد العرض بلاد میں صوم کا آغاز کس وقت سے ہوتا ہے؟

جواب(۱): زائد العرض بلاد ہوں یا غیر زائد العرض، سب کے لیے شریعت نے آغازِ صوم کا صرف ایک وقت مقرر کیا ہے، اور وہ ہے " تبیُّنِ فجر "۔ (صبح صادق کا ظہور)

صبح صادق طلوع ہونے کے ساتھ ہی روزے کا آغاز ہو جاتا ہے اور اسی سے وقت فجر بھی شروع ہو جاتا ہے، یہی قرآن و حدیث سے ثابت ہے اور یہی صحابہ، تابعین، تبع تابعین اور ائمۂ اربعہ کا مذہب ہے۔

● ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ۔[(۱)]

● المجموع شرح المہذب میں ہے:

الذي ذكرناه من الدخول في الصوم بطلوع الفجر وتحريم الطعام والشراب والجماع به، هو مذهبنا ومذهب أبي حنيفة ومالك وأحمد و جماهير العلماء من الصحابة والتابعين فمَن بعدهم.[(۲)]

● المغنی للعلامۃ ابن قدامہ میں ہے: إن السَحُور لا يكون إلا قبلَ الفجر وهٰذا إجماع.اه.[(۳)]

واللہ تعالیٰ اعلم

سوال(۲): جب مغرب کی جانب شفقِ ابیض اور کبھی شفق احمر بھی غائب نہیں ہوتی اور مشرق کی سمت اجالا پھیل جاتا ہے، ایسے اوقات میں طلوع فجر کا آغاز کب سے ہوگا؟

جواب(۲): غروب آفتاب سے طلوع آفتاب تک کا جو درمیانی وقت ہے اسے دو حصوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ نصفِ اول میں کھانے پینے اور نماز مغرب وغیرہ ادا کرنے کی اجازت ہوگی اور نصفِ دوم سے صوم اور وقت فجر کا آغاز ہوگا۔

● امام قطب الدین شیرازی شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

وحيث العرض ثمانيةٌ وأربعون و نصفٌ إذا كانت الشمس في المنقلب الذي في جهة العرض يتصل الشفقُ بالصبح؛ لأن قوسَ انحطاطها من دائرة نصف النهار حينئذ يكون ثمانيةَ عشرَ جزءً، والآن الذي هو آخِر غروب الشفَق يكون أولَ طلوع الصبح ... و هذا الصبح والشفق متصل أحدهما بالآخر؛ لأنه من حساب الصبح مادام في الطرف الشرقي و من حساب الشفق مادام فى الغربي.[(۴)]

● امام عبد العلی برجندی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رقم طراز ہیں:

ثم إذا جاوز هٰذا العرض ثمانية وأربعين ونصفا يتداخل الصبح والشفق كما هو المذكور في الكتاب، لكن الظاهر أن الشمس إذا كانت في النصف الغربي كان من حساب الشفق وإذا كانت في النصف الشرقي كان من حساب الصبح.[(۵)] واللہ تعالیٰ اعلم

سوال(۳): جو حضرات سُبع اللیل، تقدیر باقرب البلاد، یا باقرب الایام، یا بارہ درجہ آفتاب زیر افق آنے تک، یا طلوع آفتاب سے ایک گھنٹہ بیس منٹ یا چالیس منٹ قبل تک ان بلاد میں سحری کرتے ہیں جہاں کھانے پینے کے لیے رات کا کافی وقت میسّر ہے ان کے روزے کا کیا حکم ہوگا؟

جواب(۳): ان بلاد میں جس وقت آغازِ فجر کا حکم ہو جاتا ہے (جس کی تفصیل بیان ہو چکی) اس وقت یا اس کے بعد کھانے پینے سے روزہ فاسد ہوگا جس کی قضا فرض ہوگی۔ آغازِ فجر سے پہلے پہلے کھانے پینے سے فارغ ہو جائیں جبھی روزہ صحیح ہو سکتا ہے۔

ظنی، تخمینی تقدیرات ایسی جگہ باطل محض ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سوال(۴): جن ایام و مقامات میں سورج ڈوبتے ہی فجر

---

(۱) القرآن الحکیم، سورۃ البقرۃ:۲، آیت:۱۸۷

(۲) المجموع شرح المهذب للإمام النووى الشافعى، ج: ٦، ص: ٣١٠، كتاب الصوم، دار الفكر، بيروت، لبنان

(۳) المغني للإمام ابن قدامة، ج:٣، ص: ٤، كتاب الصيام، فصل: و الصوم المشروع هو الإمساك عن المفطرات ...، دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان

(۴) التحفة الشاهية قلمي، ص: ٤٣٤

(۵) حاشيه شرح چغميني، ص: ۱۷۷

طلوع کر آئے یا سورج زیرِ افق جائے ہی نہیں، وہاں کے لیے صیامِ رمضان کا کیا حکم دیتے ہیں؟

جواب(۴): ایسے ایام و مقامات میں نہ تو سقوطِ صوم کا حکم ہو سکتا ہے اس لیے کہ فرضیتِ صوم کا سببِ ظاہر ماہ رمضان کے جز کا وجود ثابت ہے اور نہ ہی صومِ وصال فرض کر کے سامان ہلاکت فراہم کرنے کا حکم ہو سکتا ہے۔ نہ ہی تخمین و تقدیر کا۔ بلکہ روزہ فرض ہوگا اور ادائگی پر قدرت نہ ہونے کی وجہ سے دیگر ایام میں قضا لازم ہوگی۔ قرآن کریم میں ہے: "فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ".

● ردالمحتامیں ہے:

لَمْ أَرَ مَنْ تَعَرَّضَ عِنْدَنَا لِحُكْمِ صَوْمِهِمْ فِيمَا إِذَا كَانَ يَطْلُعُ الْفَجْرُ عِنْدَهمْ كَمَا تَغِيبُ الشَّمْسُ أَوْ بَعْدَه بِزَمَانٍ لَا يَقْدِرُ فِيه الصَّائِمُ عَلَى أَكْلِ مَا يُقِيمُ بِنْيَتَه ، وَلَا يُمْكِنُ أَنْ يُقَالَ بِوُجُوبِ مُوَالَاة الصَّوْمِ عَلَيهِمْ؛ لِأَنَّه يُؤَدِّي إِلَى الْهلَاكِ. فَإِنْ قُلْنَا بِوُجُوبِ الصَّوْمِ يَلْزَمُ الْقَوْلُ بِالتَّقْدِيرِ، وَهلْ يُقَدَّرُ لَيْلُهمْ بِأَقْرَبِ الْبِلَادِ إِلَيْهمْ كَمَا قَالَه الشَّافِعِيَّة هنَا أَيْضًا، أَمْ يُقَدَّرُ لَهمْ بِمَا يَسَعُ الْأَكْلَ وَالشُّرْبَ، أَمْ يَجِبُ عَلَيْهِم الْقَضَاءُ فَقَطْ دُونَ الْأَدَاءِ؟ كُلٌّ مُحْتَمَلٌ، فَلْيُتَأَمَّلْ. وَلَا يُمْكِنُ الْقَوْلُ هنَا بِعَدَمِ الْوُجُوبِ أَصْلًا كَالْعِشَاءِ عِنْدَ الْقَائِلِ بِه فِيها؛ لِأَنَّ عِلَّة عَدَمِ الْوُجُوبِ فِيها عِنْدَ الْقَائِلِ بِه عَدَمُ السَّبَبِ، وَفِي الصَّوْمِ قَدْ وُجِدَ السَّبَبُ وَهوَ شُهودُ جُزْءٍ مِنْ الشَّهرِ وَطُلُوعُ فَجْرِ كُلِّ يَوْمٍ، هذَا مَا ظَهرَ لِي، وَاللهُ تَعَالَىٰ أَعْلَمُ.(۱)

● امام احمد رضا قدس سرہ نے فرمایا کہ قضا کا حکم دیا جانا ہی فقہ کے مناسب ہے۔ وہ رقم طراز ہیں:

أقول: القضاء هو الفقه إذ إباحة الأكل للصائم بعد طلوع الفجر قصداً غير معهود فى الشرع ثم فيه جمع شیء مع المنافي.(۲)

(میں کہتا ہوں: ایسے ایام میں روزوں کی قضا کا حکم ہی شایانِ فقہ ہے، اس لیے کہ طلوع فجر کے بعد روزہ رکھنے کے ساتھ قصداً کھانے پینے کا جواز شریعت میں کہیں بھی معہود نہیں۔ دوسرے یہ کہ روزہ اور کھانا پینا دونوں کو یکجا کرنے کا حکم دینا ایک شے کو اس کے منافی کے ساتھ جمع کرنا ہے۔ (جو بداہۃً و عقلاً باطل ہے)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

حج کے مسائل

(۱) حالتِ احرام میں فضائی آلودگی سے بچنے کے لیے ماسک پہننے کا حکم

تیسری نشست: ۱۳؍ صفر ۱۴۴۱ھ / مطابق ۱۳؍ اکتوبر ۲۰۱۹ء۔ یک شنبہ۔ صبح

سوال(۱): دھول، دھواں اور مضر فضائی آلودگیوں سے بچنے کے لیے کیا حالتِ احرام میں ایک محرم کو چہرے پر ماسک لگانے کی شرعاً اجازت ہے؟ خصوصاً جب کہ وہ الرجی کا مریض ہو؟

جواب(۱): صحت مند، غیر معذور محرم کے لیے اس کی اجازت نہیں، معذور (الرجی وغیرہ کے مریض) کے لیے اس کی اجازت ہے یعنی وہ ماسک پہننے سے گنہگار نہ ہوگا، لیکن کفارہ بہر حال لازم ہوگا۔

معذور کے لیے کفارے کی تفصیل یہ ہے:

ماسک جو کم از کم ایک چوتھائی چہرے کو چھپا لیتا ہے اگر معذور نے اسے ایک دن یا ایک رات یعنی چار پہر یا زائد تک پہنا تو وہ دم دے یا دم کے بدلے چھ مسکینوں کو تین صاع گیہوں یا اس کی قیمت دے، ہر مسکین کو نصف صاع، یا تین روزے رکھ لے۔ دم کے لیے حرم متعیّن ہے، صدقہ اور روزہ حرم، غیر حرم کہیں بھی ہو سکتا ہے۔ پورے اوقاتِ احرام میں ایک عذر کی وجہ سے بار بار پہننے کی صورت میں ایک ہی کفارہ ہوگا۔ لیکن اگر اتارنے کے وقت یہ عزم ہو کہ پھر نہ پہنے گا مگر پہن لیا تو جتنی بار ایسا کرے گا اتنے کفارے لازم ہوں گے۔

---

(۱) رد المحتار على الدر المختار ج: ۲، ص: ۲۲، ۲۳، كتاب الصلاة، مطلب فى طلوع الشمس من مغر بها، دار إحياء التراث العربى، بيروت، لبنان .

(۲) جد الممتار، ج: ۲، ص:۱۹، كتاب الصلاة، باب الأوقات، مطلب فى طلوع الشمس من مغر بها، دار أهل السنة للطباعة و النشر و التوز يع، كراتشى، باكستان

● فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

في كل موضع إذا فعل مختارا يلزمه الدم كاللبس والحلق والتطيب والقلم، إذا فعل ذلك بعلة أوضرورة فعليه أيُّ الكفارات شاء كذا في شرح الطحاوي، وذلك إما النُّسُك أو الصدقة أو الصوم، فإن اختار النُّسُك ذبح في الحرم كذا في المحيط، و إن ذبح في غير الحرم لايجوز عن الذبح إلّا إذا تصدّق بلحمه على ستّة مساكين على كل واحد منهم قيمة نصف صاع من الحنطة كذا في شرح الطحاوي، وإن اختار الصوم صام ثلاثة أيام في أي مكان شاء كذا في المحيط إن شاء تابع وإن شاء فرّق كذا في شرح الطحاوي وإن اختار الصدقة تصدق بثلاثة أصوع حنطة على ستّة مساكين لكل مسكين نصف صاع، و الأفضل أن يتصدّق على فقراء مكة ولو تصدّق على غير فقراء مكة جاز. كذا في المحيط. اهـ [۱] واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) حالت احرام میں خوشبودار اشیا کے استعمال کا حکم

چوتھی نشست: ۱۳ر صفر المظفر ۱۴۴۱ھ / مطابق ۱۳ر اکتوبر ۲۰۱۹ء یک شنبہ بعد مغرب

سوال(۱): کیا محرم کے لیے شرعاً اس بات کی اجازت ہے کہ وہ نظافت وطہارت کے لیے خوشبودار صابن، شیمپو، پاؤڈر استعمال کرے؟

جواب(۱): محرم کے لیے مذکورہ خوشبو دار چیزوں کا استعمال ناجائز ہے۔

ان چیزوں کو اس طرح تیار کیا جاتا ہے کہ ان کے اجزا کو پہلے پکایا جاتا ہے اس کے بعد جب ان کی حرارت کم ہو کر ۴۰ر ڈگری تک آ جاتی ہے تب ان میں خوشبو ڈالی جاتی ہے اور اس طرح کرنے سے خوشبو کو مستہلک قرار نہیں دیا جا سکتا۔ یہ چیزیں اُن اشیا کے حکم میں ہوں گی جن کے کثیر اجزا میں قلیل خوشبو ملا دی جائے۔ بحالت احرام ایسی چیزوں کے استعمال پر صدقہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سوال(۲): خوشبودار ٹوتھ پیسٹ کا کیا حکم ہے؟

جواب(۲): خوشبو دار چیزوں کو بدن پر لگانے اور منہ سے گزارنے کے درمیان فرق ہے۔ مثال کے طور پر: ظاہر بدن پر استعمال ہونے والی خوشبودار چیزوں میں خوشبو خواہ غالب ہو یا مغلوب ہر صورت میں کفارہ واجب ہے۔ اگر خوشبو غالب ہے تو دم، ورنہ صدقہ۔

اس کے برخلاف کھانے اور پینے کی چیزوں میں خوشبو کے غلبہ کا اعتبار ہے۔ اگر خوشبو غالب ہے تو کفارہ، اور مغلوب ہے تو کوئی کفارہ نہیں۔ لہٰذا ٹوتھ پیسٹ اور دوسرے خوشبودار منجن کا وہی حکم ہوگا جو پان کے ساتھ خوشبودار تمباکو استعمال کرنے کا ہے۔

● فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

ولو ادّهن بدهن فإن كان الدهن مطيبا كدهن البنفسج وسائر الأدهان التي فيها الطيب فعليه دم إذا بلغ عضوا كاملا ، وإن كان غير مطيب بأن ادّهن بزيت وشيرج فعليه دم في قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى كذا في البدائع. [۲]

● اسی میں ہے:

ولو غسل المحرم بأشنان فيه طيب فإن كان من رآه سماه أشنانا كان عليه الصدقة ، وإن كان سماه طيبا كان عليه الدم ، كذا في فتاوى قاضي خان في فصل ما يجب بلبس المخيط. [۳]

● بدائع الصنائع میں ہے:

قالوا : في الملح يجعل فيه الزعفران، إن كان الزعفران غالبا فعليه الكفارة، لأنّ الملح يصير تبعا له فلا يخرجه عن حكم الطيب، وإن كان الملح

---

(۱) الفتاوى الهندية، ج: ۱، ص: ۲٦۹، كتاب المناسك، الباب الثامن فى الجنايات، مسائل تتعلق بالفصول السابقة [الأول، والثاني، و الثالث]، دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان

(۲) الفتاوى الهندية، ج: ۱، ص: ۲٦٦، كتاب المناسك، الباب الثامن في الجنايات، الفصل الأول فيما يجب بالتطيب والتدهن، دار الكتب العلمية، بيروت ، لبنان

(۳) الفتاوى الهندية، ج:۱، ص: ۲٦٦، كتاب المناسك، الباب الثامن في الجنايات، الفصل الأول فيما يجب بالتطيب والتدهن، دار الكتب العلمية، بيروت ، لبنان

غالبا فلا كفارة عليه لأنه ليس فيه معنى الطيب.اھ(۱)

- فتاویٰ رضویہ میں ہے:

تمباکو کے قوام میں خوشبو ڈال کر پکائی گئی جب تو اس کا کھانا مطلقًا جائز ہے۔ اگرچہ خوشبو دیتی ہو، ہاں خوشبو ہی کے قصد سے اختیار کرنا کراہت سے خالی نہیں اور نظر جانب خوشبو نہ ہو بلکہ حسب عادت دیگر منافعِ تمباکو کی طرف ہو تو کچھ حرج نہیں۔

اور اگر بے پکائے خوشبو وغیرہ اس میں شامل ہو اور خوشبو دے رہا ہو جب بھی کفارہ کچھ نہیں البتہ کراہت ضرور ہے۔(۲)

- لباب و شرح لباب میں ہے:

الطيب إذا خلطه بطعام قد طبخ فلا شيء عليه اتفاقا سواء يوجد ريحه أو لا، لأنه بالخلط و الطبخ يصير مستهلكًا فلا يعتبر وجوده أصلاً .

و إن خالطه بما يوكل بلا طبخ كالزعفران بالملح، فالعبرة بالغلبة فإن كان الغالب الملح أى أجزاؤه ، لاطعمه ولونه فلاشيء عليه من الجزاء غير أنه إذا كان رائحته موجودة كره أكله .اھ(۳)

سوال(۳): محرم کے لیے ٹشو پیپر استعمال کرنے کا کیا حکم ہے؟

جواب (۳): ٹشو پیپر خشک اور تر، دو طرح کا ہوتا ہے، خشک میں خوشبو نہیں ہوتی اور عادۃً اس سے چہرہ یا منہ بھی نہیں چھپایا جاتا اس لیے حالت احرام میں اس کا استعمال مباح ہے۔

اور اگر تر ہو تو ہرگز اسے استعمال نہ کیا جائے کہ **ایک** تو اس میں الکحل یا ایسی کسی چیز کی آمیزش ہوتی ہے جس کی وجہ سے کاغذ بھیگ تو جاتا ہے مگر سکڑ کر بیکار نہیں ہوتا۔ **دوسرے** اس میں خوشبو کی آمیزش بھی ہوتی ہے، پورے چہرے پر اس کے استعمال سے وجوبِ دم کا حکم ہوگا اور چہرے کے کچھ حصے پر ہو تو صدقہ کا حکم ہوگا۔

- فتاوی ہندیہ میں ہے:

ولو مس طيبا فلزق به مقدار عضو كامل وجب الدم سواء قصد التطيب أو لم يقصد. وإن كان أقل من ذلك فصدقة.(۴) والله تعالى أعلم.

(۳) حالت احرام میں مختلف مقامات پر بسی ہوئی خوشبوؤں سے بچنے یا نہ بچنے کا حکم

چوتھی نشست: ۱۳؍ صفر المظفر ۱۴۴۱ھ/ مطابق ۱۳؍ اکتوبر ۲۰۱۹ء یک شنبہ بعد عشا

سوال(۱): احرام باندھنے کے بعد طیارہ، ایرپورٹ، بس اور مسجد حرام کی خوشبوؤں سے بچنے کے لیے محرم کیا کرے، اگر ان مقامات کی خوشبوؤں سے اس کے کپڑے یا بدن کا کوئی حصہ قصدًا یا بلا قصد خوشبودار ہو گیا تو اس کے لیے کیا حکم ہے؟

جواب(۱): اگر صرف معطر فضا کی وجہ سے مُحرم کا بدن یا کپڑا خوشبودار ہو جائے اور اس کا مقصد بدن یا کپڑے کو مَعطر کرنا نہ ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ اور اگر قصداً معطر کرے گا تو مکروہ ہوگا۔

اور اگر خوشبو کا جِرم لگ جائے تو حکم کی وہ تفصیل ہوگی جو خوشبو لگنے میں ہوتی ہے۔

- فتاوی ہندیہ میں ہے:

لو دخل بيتا قد أجمر فعلق بثوبه رائحة فلا شيء عليه لأنه غير منتفع بعينه بخلاف ما لو استجمر ثوبه فعلق بثوبه فإن كان كثيرا فعليه دم ، وإن كان قليلا فعليه صدقة لأنه منتفع بعينه ، وإن لم يعلق به شيء منه فلا شيء عليه كذا في محيط السرخسي.(۵)

- فتح القدیر میں ہے:

ولا بأس أن يجلس في حانوت عطار و لو دخل بيتا قد أجمر فيه فعلق بثوبه رائحة فلا شيء عليه.(۶) واللہ تعالیٰ اعلم

---

(۱) بدائع الصنائع ج: ۲، ص: ۲۸٦، كتاب الحج، فصل: و أما الذي يرجع إلى الطيب، برکات رضا، پور بندر، گجرات

(۲) فتاوی رضویہ ج: ۴، ص: ۶۸۹، باب الجنایات فی الحج، رضا اکیڈمی، ممبئی

(۳) فتاوىٰ رضو يہ ج :٤، ص: ٦٨٩ ، كتاب الحج، باب الجنايات فی الحج، رضا اکیڈمی ممبئی

(۴) الفتاوى الهندية ، ج: ۱، ص: ٢٦٦، كتاب المناسك، الباب الثامن في الجنايات، الفصل الأول فيما يجب بالتطيب والتدهن، دار الكتب العلمية، بيروت ، لبنان

(۵) الفتاوى الهندية، ج:۱، ص: ٢٦٦، كتاب المناسك، الباب الثامن في الجنايات، الفصل الأول فيما يجب بالتطيب و التدهن، دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان

(٦) فتح القدير ج: ٢، ص: ٤٣٨، كتاب الحج، باب الجنايات، دار إحياء التراث العربي، بيروت، لبنان

☆☆☆☆☆

چشم دید

اصحابِ مقالات و شرکاے سیمینار

مولانا اظہار النبی حسینی

مجلس شرعی، مبارک پور کے زیر اہتمام منعقد ۲۶/ویں سیمینار میں بحث کے لیے دو موضوعات کا انتخاب ہوا تھا، ان موضوعات پر موصول ہونے والے مقالات کی تفصیل درج ذیل ہے۔

------[موضوعات]------

(۱)-زائد العرض بلاد میں نماز عشا اور سحری کا حکم

(۲)-حج کے جدید مسائل

سیمینار میں اہلِ سنت و جماعت کے کثیر مفتیان عظام اور فقہاے کرام نے شرکت فرمائی، جیسا کہ تفصیلِ ذیل سے عیاں ہے۔

------[اکابر]------

(۱)-عزیز ملت حضرت علامہ شاہ عبد الحفیظ عزیزی دام ظلہ، سرپرست مجلسِ شرعی و سربراہ اعلیٰ، جامعہ اشرفیہ، مبارک پور

(۲)-صدر العلما حضرت علامہ محمد احمد مصباحی دام ظلہ، صدر مجلسِ شرعی و ناظمِ تعلیمات جامعہ اشرفیہ، مبارک پور

(۳)-رئیس التحریر حضرت علامہ یٰسین اختر مصباحی دام ظلہ، بانی و مہتمم دار القلم نئی دہلی۔

(۴)-حضرت مولانا عبد المبین نعمانی دام ظلہ، مہتمم دار العلوم قادریہ، چریاکوٹ، مئو

(۵)-حضرت مولانا مفتی عبد المنان کلیمی دام ظلہ، جامعہ اکرم العلوم، لال مسجد مراد آباد

------[اصحاب مقالات]------

نمبر شمار	اسماے مقالہ نگاران	پتا	تعداد صفحات: زائد العرض بلاد میں عشا و سحری کا حکم	تعداد صفحات: حج کے جدید مسائل
(۶)	مفتی محمد نظام الدین رضوی	جامعہ اشرفیہ، مبارک پور	۱۶	۱۷
(۷)	مولانا قاضی فضل احمد مصباحی	جامعہ عربیہ ضیاء العلوم، بنارس	۱۱	۱۳
(۸)	مولانا عبد الرحیم اکبری	جامعہ صدیقیہ، سوجا شریف	۱۶	۱۵
(۹)	مولانا رفیق عالم رضوی مصباحی	جامعہ نوریہ رضویہ، بریلی شریف	۷	۵
(۱۰)	مولانا سلطان احمد قادری	جامعہ انوار العلوم، ہالینڈ	۵	-

(۱۱)	مولانا عابد رضا برکاتی مصباحی	حافظ ملت دار الافتا، پونہ	۸	۸
(۱۲)	مولانا رضاء المصطفیٰ برکاتی مصباحی	دار العلوم انجمن اسلامیہ، کشی نگر	۱۱	۷
(۱۳)	مولانا مسیح احمد قادری مصباحی	جامعہ عربیہ انوار القرآن بلرام پور	۴	۶
(۱۴)	مولانا عبد السلام رضوی مصباحی	جامعہ انوار العلوم، بلرام پور	۷	۵
(۱۵)	مولانا شیر محمد خان برکاتی مصباحی	دار العلوم وارثیہ، لکھنؤ	۳	۱
(۱۶)	مفتی رضاء الحق اشرفی مصباحی	جامع اشرف، کچھوچھا شریف	۹	-
(۱۷)	مولانا ابرار احمد اعظمی	دار العلوم ندائے حق، جلال پور	۹	۱۸
(۱۸)	مولانا انوار احمد مصباحی	بحر العلوم، خلیل آباد	۷	۴
(۱۹)	مولانا قاضی فضل رسول مصباحی	دار العلوم قادریہ سراج العلوم، برگدہی	۹	۳
(۲۰)	مولانا محمد سلیمان مصباحی	جامعہ عربیہ، سلطان پور	۶	۴
(۲۱)	مولانا قاضی شہید عالم رضوی	جامعہ نوریہ، بریلی شریف	۲۴	-
(۲۲)	مولانا شبیر احمد مصباحی	دار العلوم قادریہ سراج العلوم، برگدہی	۱۱	۱۱
(۲۳)	مولانا ممتاز عالم مصباحی	مدرسہ شمس العلوم، گھوسی	۴	-
(۲۴)	مولانا مفتی بدر عالم مصباحی	جامعہ اشرفیہ، مبارک پور	۶	۲
(۲۵)	مولانا جنید احمد مصباحی	جامعہ اشرفیہ، مبارک پور	۹	۸
(۲۶)	مولانا منظور احمد خان عزیزی	جامعہ عربیہ سلطان پور	۴	۴
(۲۷)	مولانا محمد صادق مصباحی	مدرسہ عربیہ سعید العلوم، کچھی پور، مہراج گنج	۴	۹
(۲۸)	مولانا محمد رضا قادری مصباحی	جامعہ اشرفیہ، مبارک پور	۲	۳
(۲۹)	مولانا نور الہدی مصباحی	مدرسہ عربیہ سعید العلوم، کچھی پور، مہراج گنج	۶	-
(۳۰)	مفتی آل مصطفیٰ مصباحی	جامعہ امجدیہ رضویہ، گھوسی	۲۵	۴
(۳۱)	مولانا ازہار احمد امجدی	مرکز تربیت افتا، اوجھاگنج	-	۲۱
(۳۲)	مولانا صباح الدین مصباحی	دار العلوم ربانیہ، باندہ	-	۷
(۳۳)	مولانا الیاس مصباحی	دار العلوم محبوب یزدانی، بسکھاری	-	۱۳
(۳۴)	مولانا محمد شہاب الدین مصباحی	جامعہ اسلامیہ مدینۃ العلوم، فتح پور	-	۹
(۳۵)	مفتی محمد معین الدین اشرفی مصباحی	دار العلوم بہار شاہ، فیض آباد	-	۱۰

(۳۶)	مفتی محمد معراج القادری مصباحی	جامعہ اشرفیہ، مبارک پور	-	۵
(۳۷)	مولانا محمد انور نظامی مصباحی	مدرسہ فیض النبی، ہزاری باغ	-	۳
(۳۸)	مولانا محمد رضوان قادری مصباحی	مدرسہ نثار العلوم، اکبر پور	-	۸
(۳۹)	مولانا محمد مقبول مصباحی	المجمع الاسلامی، ملت نگر، مبارک پور	-	۶
(۴۰)	مفتی محمد نسیم مصباحی	جامعہ اشرفیہ، مبارک پور	-	۴
(۴۱)	مولانا نثار احمد مصباحی	مدرسہ اسلامیہ برکت العلوم، جہاں گیر گنج	-	۷
(۴۲)	مولانا محمد عارف اللہ مصباحی	مدرسہ فیض العلوم، محمد آباد	-	۱۷

------[بقیہ شرکاے سیمینار]------

(۴۳)	مولانا محمد ادریس بستوی مصباحی، نائب ناظم، جامعہ اشرفیہ	(۴۴)	مولانا عبد الحق مصباحی، جامعہ اشرفیہ
(۴۵)	مولانا مسعود احمد برکاتی، جامعہ اشرفیہ	(۴۶)	مولانا محمد صدر الوریٰ قادری، جامعہ اشرفیہ
(۴۷)	مولانا نفیس احمد مصباحی، جامعہ اشرفیہ	(۴۸)	مفتی زاہد علی سلامی، جامعہ اشرفیہ
(۴۹)	مولانا ناظم علی مصباحی، جامعہ اشرفیہ	(۵۰)	مولانا مبارک حسین مصباحی، جامعہ اشرفیہ
(۵۱)	مفتی ابرار احمد امجدی، اوجھا گنج	(۵۲)	مفتی انفاس الحسن چشتی، کچھوچھہ شریف
(۵۳)	مولانا عبد الغفار اعظمی، خیر آباد	(۵۴)	مولانا نظام الدین قادری مصباحی، دار العلوم علیمیہ، جمدا شاہی
(۵۵)	مولانا اختر کمال قادری، جامعہ اشرفیہ	(۵۶)	مولانا اختر حسین فیضی مصباحی، جامعہ اشرفیہ
(۵۷)	مولانا ساجد علی مصباحی، جامعہ اشرفیہ	(۵۸)	مولانا دستگیر عالم مصباحی، جامعہ اشرفیہ
(۵۹)	مولانا حسیب اختر مصباحی، جامعہ اشرفیہ	(۶۰)	مولانا محمد عرفان عالم مصباحی، جامعہ اشرفیہ
(۶۱)	مولانا ناصر حسین مصباحی، جامعہ اشرفیہ	(۶۲)	مولانا محمود علی مشاہدی، جامعہ اشرفیہ
(۶۳)	مولانا محمد قاسم مصباحی، جامعہ اشرفیہ	(۶۴)	مولانا محمد ہارون مصباحی، جامعہ اشرفیہ
(۶۵)	مولانا حبیب اللہ بیگ ازہری، جامعہ اشرفیہ	(۶۶)	مولانا ازہر الاسلام ازہری، جامعہ اشرفیہ
(۶۷)	مولانا عبد اللہ ازہری، جامعہ اشرفیہ	(۶۸)	مولانا ارشاد احمد مصباحی، جامعہ اشرفیہ
(۶۹)	مولانا محمد اشرف مصباحی، جامعہ اشرفیہ	(۷۰)	مولانا محمد سعید رضا مصباحی، جامعہ اشرفیہ
(۷۱)	مولانا عبد الرحمن مصباحی، جامعہ اشرفیہ	(۷۲)	مولانا محمد اظہار النبی حسینی مصباحی، جامعہ اشرفیہ
(۷۳)	مولانا شہروز عالم مصباحی، جامعہ اشرفیہ	(۷۴)	مولانا محمد رئیس اختر مصباحی، جامعہ اشرفیہ
(۷۵)	مولانا محمد توفیق احسن برکاتی مصباحی، جامعہ اشرفیہ	(۷۶)	مولانا محمد محسن رضا مصباحی، جامعہ اشرفیہ

(۷۷)	مولانا محمد ذیشان مصباحی، جامعہ اشرفیہ	(۷۸)	مولانا ذیشان یوسف، جامعہ اشرفیہ
(۷۹)	مولانا محمد آصف رضا مصباحی، جامعہ اشرفیہ	(۸۰)	مولانا غلام نبی مصباحی، جامعہ اشرفیہ
(۸۱)	مولانا احمد رضا مصباحی، جامعہ اشرفیہ	(۸۲)	مولانا محمد امیر الدین مصباحی، جامعہ اشرفیہ
(۸۳)	مولانا محمد اسلم مصباحی، جامعہ اشرفیہ	(۸۴)	مولانا وقار احمد عزیزی، بھیونڈی
(۸۵)	مولانا محمد ابراہیم مصباحی، کشمیر	(۸۶)	مولانا غلام حسین مصباحی، مبارک پور
(۸۷)	مولانا ریاض احمد مصباحی، خلیل آباد، بستی	(۸۸)	مولانا محمد طفیل مصباحی، الجامعۃ الاسلامیہ اشرفیہ، سکٹھی
(۸۹)	مولانا ارشاد احمد مصباحی، گھوسی	(۹۰)	مولانا نعیم اختر مصباحی، مبارک پور
(۹۱)	مفتی ضیاء المصطفیٰ مصباحی، ٹاٹا نگر جمشید پور	(۹۲)	مولانا عارف نعمانی مصباحی، چریاکوٹ
(۹۳)	مولانا محمود احمد مصباحی، الجامعۃ الاسلامیہ اشرفیہ، سکٹھی	(۹۴)	مولانا ضیا محمد مصباحی، باندہ
(۹۵)	مولانا زبیر مصباحی، الہ آباد	(۹۶)	مولانا احمد رضا مصباحی، المجمع الاسلامی، ملت نگر
(۹۷)	مولانا رفیق عالم رضوی مصباحی، جھارکھنڈ	(۹۸)	مولانا محمد عصام الدین برکاتی، مبارک پور
(۹۹)	مولانا محمد محبوب مصباحی، مبارک پور	(۱۰۰)	مولانا ارباب علی صدیقی، سوجا شریف
(۱۰۱)	مولانا شمشیر مصباحی، المجمع الاسلامی، ملت نگر	(۱۰۲)	مولانا عمر فاروق، سکٹھی
(۱۰۳)	مولانا عبد الحلیم مصباحی، بستی	(۱۰۴)	حافظ وحید الحق، گھوسی
(۱۰۵)	مولانا محبوب عزیزی، مبارک پور	(۱۰۶)	مولانا انوار مصباحی، جامعہ اشرفیہ
(۱۰۷)	مولانا فیاض احمد، گھوسی	(۱۰۸)	مولانا محمد اعظم مصباحی، جامعہ اشرفیہ
(۱۰۹)	مولانا رفیع القدر مصباحی، جامعہ اشرفیہ	(۱۱۰)	قاری نور الحق، جامعہ اشرفیہ
(۱۱۱)	مولانا قاری عبد الرحمن مصباحی، جامعہ اشرفیہ	(۱۱۲)	قاری امین الدین، جامعہ اشرفیہ
(۱۱۳)	قاری عبد القیوم برکاتی، جامعہ اشرفیہ	(۱۱۴)	قاری ابوذر قادری، جامعہ اشرفیہ

------[غیر ملکی مندوبین وشرکاے سیمینار]------

☆	مولانا سلطان احمد مصباحی، ہالینڈ	(۱۱۵)	مولانا ناظم عدالت، ہالینڈ
(۱۱۶)	مولانا حمید الحق مصباحی، زمبابوے	(۱۱۷)	مولانا قاری محمد نظام الدین قادری، افریقہ

☆☆☆☆☆

خلاصۂ مقالات

بعنوان

زائد العرض بلاد میں نمازِ عشا اور سحری کا حکم

مولانا ساجد علی مصباحی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

مجلس شرعی جامعہ اشرفیہ، مبارک پور، ضلع اعظم گڑھ، یوپی، انڈیا کے اربابِ حل وعقد نے چھبیسویں فقہی سیمینار میں تحقیق ومذاکرہ کے لیے جن موضوعات کا انتخاب کیا، ان میں پہلا موضوع ہے **”زائد العرض بلاد میں نمازِ عشا اور سحری کا حکم“**۔

اس موضوع سے متعلق سوال نامہ حضرت **مولانا شمس الہدیٰ مصباحی**، رکن مجلس شرعی واستاذ جامعہ اشرفیہ، مبارک پور نے مرتب فرمایا اور مسئلۂ دائرہ سے متعلق قدرے ضروری معلومات پیش کرتے ہوئے، ہندو بیرون ہند کے مختلف مدارس وجامعات اور دارالافتا میں تدریس وتحقیق اور افتا کا فریضہ انجام دینے والے اربابِ علم ودانش اور اصحابِ فکر وقلم کی خدمت میں چند سوالات پیش کیے۔

اِن سوالات کے تعلق سے **پچیس علماے کرام اور مفتیانِ عظام** نے اپنے بیش قیمت تحقیقی مقالات اور گراں قدر آرا ارسال فرماکر مجلس شرعی کا دینی وعلمی تعاون کیا ہے۔ [اللہ جل شانہٗ اُن حضرات کی علمی کاوشوں کو قبول فرمائے اور انھیں اُن کی جد وجہد کا بہتر صلہ عطا فرمائے۔ آمین]

اس موضوع کے دو اجزا ہیں: ۱۔ نماز عشا کے مسائل ۔ ۲۔ سحری کے مسائل ۔ ـــــــ ہم ترتیب وار سوالات اور ان کے جوابات کا خلاصہ پیش کرتے ہیں:

(الف) نمازِ عشا کے مسائل

[پہلا سوال اور اس کے جوابات]

سوال (۱): جہاں بعض ایام میں حنفی عشا کا وقت کافی تاخیر سے داخل ہوتا ہے۔ لوگوں کو اتنی دیر تک جاگنا باعث مشقت ہے۔ (وہاں لوگوں کے لیے نمازِ عشا کے بارے میں کیا حکم شرعی ہے؟)

اس سوال کے جواب میں دو موقف ہمارے سامنے ہیں:

پہلا موقف یہ ہے کہ جب حنفی عشا کا وقت داخل ہو (شفق ابیض غائب ہوجائے) اس وقت عشا کی نماز ادا کریں، مشقت کے سبب قبل از وقت نہ پڑھی جائے، ورنہ نماز نہیں ہوگی۔ ـــــــ یہ موقف تین علماے کرام کا ہے۔

اِن حضرات کی دلیل کا حاصل یہ ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مذہب یہی ہے، جیسا کہ کتب فقہ میں مصرح ہے۔

● فتاویٰ قاضی خان میں ہے:

” أول وقت العشاء حين يغيب الشفقُ لاخلاف فيه وإنما اختلفوا فى الشفق فقال أبويوسف ومحمد والشافعى رحمهم الله: هى الحُمرة .وقال أبو حنيفة رحمه الله تعالىٰ: هو البَياض المعترض الذى يلى الحمرة ، حتى لو صلى العشاءَ بعد ما غابت الحمرةُ ولم يغب البَياضُ المعترض الذى يكون بعد الحمرة لا تجوز عنده“.(ج:۱،ص:۳٦)

● فتاویٰ رضویہ میں ہے:

وقتِ مغرب ہمارے نزدیک شفقِ ابیض تک ہے هو الصحيح رِواية والرجيح دِراية وقَضِيّةُ الدليل فعليه التعويل “۔(ج:۲،ص:۲۹۱)

دوسرا موقف یہ ہے کہ اُن شہروں میں اُن ایام میں حرج ومشقت کی بنا پر قول امام اعظم سے عدول کرکے قول صاحبین پر عمل کرنے کی رخصت واجازت ہوگی۔ (یعنی شفق احمر غائب ہونے کے بعد فوراً عشا کی نماز پڑھ سکتے ہیں) ـــــــ یہ موقف باقی تمام مقالہ نگار علماے کرام کا ہے۔

اِن کے دلائل درج ذیل ہیں:

① قول صاحبین پر عمل کرنے میں دفع حرج ہے اور یہ اُن اسباب میں سے ایک ہے جس کے سبب قول امام بدل جاتا ہے اور قول ظاہر کے خلاف عمل کی اجازت ہوتی ہے۔ فقیہ فقید المثال امام احمد رضا خاں علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

"چھ باتیں ہیں جن کے سبب قول امام بدل جاتا ہے؛ لہٰذا قول ظاہر کے خلاف عمل ہوتا ہے اور وہ چھ باتیں یہ ہیں:۱۔ ضرورت۔ ۲۔ دفع حرج۔ ۳۔ عرف۔ ۴۔ تعامل۔ ۵۔ دینی ضروری مصلحت کی تحصیل۔ ۶۔ کسی فسادِ موجود یا مظنون بظن غالب کا ازالہ۔ ان سب میں بھی حقیقۃً قول امام ہی پر عمل ہوتا ہے"۔ (حاشیۂ فتاویٰ رضویہ، ج:۱)

② زائد العرض بلاد کے اُن ایام میں علما و عوام کی ایک بڑی تعداد مذہب صاحبین پر نمازِ عشا پڑھتی ہے اور تعاملِ ناس کی وجہ سے قولِ امام سے عدول کرکے صاحبین کے قول پر فتویٰ و عمل کی اجازت ہے۔ البحر الرائق میں ہے:

"لایُفتیٰ ولایُعمَل إلا بقول الإمام الأعظم ولایُعدَل عنه إلى قولهما أوقول أحدهما أوغيرِهما إلا لضرورة من ضَعف دليل أو تَعامُل". ملخصا. (ج:۱، ص:۴۲۷)

③ اس مسئلہ میں امام اعظم اور صاحبین (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) میں سے ہر ایک کا قول مفتیٰ بہ ہے اور قول امام اعظم پر عمل کرنے میں یہاں مشقت و دشواری ہے، ایسی صورت میں قول صاحبین پر عمل کرنے کی اجازت ہے۔ مجلس شرعی کے فیصلے میں ہے:

"اگر فتویٰ امام و اصحاب امام دونوں کے قول پر ہو اور قول امام پر عمل میں کوئی دشواری پیش ہو تو آسانی کے لیے قولِ اصحاب پر عمل جائز ہوگا، جیسے دو مثل سایہ ہونے سے پہلے عصر کا جواز اور دیہات میں جمعہ کے تعلق سے امام ابو یوسف کی روایت نادرہ پر عمل"۔ (ص:۲۸۷)

امام اعظم اور صاحبین دونوں کے اقوال مفتیٰ بہ ہیں، اس پر مندرجہ فقہی عبارتیں شاہد ہیں:

● فتاویٰ رضویہ میں ہے:

وقت مغرب ہمارے نزدیک شفق ابیض تک ہے هو الصحيح روايةً والرجيح دِرايةً وقضيّةُ الدليل فعليه التعويل.
(ج:۲، ص:۲۹۱)

● حاشیۃ الطحطاوی علی المراقی میں ہے:

"وصُحِّحَ كلٌّ من القولين وأفتِيَ به". (ج:۱، ص:۱۷۷)

● مجمع البحرین میں ہے:

"وقالا: الحُمرة، وهى رِواية، وعليها الفتوىٰ". (ص:۱۰۷)

● نُقایہ میں ہے:

"والمغرب منه إلى غيبة الشفَق، هو الحمرة و به يفتىٰ". (ج:۱، ص:۱۸۰)

④ ایک روایت کے مطابق امام اعظم علیہ الرحمہ کا قول صاحبین کے قول کے موافق ہے، بلکہ بعض فقہاے کرام نے قول صاحبین کی طرف امام اعظم علیہ الرحمہ کے رجوع کا قول بھی ذکر کیا ہے۔ مثلاً

● شرح نُقایہ میں ہے:

قوله:(إلى غيبة الشفَق)وهوالبَياض الذى يَعقِب الحمرةَ عندأبى حنيفة، وقال أبويوسف ومحمدٌ ومالك والشافعى وأحمدُ وجمهورُالفقهاء:هو الحمرة وهو رواية أسدبن عمرو عن أبى حنيفة". (باب فتح العناية شرح النقاية للقارى، ج:۱، ص:۱۸۰)

● در مختار میں ہے:

"وهوالحمرة عندهما و به قالت الثلاثةُ، وإليه رجع الإمامُ كما فى شروح المجمع وغيرِها فكان هو المذهبَ". (ج:۲، ص:۱۷)

● اللباب فی شرح الکتاب میں ہے:

"وفى شرح المنظومة :وقد جاء عن أبى حنيفة أنه رجع عن قوله وقال:إنه الحمرة لَمّا ثبت عنده من حمل عامّة الصحابة الشفَقَ على الحمرة، وعليه الفتوىٰ". (ج:۱، ص:۷۲)

⑤ علاوہ ازیں فقہاے کرام کی ایک جماعت نے قول امام کو احوط اور قول صاحبین کو اوسع قرار دیا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ قول صاحبین پر عمل کرنے کی گنجائش ضرور ہے۔

● مجمع الانہر میں ہے:

"وفی المبسوط قول الإمام أحوط وقولهما أوسع أی أرفق للناس". (ج:ا،ص:٩٤)

- البحر الرائق میں ہے:

"فقولهما أوسع للناس وقول أبي حنيفة أحوط".
(ج:١،ص:٤٢٧)

[دوسرا اور تیسرا سوال اور ان کے جوابات]

سوال (۲): جہاں کچھ دنوں میں مذہب صاحبین پر بھی بہت دیر میں وقت عشا آتا ہے۔(وہاں مسلمانوں کے لیے نمازِ عشا کے بارے میں کیا حکم شرعی ہے؟)

سوال(۳): جہاں حنفی وقت عشا داخل ہی نہیں ہوتا، مگر مذہب صاحبین پر آتا ہے گو کہ کافی دیر میں۔(وہاں مسلمانوں کے لیے نمازِ عشا کے بارے میں کیا حکم شرعی ہے؟)

ان دونوں سوالات کے جواب میں تین طرح کے نظریات ہمارے پیش نظر ہیں:

پہلا نظریہ:

اگر مذہب امام پر عشا کا وقت آتا ہے گو کافی دیر میں تو اسی پر عمل کرنا ضروری ہے، یعنی شفق ابیض غائب ہونے کے بعد ہی عشا کی نماز ادا کریں، اور اگر حنفی عشا کا وقت داخل ہی نہیں ہوتا تو وہاں کے لوگوں کو چاہیے کہ ان ایام کی عشا اور وتر کی نمازیں قضا پڑھیں۔

یہ نظریہ ان ہی تین علماے کرام کا ہے جن کے نزدیک پہلے سوال کے جواب میں صاحبین کے قول پر عمل کی اجازت نہیں ہے۔

دوسرا نظریہ:

ایسے مقامات پر صاحبین کے مذہب کے مطابق نماز ادا کی جائے ——— یہ نظریہ دس علماے کرام کا ہے:

ان میں تین علماے کرام کی عبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک ان دونوں صورتوں میں مذہب صاحبین پر عمل کرنے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں ہے؛ اس لیے اس میں جو مشقت ہو، اسے برداشت کریں۔

مولانا شیر محمد خان برکاتی مصباحی لکھتے ہیں:

"چوں کہ چند دنوں کا مسئلہ ہے؛ اس لیے دخول وقت کا انتظار کرے اور وقت آنے پر نماز پڑھے"۔(مقالہ، ص:۲)

مولانا محمد سلیمان مصباحی لکھتے ہیں:

"ایسا کچھ دنوں ہوتا ہے، پورے سال ایسا نہیں ہوتا تو کچھ دنوں کے لیے ایسی تکلیف برداشت کی جاسکتی ہے یعنی وقت عشا داخل ہونے تک بیدار رہے اور وقت کے اندر نماز ادا کرے"۔

(مقالہ، ص:۳)

ہاں! تیسرے سوال کے جواب میں انھوں نے ایک صورت قضا کی بھی ذکر کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

" اور اگر کوئی شخص مذہبِ صاحبین پر عمل کرتے ہوئے نماز نہیں ادا کرتا ہے تو اس کے لیے قضا کا حکم ہوگا اور اس قضا کی وجہ سے وہ گنہ گار نہ ہوگا"۔(ایضا ملخصًا)

مفتی رضاء الحق اشرفی مصباحی لکھتے ہیں:

"اگر مذہب صاحبین کے مطابق بھی وقتِ عشا بہت تاخیر سے آئے یعنی شفقِ احمر بھی بہت دیر میں غائب ہو تو اُس مشقت سے بچنے کے لیے قبلِ غروبِ شفقِ احمر، نمازِ عشا ادا کرنے کی اجازت نہیں؛ کیوں کہ صاحبین اور ائمۂ ثلاثہ (امام مالک، امام شافعی، امام احمد) کا مذہب بھی یہی ہے کہ عشا کا وقت شفقِ احمر کے بعد شروع ہوتا ہے۔ اس سے پہلے کسی امام کے نزدیک وقتِ عشا شروع نہیں ہوتا، تو دفعِ حرج کے لیے مذہبِ حنفی سے عدول کی سبیل بھی موجود نہیں۔

ہاں! بعض کتبِ مالکیہ کے مطابق امام مالک کا قول مشہور یہ ہے کہ وقتِ نمازِ مغرب غیر ممتد ہے، نمازِ مغرب کا وقت فقط اتنا ہے کہ نمازی شرائطِ نماز کے حصول کے بعد نمازِ مغرب ادا کر سکے، اس کے بعد عشا کا وقت ہے، لیکن یہ مذہبِ امام مالک نہیں ہے۔ شیخ شمس الدین طرابلسی مالکی نے تحریر فرمایاہے:

"يَعْنِي أَنَّ وَقْتَ الْمَغْرِبِ غَيْرُ مُمْتَدٍّ بَلْ يُقَدَّرُ بِمَا يَسَعُ فِعْلَهَا بَعْدَ شُرُوطِهَا. وَاخْتُلِفَ هلْ وَقْتُها مُتَّحِدٌ أَوْ مُمْتَدٌّ إِلَى غُرُوبِ الشَّفَقِ الْأَحْمَرِ، رِوَايَتَانِ. قَالَ ابْنُ الْحَاجِبِ: رِوَايَةُ الِاتِّحَادِ أَشْهرُ. قَالَ فِي التَّوْضِيحِ : قَالَ فِي الِاسْتِذْكَارِ: الِاتِّحَادُ هوَ الْمَشْهورُ. انْتَهى. وَقَالَ صَاحِبُ الطِّرَازِ: إنَّه ظَاهرُ الْمُدَوَّنَة وَرَوَاه الْبَغْدَادِيُّونَ عَنْ مَالِكٍ. وَقَالَ فِي الْجَوَاهرِ: إنَّه رِوَايَةُ ابْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ

وَقَوْلُ ابْنِ الْمَوَّازِ. وَعَزَاه ابْنُ عَرَفَة لِلْمَشْهورِ وَدَلِيلُه مَا فِي حَدِيثِ إمَامَة جِبْرِيلَ أَنَّه صَلَّى بِه الْمَغْرِبَ فِي الْيَوْمَيْنِ فِي وَقْتٍ وَاحِدٍ. وَالرِّوَايَةُ الْأُخْرَى أَنَّ وَقْتَها مُمْتَدٌّ وَهِي مَذْهبُه فِي الْمُوَطَّإِ. قَالَ فِيها: إذَا ذَهبَت الْحُمْرَة فَقَدْ وَجَبَت الْعِشَاءُ وَخَرَجْتَ مِنْ وَقْتِ الْمَغْرِب. قَالَ فِي الطِّرَازِ: وَكَذٰلِكَ قَالَ أَشْهبُ فِي مُدَوَّنَتِه."

(مواهب الجليل فی شرح مختصر الخليل، ج:۱، ص:۲۹۳)

پھر آگے لکھتے ہیں:

"إنَّمَا أَجَازَ تَأْخِيرَها لِلشَّفَقِ مُرَاعَاةً لِلْخِلَافِ لِقُوَّة الْقَوْلِ بِالِامْتِدَادِ فَتَأَمَّلْه وَاللهُ أَعْلَمُ. وَقَالَ ابْنُ الْعَرَبِيِّ فِي عَارِضَتِه: إنَّ الْقَوْلَ بِالِامْتِدَادِ هوَ الصَّحِيحُ. وَقَالَ فِي أَحْكَامِه: إنَّه هوَ الْمَشْهورُ مِنْ مَذْهبِ مَالِكٍ وَقَوْلِه الَّذِي فِي مُوَطَّئِه الَّذِي قَرَأَه طُولَ عُمْرِه وَأَمْلَاه حَيَاتَه." انتهى. (ایضا)

اور پانچ حضرات کی تحریروں سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر صاحبین کے قول پر بھی عمل کرنے میں مشقت ودشواری ہو اور وہاں کے لوگوں نے امام مالک یا امام شافعی کے مذہب کے موافق اپنا معمول بنالیا ہو (یعنی بعدِ مغرب، شفق احمر غائب ہونے سے پہلے ہی عشا کی نماز پڑھتے ہوں) تو انھیں منع نہ کیا جائے، بلکہ اُن کو اُن کے حال پر چھوڑ دیا جائے۔

ان کے دلائل درج ذیل ہیں:

① *صحیفہ مجلس شرعی میں ہے کہ:*

"مذہب صاحبین پر بھی عمل نہ ہو سکے تو لوگوں کو ان کے حال پر چھوڑ دیا جائے، فتنہ وانتشار نہ ہونے دیا جائے؛ لأن هُناقولا آخر مصحّحا لمشايخنا وهو عدمُ وجوب العشاء فی تلك الأيام فعلی ذلك القول لا يجب عليهم الأداءُ ولا القضاءُ وما صلّوا يكون صلاةً وعبادةً غيرَ واجبة عليهم ولا ينبغی منعُهم عنها". (صحیفہ مجلس شرعی)

② *ردالمحتار میں ہے:*

"والحاصل أنهما قولان مصححان و يتأيد القول بالوجوب بأنه قال به إمام مجتهد وهو الإمام الشافعی".

(ج:۲، ص:۲۲)

● *جدالممتار میں ہے:*

"أقول: وأيضا من مذهب الإمام مالك رضی الله تعالیٰ عنه أن وقتَ المغرب قدرُ خمس ركعات ثم العشاء فبقاء الشفق لا يضرّ". (ج:۳، ص:۱۷)

③ *حضور اقدس ﷺ کا غروب شفق سے پہلے بھی عشا کی نماز ادا کرنا ثابت ہے جیسا کہ امام طحاوی نے شرح معانی الآثار میں اس تعلق سے ایک حدیث نقل فرمائی ہے۔*

④ *ہمارے اکابر احناف نے ایک جماعت کو غروب شفق سے پہلے عشا کی نماز پڑھتے ہوئے پایا تو اس مصلحت کو بروے کار لاتے ہوئے انھیں منع نہیں کیا کہ غروب شفق کے بعد عشا پڑھنے پر مجبور کرنے کی صورت میں کہیں وہ یکسر نماز ترک نہ کر دیں۔*

⑤ *ہمارے فقہاے احناف نے کچھ لوگوں کو طلوع آفتاب کے وقت فجر کی نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو انھیں منع نہیں فرمایا کہ وقت مکروہ کے بعد انھیں نماز کا حکم دینے کی صورت میں کہیں وہ بالکل ترک نہ کر دیں۔*

تیسرا نظریہ:

وہاں دفع حرج اور ازالۂ مشقت کے لیے امام مالک یا امام شافعی کے قول جدید پر عمل کیا جا سکتا ہے۔ ——— یہ نظریہ دس علماے کرام کا ہے۔

ان کے دلائل درج ذیل ہیں:

① **امام مالک کا مذہب** *یہ ہے کہ بعد غروب پانچ رکعت کا وقت گزرنے کے بعد وقتِ عشا شروع ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ اوپر "جدالممتار" کے حوالہ سے گزرا۔ اور* **امام شافعی کا قول جدید** *تحفۃ المحتاج میں اس طرح نقل کیا گیا ہے:*

"وقال الشافعی عليه الرحمة فی الجديد: (وقت المغرب) ينقضی بمضی قدر زمن وضوء وستر عورة وأذان وإقامة وخمس ركعات؛ لأن جبرئيل صلاها فی اليومين فی وقت واحد". (ص:۴۲۳)

② *عند الضرورة مذہب غیر کی تقلید جائز ہے۔*

در مختار میں ہے:

"ولا باس بالتقليد (أی بتقليد الغير) عند الضرورة لكن بشرط أن يلتزم جميعَ مايُوجبه ذٰلك الإمامُ".

اور یہاں ضرورت سے مراد ہے کہ جس میں کسی قسم کی مشقت ہو۔ ردالمحتار میں ہے:

”قوله (عند الضرورة) ظاهره أنه عند عدمها لا يجوز، وهوأحد قولين، والمختار جوازه مطلقا ولو بعد الوقوع كما قدمناه في الخطبة.وأيضا عند الضرورة لاحاجة إلى التقليد كما قال بعضهم مستندا لِمَا في المُضمَرات: المسافر إذا خاف اللصوص أو قطاع الطريق ولا ينتظر الرُّفْقَةُ جاز له تأخير الصلاة ؛ لأنه يُعذَر ولوصلى بهذا العذر بالإيماء وهو يَسِيْرُ جاز اھ لكن الظاهر أنه أراد بالضرورة ما فيه نوع مشقة . تأمّل. (ج:۱،ص:٤٦)

③ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ تحریر فرماتے ہیں:

”سفر مدینہ طیبہ میں قافلہ نہ ٹھہرنے کے باعث بمجبوری ظہر وعصر ملاکر پڑھنی ہوتی ہے، اس کے لیے لازم ہے کہ ظہر کے فرضوں سے فارغ ہونے سے پہلے ارادہ کرلے کہ اسی وقت عصر پڑھوں گا، اور فرض ظہر کے بعد فوراً عصر کی نماز پڑھے، یہاں تک کہ بیچ میں ظہر کی سنتیں بھی نہ ہوں، اسی طرح مغرب کے ساتھ عشا بھی انہی شرطوں سے جائز ہے۔ اور اگر ایسا موقع ہوا کہ عصر کے وقت ظہر یا عشا کے وقت مغرب پڑھنی ہو تو صرف اتنی شرط ہے کہ ظہر و مغرب کے وقت نکلنے سے پہلے ارادہ کرلے کہ ان کو عصر و عشا کے ساتھ پڑھوں گا“۔ (فتاویٰ رضویہ، ج:۴، ص:۶۹۴)

اس عبارت میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ نے مجبوری کی صورت میں جمع تقدیم اور جمع تاخیر دونوں کی اجازت تحریر فرمائی ہے۔

[چوتھا سوال اور اس کے جوابات]

سوال(۴): جہاں قلیل مقدار میں وقت مغرب ملتا ہے، پھر طلوع صبح صادق ہوجاتا ہے یا غروب آفتاب ہوتے ہی طلوع ہوجاتا ہے۔

اس سوال کے جواب میں مقالہ نگار مندوبین کرام کے دو نظریات ہمارے سامنے ہیں:

پہلا نظریہ:

ان مقامات کے مسلمانوں کے لیے حکم یہ ہے کہ وہ غروب آفتاب کے بعد فوراً نماز مغرب پڑھ لیں۔ اور امام مالک کے قول پر عمل کرتے ہوئے نماز عشا و وتر ادا کریں؛ کیوں کہ مذہب امام مالک پر عشا کا وقت داخل ہوجاتا ہے۔ یہ نظریہ پانچ علمائے کرام کا ہے۔

دوسرا نظریہ:

وہاں غروب آفتاب کے بعد فوراً نماز مغرب پڑھ لیں اور عشا و وتر کی قضا کریں؛ اس لیے کہ وہاں عشا و وتر کا وقت مفقود ہے۔

یہ نظریہ باقی تمام مقالہ نگار مندوبین کرام کا ہے۔ ان میں بعض حضرات نے کچھ تفصیل بھی کی ہے، ہم اسے آخر میں ذکر کرتے ہیں۔

ان کے دلائل درج ذیل ہیں:

① در مختار میں ہے:

”(وفاقد وقتهما) كبلغار، فإن فيها يطلُع الفجر قبل غروب الشفق في أر بَعينيّة الشتاء (مكلّف بهما فيُقَدِّرلهما)ولا ينوي القضاء لفقد وقت الأداء، به أفتى البرهان الكبير،واختاره الكمال ، وتبعه ابن الشِحْنَة في ألغازِه فصحّحه ، فزعم المصنف أنه المذهبُ.(وقيل:لا) يُكلَّف بهما لعدم سببهما، و به جزم في الكنز والدرر والملتقى، و به أفتى البَقّالي ، ووافقه الحَلْواني والمرغيناني ، ورجحه الشُرُنبُلالي والحَلَبي.“(درمختارمعه ردالمحتار ،ج:۱،ص:٣٦٢)

② ردالمحتار میں ہے:

”هٰذه المسألة نقلوا فيها الاختلافَ بين ثلاثة من مشايخنا وهم البقالي والحلواني والبرهان الكبير فأفتى البقالي بعدم الوجوب وكان الحلواني يفتي بوجوب القضاء ثم وافق البقاليَ لما أرسل إليه الحلواني مَن يسأله عمن أسقط صلاة من الخمس أيُكفَّر؟ فأجاب السائلَ بقوله من قُطِعَت يداه أو رِجلاه كم فروض وُضوئه؟ فقال:له ثلاث ؛ لفوات المحل .قال: فكذلك الصلاة. فبلغ الحلوانيَ ذٰلك فاستحسنه ورجع إلى قول البقالي بعدم الوجوب. وأما البرهان الكبير فقال بالوجوب . . . مَن قال بالوجوب يقول به على سبيل القضاء لا الأداء. (ج:٢،ص:١٩)

③ وجوب قضا کا قول ہی راجح ہے۔

حاشية الطحطاوی علی المراقی میں ہے:

"واستظهر الكمالُ وجوبَ القضاء استدلالا بحديث الدجال وتبعه ابن الشِحنة فصححه فی ألغازِه.و ذكرفی المنح أنه المذهب. وفرّق فی النهر بأن الوقت موجود حقيقة فی يوم الدجال والمفقود العلامة فقط بخلاف ما نحن فيه فإن الوقت لاوجود له أصلا.و رُدّ بأن الوقت موجود قطعا والمفقود هو العلامة فقط فإذن لافرق". (ج:۱،ص:۱۷۸)

❹ ردالمحتار میں ہے:

"والذی يظهر من عبارة الفيض أن المراد أنه يجب قضاء العشاء بان يقدّر أن الوقت أعنی سبب الوجود قد وجد كما يقدر فی أيام الدجال علی ما يأتی؛ لأنه لايجب بدون السبب . . . وحاصله أنا لانسلم لزوم وجود السبب حقيقةً بل يكفی تقديره كما فی أيام الدجال."(ج:۲،ص:۱۹/ج:۱،ص:۲۶۶)

❺ بہار شریعت میں ہے:

"جن شہروں میں عشا کا وقت ہی نہ آئے کہ شفق ڈوبتے ہی یا ڈوبنے سے پہلے فجر طلوع کر آئے (جیسے بلغار ولندن کہ ان جگہوں میں ہر سال چالیس راتیں ایسی ہوتی ہیں کہ عشا کا وقت آتا ہی نہیں اور بعض دنوں میں سیکنڈوں اور منٹوں کے لیے ہوتا ہے) تو وہاں والوں کو چاہیے کہ "ان دنوں کی عشا و وتر کی قضا پڑھیں"۔ (حصہ سوم،ص:۱۸،۱۹)

مولانا قاضی شہید عالم رضوی اس کا جواب بڑی تفصیل کے ساتھ یوں قلم بند فرماتے ہیں:

اس **سوال کا پہلا جز** یعنی "جہاں قلیل مقدار میں وقت مغرب ملتا ہے، پھر صبح صادق ہوجاتی ہے"۔

یہ عبارت دو معانی کا احتمال رکھتی ہے۔

(۱) زائد العرض بلاد میں شمس اول سرطان میں ہو یا اس کے قریب ہو اور قوس لیلی یعنی مدارِ یومی کی وہ قوس جو زیر افق ہے وہ تقریباً ۲۰؍ درجہ ہو، ایسی صورت میں غروب آفتاب کے بعد تقریباً آٹھ منٹ مغرب کی اذان و نماز کے لیے ہوں گے، اس کے بعد افق شرقی پر بیاض صبح شرقاً وغرباً نمودار ہوجائے گی؛ اس لیے کہ بعدِ غروب ۲؍ درجہ طے کرنے کے بعد سورج افق شرقی یعنی مطلع شمس تک ۱۸؍ درجہ فصل ہوگا؛ لہٰذا وہاں افق شرقی پر بیاض فجر نمودار ہوجائے گی۔

(۲) دوسرا احتمال یہ ہے کہ غروب آفتاب سے طلوع آفتاب تک تقریباً ۱۵/۱۶؍ منٹ کا وقفہ ہو، کہ غروب کے بعد نصف اللیل تک پہنچنے سے پہلے مغرب کی پانچ رکعت نماز پڑھی جاسکے، اس کے بعد نصف اللیل سے طلوع آفتاب تک فجر کی نماز پڑھی جاسکے۔ اس دوسری صورت میں لیل عرفی ۱۵/۱۶؍ منٹ کی ہوگی اور پہلی صورت میں لیل عرفی تقریباً ایک گھنٹہ بیس منٹ کی ہوگی۔

علامہ قطب الدین شیرازی فرماتے ہیں:

"هذا الصبح والشفق متصل أحدهما بالآخر؛ لأنه من حساب الصبح مادام فی الطرف الشرقی ومن حساب الشفق مادام فی الغربی".(التحفة الشاهية، قلمی ص:۴۲۶)

علامہ عبدالعلی برجندی حاشیہ شرح چغمینی میں فرماتے ہیں:

" ثم إذا جاوز هذا العرض ثمانية وأربعين ونصفا يتداخل زمان الصبح والشفق كما هو المذكور فی الكتب ،لكن الظاهر أن الشمس إذا كانت فی النصف الغربی كان من حساب الشفق وإذا كان فی النصف الشرقی كان من حساب الصبح". (ص:۱۲۲)

ان عبارتوں سے ثابت ہے کہ نصف اللیل سے طلوع آفتاب تک صبح ہے اور غروب آفتاب سے نصف اللیل تک شفق ہے۔ اس صورت میں صبح کا وقت نصف اللیل سے ہی شروع ہوگا؛ لہٰذا غروب آفتاب کے بعد مغرب پڑھے اور نصف اللیل کے بعد نماز فجر ادا کرے اور عشا و وتر کی قضا پڑھے۔

سوال کا دوسرا جز یعنی "جہاں آفتاب غروب ہوتے ہی طلوع ہوجاتا ہے"۔ ——— یہ عبارت بھی دو معانی کا احتمال رکھتی ہے:

(۱) ایک وہ جو ظاہر سے مفہوم ہے یعنی آفتاب غروب ہوتے ہی چند لمحوں کے بعد طلوع ہوجائے اور مغرب کی تین رکعت فرض ادا کرنے کا بھی موقع نہ مل سکے، اس صورت میں مغرب کا وقت داخل تو ہوجائے گا، لیکن ادا کا وقت نہ مل سکے گا۔ اور اس تقدیر پر کہ

نصف اللیل تک مغرب کا وقت ہے اور نصف اللیل کے بعد سے طلوع آفتاب تک وقت فجر ہے، اگر چہ بہت خفیف وقت ہو، اس صورت میں فجر کا وقت داخل تو ہو جائے گا لیکن وقت ادا میسر نہ ہوگا۔ ایسی صورت میں نماز مغرب تو غروب آفتاب کے بعد پڑھ سکتے ہیں؛ اس لیے کہ درمیان نماز وقت مغرب کا ختم ہو جانا مفسد نماز نہیں۔ لیکن نماز فجر کی قضا ہی پڑھنا پڑے گا؛ اس لیے کہ درمیان نماز طلوع آفتاب مفسدِ نماز ہے۔ اسی طرح عشا و وتر کی قضا پڑھے۔

(۲) دوسرا معنی یہ ہے کہ قوس لیلی تقریباً ۱۸ر درجہ ہو کہ اس صورت میں غروب آفتاب کے ساتھ ہی افق شرقی پر بیاض صبح نمودار ہو جائے گی، وہ بیاض شرقاً و غرباً روشن ہوگی۔ (اس کے بعد چند احتمالات وغیرہ کا ذکر ہے، پھر لکھتے ہیں) لہٰذا غروب آفتاب سے نصف اللیل تک شفق اور نصف اللیل سے طلوع آفتاب تک فجر ہے۔ ان ایام میں مذہب امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے مطابق بقدر خمس رکعات وقت مغرب، اس کے بعد سے نصف اللیل تک وقت عشا اور نصف اللیل سے طلوع آفتاب تک وقت فجر ہوگا؛ لہٰذا ان ایام میں مذہب امام مالک کے مطابق مغرب و عشا ادا کر سکتے ہیں۔ (مقالہ، ص: ۴، ۵، ۶، ۸)

[پانچواں سوال اور اس کے جوابات]

سوال (۵): جہاں مغرب، عشا اور فجر کا وقت داخل ہی نہیں ہوتا۔ (وہاں مسلمانوں کے لیے ان نمازوں کے بارے میں کیا حکم شرعی ہے؟)

اس سوال کے جواب میں ہمارے مفتیان کرام کے مقالات میں بنیادی طور پر تین موقف معلوم ہوتے ہیں:

پہلا موقف:

جہاں لوگوں کو ان نمازوں کا وقت بالکل ملتا ہی نہیں، وہاں کے لوگوں سے یہ نمازیں یکسر ساقط ہیں، اور اُن پر اِن نمازوں کی قضا بھی نہیں ہے؛ کیوں کہ مقام قضا، مقام ادا کے بعد ہے۔ ——— اس موقف کی دلیل کا حاصل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے:

اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ﴿۱۰۳﴾

بے شک نماز مسلمانوں پر وقت باندھا ہوا فرض ہے۔

——— یہ نظریہ صرف مولانا شبیر احمد مصباحی، مہراج گنج کا ہے۔

دوسرا موقف:

ان لوگوں پر یہ نمازیں فرض ہیں، انھیں ادا کرنا چاہیے ——— یہ موقف تین علمائے کرام کا ہے۔

لیکن یہ نمازیں کیسے اور کب ادا کریں، اس سلسلے میں ان کے نظریات مختلف ہیں، مثلاً:

مولانا عبد الرحیم اکبری لکھتے ہیں:

"وہاں مختار و مناسب اور معتمد قول یہ ہے کہ یہ تینوں نمازیں فرض ہیں ان نمازوں کو اقرب الایام المعتدلہ کے اندازے سے پڑھ لیا کریں۔"

مولانا شیر محمد خان برکاتی مصباحی لکھتے ہیں:

"تقدیر باقرب البلاد پر عمل کرنا چاہیے۔"

مولانا انوار احمد مصباحی لکھتے ہیں:

"ایسی صورت میں نماز قضا کرنے سے بہتر ہے کہ ان ائمہ (امام مالک و امام شافعی) کے مذہب پر عمل کر کے ادا کی جائے۔"

تیسرا موقف:

وہاں کے مسلمانوں پر ان تینوں نمازوں کی قضا لازم ہے؛ اس لیے کہ نماز کا موجب اصلی اور سببِ حقیقی حکم الٰہی ہے اور وہ یہاں موجود ہے، کسی بھی دلیل و نص سے کسی بھی مقام کا استثنا ثابت نہیں ہے۔ ——— یہ نظریہ باقی تمام علمائے کرام کا ہے۔

مفتی محمد نظام الدین رضوی، جامعہ اشرفیہ تحریر فرماتے ہیں:

"جن بلاد میں غروب شفق سے پہلے ہی فجر طلوع ہو جاتی ہے اور وقت عشا نہیں آتا، وہاں کے باشندوں پر نماز عشا فرض ہے یا نہیں۔ اس سلسلے میں علمائے مذہب سے کوئی روایت منقول نہیں اور کتاب و سنت میں بھی واضح طور پر اس کا حکم نہیں ملتا۔

ہاں! مشائخ مذہب نے کتاب و سنت و نصوص مذہب کی روشنی میں اس پر کلام کیا ہے، مگر وہ بھی کسی ایک رائے پر متفق نہیں، بلکہ ان کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔

مشائخ کرام کا ایک طبقہ اس بات کا قائل ہے کہ **نماز عشا فرض ہے**؛ کیوں کہ نماز عشا کی ظاہری علامت اگر چہ رونما نہیں ہوتی، مگر جب اللہ تبارک و تعالیٰ نے پانچ اوقات کی نمازیں تمام ساکنان عالم پر فرض فرمائی ہیں تو تقدیراً وقت کا وجود تسلیم کیا جائے گا، یعنی یہ

ماناجائے گا کہ وقت موجود ہوا، مگر ظاہری علامات کے محسوس نہ ہونے کی وجہ سے ہم اس کا ادراک نہ کر سکے؛ لہذا عشا فرض ہے، اس کی قضا کی جائے۔

دوسرا طبقہ ایسے مقامات کے باشندوں سے **نماز عشا ساقط مانتا ہے** یعنی اس بات کا قائل ہے کہ ان پر نماز عشا فرض ہی نہ ہوئی؛ لہٰذا ان پر نہ ادا ہے، نہ قضا۔

ان حضرات کی دلیل یہ ہے کہ وقت ـــــ جو نماز عشا کے وجوب کے لیے سبب و شرط ہے ـــــ موجود نہیں؛ اس لیے نماز عشا فرض نہیں، جیسے حائضہ پر شرط طہارت کے فقدان کی وجہ سے نماز واجب نہیں، یوں ہی جہاں وقت عشا نہیں آتا وہاں بھی شرط وجوب ــ وقت ــ کے فقدان کی وجہ سے عشا واجب نہ ہوگی۔ کتاب و سنت میں ان حضرات کی دلیل وہ نصوص ہیں جن میں نمازوں کے اوقات مقرر ہونے کی نشان دہی کی گئی ہے۔

اس کا جواب پہلے طبقہ کے مشائخ کی طرف سے یہ دیا جاتا ہے کہ وقت عشا کے وجود کی علامت اگر چہ ظاہر نہیں ہوتی، مگر وہ تقدیراً موجود ہے؛ کیوں کہ جب پانچ وقت کی نماز مطلقاً فرض ہے اور فرضیت کی شرط و سبب وقت ہے تو اب سوائے اس کے کوئی راہ نہیں کہ وقت کو موجود و مقدر مانا جائے۔ مفتی صاحب نے کچھ مثالوں کے ذریعہ بھی اپنا موقف سمجھایا ہے، چناں چہ لکھتے ہیں:

”قدرت نے وقت کی علامتوں کو ایک غیر محسوس حجاب میں مخفی رکھا ہے، جیسے نمازوں اور تلاوتوں کی صورتوں کو مخفی رکھا ہے اور اہلِ نظر اولیاء اللہ ان کا مشاہدہ کرتے ہیں، یا ان علامتوں کا حجم اتنا چھوٹا کر دیا ہے کہ ہماری مادّی نگاہیں بغیر نورِ کشف کے ان کا مشاہدہ نہیں کر پاتیں، جیسے بے شمار چھوٹی چھوٹی چیزوں کا مشاہدہ عام انسان کی نگاہیں بغیر خوردبین کے نہیں کر پاتیں، موبائل کی میموری میں کچھ نشانات کی شکل میں پورا قرآن محفوظ ہوتا ہے مگر ہمارے پڑھنے کے قابل نقوش وہاں نظر نہیں آتے پھر بھی ہم تسلیم کرتے اور یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ وہ مخصوص نشانات قرآن ہیں اور پڑھنے کے قابل نقوش یا حروف وہاں مقدر ہیں جو بٹن دبانے کے بعد نمایاں ہو جاتے ہیں۔ ان نشانوں کی روشنی میں وقت کی علامتوں کو بھی سمجھا جا سکتا ہے۔ رہی حائضہ تو وہ بنص شارع حکم عام سے مستثنیٰ ہے؛ اس لیے یہاں اس سے اعتراض نہیں ہو سکتا۔

(مفتی صاحب کے مقالہ میں فتح القدیر، غنیۃ المستملی، در مختار اور رد المحتار کی عبارات بطور شہادت منقول ہیں۔)

اس موقف کے دلائل میں در مختار، رد المحتار، حاشیہ طحطاوی علی المراقی اور بہار شریعت کی وہ تمام عبارات نقل کی گئی ہیں جو چوتھے سوال کے جواب میں دوسرے نظریہ کے دلائل کے تحت درج ہیں۔

مولانا قاضی فضل احمد مصباحی نے ایک صورت اور ذکر کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

”یہاں یہ صورت بھی ممکن ہے کہ جن دنوں وہاں یہ اوقات آتے ہیں، اسی کے حساب سے وقت مغرب، وقت عشا اور وقت فجر متعیّن کر لیا جائے اور ان ہی اوقات میں یہ نمازیں ادا کی جائیں جیسا کہ حدیثِ دجال میں ہے۔ یہ طریقہ زیادہ بہتر اور ادائیگی کے لیے آسان بھی ہے۔“

[چھٹا سوال اور اس کے جوابات]

سوال(۶): تقدیر کر کے یا سبع اللیل کے حساب سے یا ایک گھنٹہ کم و بیش بعدِ غروب آفتاب عشا پڑھنے کا کوئی جواز بنتا ہے۔

اس سوال کا جواب رقم فرمانے والے علمائے کرام کے دو موقف ہیں:

پہلا موقف:

پہلا موقف یہ ہے کہ تقدیر کر کے یعنی اندازے سے وقت متعیّن کر کے نماز عشا پڑھنے کی صورت یہاں بن سکتی ہے۔ تاہم غروب آفتاب کے بعد کم و بیش ایک گھنٹہ ـ یا ـ سُبع اللیل کے حساب سے وقت کی تعیین درست نہیں ہے ـــــ یہ موقف تین علمائے کرام کا ہے۔

ان حضرات کی دلیل کا حاصل دو چیزیں ہیں ایک حدیث دجال، اور دوسری تنویر الابصار کی یہ عبارت:

”وفاقدُ وقتهما مكلَّف بهما فيقدِّر لهما“۔

دوسرا موقف:

دوسرا موقف یہ ہے کہ تقدیر کر کے ــ یا ــ سُبع اللیل کے حساب سے ــ یا ــ ایک گھنٹہ کم و بیش بعدِ غروب آفتاب، نمازِ عشا پڑھنے کا کوئی جواز نہیں بنتا ہے ـــــ یہ موقف باقی تمام

علماے کرام کا ہے۔

ان کے دلائل درج ذیل ہیں:

تقدیر کرکے یعنی اندازے سے وقت متعیّن کرکے نمازِ عشا ادا کرنا درست نہیں؛ اس لیے کہ:

① تقدیر کے سارے طریقے مذہبِ حنفی کے خلاف ہیں، تقدیر کے تعلق سے کوئی تشریح ہمارے ائمۂ احناف سے منقول نہیں۔

علامہ طحطاوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

"إنما ذكرتُ كلام الشافعية ؛ لأن المصنف اختار التقدير ولم يبين معناه ولم أره لأئمتنا والله أعلم بحقائق الأحوال ".(طحطاوی علی الدر، ج:۱، ص:۱۷۵)

② ردالمحتار میں ہے:

"(قوله :فيقدرلهما) هذا موجود فی نسخ المتن المجردة ، ساقط من المنح .ولم أرى من سبقه إليه سوى صاحب الفيض حيث قال: ولو كانوا فی بلدة يطلع فيها الفجر قبل غيبو بة الشفق لا يجب عليهم صلاة العشاء لعدم السبب. وقيل: يجب ويقدر الوقت. اه .بقی الكلام فی معنی التقدير، والذی يظهر من عبارة الفيض أن المراد أنه يجب قضاءُ العشاء بأن يقدّر أن الوقت أعنی سبب الوجود قد وجد كما يقدر فی أيام الدجال علی ما يأتی ؛ لأنه لايجب بدون السبب فيكون قوله "ويقدِّر الوقت"جوابا عن قوله فی الأول لعدم السبب. وحاصله أنا لانسلم لزوم وجود السبب حقيقة بل يكفی تقديره كما فی أيام الدجال. ويحتمل أن المراد بالتقدير المذكور هو ماقاله الشافعية من أنه يكون وقت العشاء فی حقهم بقدر ما يغيب الشفق فی أقرب البلاد إليهم والمعنی الأول أظهر. (ج:۲،ص:۱۹/ج:۱،ص:۲٦٦)

③ فاقدِ وقت کے لیے علامہ شامی نے جو تقدیرِ وقت کی بات کہی ہے، اس کا معنی یہ ہے کہ جہاں وقتِ نماز نہیں آتا، وہاں وقتِ نماز کو فرض کرکے اس کی قضا کرنا واجب ہے۔

تقدیرِ وقت کا یہ معنی نہیں ہے کہ وقت کو اندازے سے تقسیم کر دیا جائے، پھر اندازہ کرکے نماز کا وقت متعیّن کرکے اس میں وہ نماز پڑھی جائے جس کا وقت داخل نہیں ہوتا یا سب سے قریب ترین دن میں شفق غائب ہونے کا جو وقت تھا وہی وقت ان ایام میں بھی مان لیا جائے اور نماز عشا پڑھی جائے یا اقرب بلاد میں اس وقت جو غیبوبت شفق کا وقت ہو وہی وقت یہاں بھی مان کر عشا پڑھی جائے۔ تقدیر وقت کے یہ معانی فقہاے احناف کے یہاں معتبر نہیں ہیں۔ علامہ شامی نے دلیل کے ساتھ ان کا رد فرمایا۔

تقدیرِ وقت کے یہ معانی مراد لینے پر بطور دلیل اس حدیث کو پیش کرنا درست نہیں جو زمانۂ خروجِ دجال سے متعلق ہے کہ "چالیس دنوں میں سے ایک دن ایک سال کا ہوگا اور اس میں اندازے سے نماز پڑھنا ہوگا"۔

علامہ شامی نے حدیث مذکور سے استدلال کو باطل کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے:

"وَالْقِيَاسُ عَلَى مَا فِي حَدِيثِ الدَّجَّالِ غَيْرُ صَحِيحٍ؛ لِأَنَّهُ لَا مَدْخَلَ لِلْقِيَاسِ فِي وَضْعِ الْأَسْبَابِ، وَلَئِنْ سُلِّمَ فَإِنَّمَا هو فِيمَا لَا يَكُونُ عَلَى خِلَافِ الْقِيَاسِ، وَالْحَدِيثُ وَرَدَ عَلَى خِلَافِ الْقِيَاسِ، فَقَدْ نَقَلَ الشَّيْخُ أَكْمَلُ الدِّينِ فِي شَرْحِ الْمَشَارِقِ عَنْ الْقَاضِي عِيَاضٍ أَنَّهُ قَالَ: هَذَا حُكْمٌ مَخْصُوصٌ بِذَلِكَ الزَّمَانِ شَرَعَهُ لَنَا صَاحِبُ الشَّرْعِ.

(رد المحتار، ج:۱، ص: ۳٦٤، کتاب الصلوة)

④ اگر تقدیر شوافع کے مطابق اوقات متعیّن کیے جائیں تو متعدّد خرابیاں لازم آئیں گی:

(۱) ان لوگوں کے حق میں وقتِ عشا کا، وقتِ فجر کے ساتھ اتحاد لازم آئے گا۔

(۲) یا یہ لازم آئے گا کہ طلوع فجر سے صبح شروع نہ ہو۔

(۳) نیز یہ لازم آئے گا کہ نماز عشا صلوۃ لیلیہ نہ رہے صلوۃ نہاریہ ہو جائے اور اس کا وقت طلوع فجر کے بعد شروع ہو۔

(۴) بسا اوقات یہ خرابی لازم آئے گی کہ صبح کا وقت سورج طلوع ہونے کے بعد شروع ہو۔

یہ باتیں غیر معقول ہیں؛ لہٰذا تقدیر کے معنٰی کے تعلق سے علامہ

شامی نے جو کہا وہی متعیّن ہے جب تک اس کے خلاف کوئی صریح نقل نہیں پائی جاتی۔ علامہ شامی تحریر فرماتے ہیں:

”ولو كان الاعتبار بأقرب البلاد إليهم لزم أن يكون الوقت الذي اعتبرناه لهم وقتا للعشاء حقيقة بحيث تكون العشاء فيه أداءً مع أن القائلين عندنا بالوجوب صرّحوا بأنها قضاء و بفقد وقت الأداء .وأيضا لو فرض أن فجرهم يطلع بقدر ما يغيب الشفق في أقرب البلاد إليهم لزم اتحاد وقتي العشاء والصبح في حقهم.أوأن الصبح لايدخل بطلوع الفجرإن قلنا إن الوقت للعشاء فقط.ولزم أن تكون العشاء نهارية لايدخل وقتها إلابعد طلوع الفجر . وقد يؤدي أيضا إلى أن الصبح إنما يدخل وقته بعد طلوع شمسهم.وكل ذلك لايعقل فتعين ما قلنا في معنى التقدير ما لم يوجد نقل صريح بخلافه“. (ردالمحتار ، ج:٢،ص:١٩)

اب رہا یہ سوال کہ جب شوافع کے یہاں اقرب بلاد سے تقدیر مصرح اور معتبر ہے تو احناف کے نزدیک کیوں اس کا اعتبار نہیں ہوسکتا۔ تو اس کا جواب علامی شامی نے دے دیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

”وأما مذهب الشافعية فلا يقضي على مذ هبنا“۔(ایضا)

سُبع اللیل کے اعتبار سے وقت کی تعیین زائد العرض بلاد میں قطعًا باطل ہے؛ اس لیے کہ مغرب، فجر کی نظیر ہے، جب سُبع اللیل کا فارمولا فجر میں باطل ہے تو مغرب میں بھی باطل ہوگا۔ امام احمد رضا قدس سرہ فرماتے ہیں:

”امام کے نزدیک وقت مغرب، شفق ابیض مستطیر تک ہے جو فجرِ صادق کی نظیر ہے۔(فتاویٰ رضویہ، ج:۴، ص:۶۴۶)

(۱) امام احمد رضا قدس سرہ سے سوال ہوا کہ:

”یہ مسئلہ جو مشہور ہے کہ رمضان شریف میں رات کے سات حصے کئے جائیں، جب ایک حصّہ رات کا باقی رہے کھانا پینا ترک کردے، آیا یہ مسئلہ صحیح ہے یا نہیں؟۔

اس کے جواب میں انھوں نے ارشاد فرمایا:

الجواب: یہ قاعدہ ہرگز صحیح نہیں، بلکہ کبھی رات کا ہنوز چھٹا حصّہ باقی رہتا ہے کہ صبح ہوجاتی ہے اور کبھی ساتواں، آٹھواں، نواں، یہاں تک کہ کبھی صرف دسواں حصہ تقریبًا رہتا ہے، اس وقت صبح ہوتی ہے“۔(ج:۱،ص:۵۶۳)

(۲) فتاویٰ رضویہ میں ہے:

”بعض کتب میں واقع ہوا کہ صبح رات کا ساتواں حصّہ ہے، اسے لوگ ہر موسم میں وہر مقام کے لیے عام سمجھ لیے، حالانکہ جن عالم نے ایسا فرمایا وہ اس موسم اور اس عرض بلد کے لیے خاص تھا، ورنہ یقیناً صبح ہمارے بلاد میں رات کے چھٹے حصّے سے دسویں حصے تک ہوتی ہے جس کی مفصل جدول فقیر نے اپنے فتاویٰ میں لکھی ہے، اس ماہِ مبارک میں بھی صبح رات کے نویں حصے سے دسویں حصے تک ہے، جو لوگ ساتواں حصہ لگائیں گے وہ آپ ہی رات کو دن بنائیں گے“۔(ج:۴، ص:۶۲۴)

(۳) اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ ایک جگہ فرماتے ہیں:

”یہ قاعدہ کہ صبح رات کا ساتواں حصہ ہوتی ہے ان ہی قواعد باطلہ فاسدہ سے ہے، کہ رویت وقوانینِ عطیۂ رویت بالاتفاق اس کے بطلان پر شاہد عدل ہیں“۔(فتاویٰ رضویہ، ج:۴، ص:۶۴۸)

ایک گھنٹہ کم وبیش بعدِ غروب آفتاب عشا پڑھنے کا قول

اگر تمام بلاد اور تمام ایام کے لیے ہے تو قطعًا باطل ہے؛ اس لیے کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ سے سوال ہوا کہ ”قطع نظر شفق سُرخ وسپید کے باتفاق علمائے حنفیہ غروب آفتاب کے ایک گھنٹے بیس منٹ کے بعد ہمیشہ وقت عشا کا آجاتا ہے یا نہیں؟۔

اس کے جواب میں انھوں نے ارشاد فرمایا:

الجواب: عشائے متفق علیہ کا وقت ہمیشہ ایک گھنٹہ بیس منٹ بعد ہوجانے کا جبروتی حکم کہ بعض بے علموں نے محض جزافًا لکھ دیا اور گنگوہ و دیوبند کے جاہل وناواقف مُلّاؤں نے اس کی تصدیق وتوثیق کی۔ بریلی، بدایوں، رامپور، شاہجہان پور، مراد آباد، بجنور، بلند شہر، پیلی بھیت، دہلی، میرٹھ، سہارنپور، دیوبند، گنگوہ وغیرہا بلاد شمالیہ بلکہ عامۂ مواضع واضلاع ممالک مغربی وشمالی واودھ وپنجاب وبنگال ووسط ہند وراجپوتانہ غرض معظم آبادی ہندوستان میں محض غلط وباطل اور حلیہ صدق وصواب سے عاری وعاطل ہے۔ ہمارے بلاد اور ان کے قریب العرض شہروں میں عشا کا اجماعی وقت غروب شرعی شمس کے ایک گھنٹہ انیس منٹ بعد

سے ایک گھنٹہ پینتیس منٹ بعد تک ہوتا ہے، پھر جس قدر شمال کو جائیے وقت بڑھتا جائے گا یہاں تک کہ اقصائے شمالی ہند میں تحویل سرطان کے آس پاس بعد غروب شمس پونے دو گھنٹے سے بھی زائد ایک گھنٹہ اڑتالیس منٹ تک پہنچتا ہے، دو منٹ کم آدھے گھنٹے کی غلطی ہے“۔

(فتاویٰ رضویہ، ج:۲، ص:۲۲۴)

[ساتواں سوال اور اس کے جوابات]

سوال(۷): علم ہیئت کی کئی کتب میں لکھا ہے کہ ۱۵ر ڈگری پر شفق ابیض غائب ہوتی ہے اور ۳۰—۴۸ یا زائد عرض البلد میں شفق ابیض اور صبح کاذب کا اتصال ہوتا ہے، اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے، اور آپ کے نزدیک طلوع صبح صادق اور غروب شفق ابیض اور شفق احمر کے وقت سورج کتنے درجہ زیر افق ہوتا ہے؟

اس سوال کے تین اجزا ہیں اور حیرت انگیز طور پر ان کے جواب رقم فرمانے والے ہمارے مندوبین کرام میں کوئی اختلاف رائے نہیں ہے۔ اس لیے ہم ہر جز کے ساتھ اس کا حکم اور دلیل نقل کر دیتے ہیں:

(الف) علم ہیئت کی کئی کتب میں لکھا ہے کہ ۱۵ر ڈگری پر شفق ابیض غائب ہوتی ہے۔ اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟۔

اس کا جواب یہ ہے کہ **یہ تجربات و مشاہدات کی روشنی میں بالکل غلط اور بے بنیاد ہے۔**

(۱) اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ فرماتے ہیں:

”صدہا سال کے تکرّر مشاہدہ نے ثابت کیا کہ آفتاب ان دونوں وقت تقریباً اٹھارہ درجے نیچے ہوتا ہے، یہ وہ علم ہے جو اکثر ہیئت دانوں پر مخفی رہا، رجماً بالغیب باتیں اڑایا کئے، صبح کاذب کے وقت انحطاطِ شمس میں مختلف ہوئے، کسی نے سترہ درجہ کہا، کسی نے اٹھارہ، کسی نے انیس بتائے، اور مشہور اٹھارہ ہے، اور اسی پر شرح چغمینی نے مشی کی، اور صبح صادق کے لیے بعض نے پندرہ درجے بتائے ہیں۔ اسے علامہ برجندی نے حاشیہ چغمینی میں بلفظ قد قیل نقل کیا اور مقرر رکھا، اور اسی نے علامہ خلیل کاملی کو دھوکا دیا کہ دونوں صبحوں میں صرف تین درجہ کا فاصلہ بتایا جسے ردالمحتار میں نقل کیا اور معتمد رکھا، حالانکہ یہ سب ہوسات بے معنی ہیں۔

شرع مطہر نے اس باب میں کچھ ارشاد فرمایا ہی نہیں، اس نے تو صبح کی صورتیں تعلیم فرمائی ہیں کہ صبح کاذب شرقاً غرباً مستطیل ہوتی ہے اور صبح صادق جنوباً شمالاً مستطیر، اور ہم اُوپر کہہ آئے کہ مقدارِ انحطاط جاننے کی طرف کسی برہان عقلی کو راہ نہیں، صرف مدار رویت پر ہے، اور رویت شاہد عدل ہے کہ صبح کاذب کے وقت ۱۷ یا ۱۸ یا ۱۹ درجے اور صادق کے وقت ۱۵ر درجے انحطاط ہونا اور صادق و کاذب میں صرف تین درجے کا تفاوت ہونا سب محض باطل ہے، بلکہ ۱۸ر درجہ انحطاط پر صبح صادق ہوجاتی ہے اور اس سے بہت درجے پہلے صبح کاذب۔

فقیر نے بچشم خود مشاہدہ کیا کہ محاسبات علمِ ہیأت سے آفتاب ہنوز ۳۳ر درجے افق سے نیچا تھا اور صبح کاذب خوب روشن تھی، صبح صادق کے لیے سالہا سال سے فقیر کا ذاتی تجربہ ہے کہ اس کی ابتدا کے وقت ہمیشہ ہر موسم میں آفتاب ۱۸ر ہی درجہ زیر افق پایا ہے، اور صبح کاذب کے لیے جس سے کوئی حکم شرعی متعلق نہ تھا، اب تک اہتمام کا موقع نہ ملا، ہاں اتنا اپنے مشاہدہ سے یقیناً معلوم ہوا کہ اس میں اور صبح صادق میں ۱۵ر درجے سے بھی زائد فاصلہ ہے نہ کہ ۳ر درجہ“۔

(فتاویٰ رضویہ، ج:۴، ص:۶۴۵، ۶۴۶)

(۲) فتاویٰ رضویہ میں ہے:

”بعض کتب ہیئت اور ان کے اتباع سے بعض کتب فقہ مثل ردالمحتار میں لکھ دیا کہ جب آفتاب افق سے ۱۵ر درجے نیچے رہتا ہے اس وقت صبح صادق ہوتی ہے اور صبح کاذب اس سے صرف تین درجے پہلے یعنی ۱۸ر درجے کے انحطاط پر ہوتی ہے، مگر ہزاروں بار کا مشاہدہ شاہد ہے کہ یہ بھی محض غلط ہے، بلکہ جب آفتاب کا انحطاط قریب ۱۸ر درجے کے رہ جاتا ہے اس وقت یقیناً صبح صادق ہوجاتی ہے، صبح کاذب اس سے بہت درجوں پہلے ہوچکتی ہے، میں نے آج ہی رات کہ شب ہشتم ماہ مبارک ہے بچشم خود معاینہ کیا کہ آفتاب ہنوز تینتیس درجے سے زیادہ افق سے نیچا تھا کہ صبح کاذب اپنی جھلک دکھا رہی تھی، صبح صادق ہونے کو ایک گھنٹے کامل سے بھی زیادہ وقت باقی تھا۔ (فتاویٰ رضویہ مترجم، ج:۱۰، ص:۵۷)

(۳) اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ فرماتے ہیں:

”صبح صادق اور شفق کے وقت آفتاب کا انحطاط صحیح و معتمد مذہب کے مطابق ۱۸ر درجہ زیر افق ہوتا ہے۔ یہ تجربہ اور قوی مشاہدہ سے ثابت ہے، جمہور متاخرین اہل ہیئت قدیمہ وجدیدہ کا اس پر اجماع ہے۔ (تاج التوقیت قلمی، ص:۱۱)

(ب) ۳۰-۴۸ یا زائد عرض البلد میں شفق ابیض اور صبح کاذب کا اتصال ہوتا ہے، اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟۔

اس کا جواب یہ ہے کہ **ان مقامات پر شفق ابیض اور صبح کاذب کے اتصال کا قول درست نہیں ہے**۔ وہاں شفق ابیض اور صبح صادق کا اتصال ہوتا ہے؛ اسی لیے ان مقامات کے بعض ایام میں عشا کا وقت نہیں آتا ہے، اور یہی وجہ ہے کہ تقدیر کے قائلین نے تقدیر باقرب الایام، یا باقرب البلاد، یا سبع اللیل وغیرہ کا قول کیا ہے۔

(ج) آپ کے نزدیک طلوع صبح صادق اور غروب شفق ابیض اور شفق احمر کے وقت سورج کتنے درجہ زیر افق ہوتا ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ جانب غرب میں جب آفتاب ۱۲/ درجہ زیر افق چلا جاتا ہے تو شفق احمر غائب ہو جاتی ہے۔ اور جب آفتاب ۱۸/ درجہ زیر افق چلا جاتا ہے تو شفق ابیض غائب ہو جاتی ہے۔ یوں ہی جانب شرق میں جب آفتاب ۱۸/ درجہ تحت افق رہتا ہے صبح صادق نمودار ہو جاتی ہے۔

● جد الممتار میں ہے:

”قد عرفتُ بالتجربة أن أول الصبح و آخر الشفق إنما يكون إذا كان انحطاط الشمس ثمانية عشر جزء.اھ. شرح چغمني. هٰذا في ابتداء الصبح الكاذب أما في ابتداء الصبح الصادق فقد قيل:إن انحطاط الشمس حينئذ خمسة عشر جزء. والله تعالىٰ أعلم. اھ. برجندي (أقول): هذا عجب كل العجب من مثل العلامة وكأنه لم يتفق له التجربة والمشاهدة. والحق أن ابتداء الصبح الصادق وانتهاء الشفق الأبيض على انحطاط ثمانية عشر، به شهدت المشاهداتُ المتكررة والتجاربُ المتقررة. وأما الصبح الكاذب فقبل ذٰلك بكثير ولم يتفق لي تجربة بدئه.“ (جد الممتار، ج:۲، ص: ۴۷)

جز (ب) سحری کے مسائل

[پہلا اور دوسرا سوال اور ان کے جوابات]

سوال (۱): زائد العرض بلاد میں صوم کا آغاز کس وقت سے ہوتا ہے؟

سوال (۲): جب شفق ابیض، بلکہ کبھی احمر بھی غائب نہیں ہوتی یعنی رات بھر اجالا برقرار رہتا ہے تو آغاز وقت فجر کب ہوگا؟

ان سوالوں کے جوابات سے قبل ہم یہ واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ اس امر پر سب کا اتفاق ہے کہ زائد العرض بلاد ہوں، یا غیر زئد العرض بلاد ہوں، سب کے لیے شریعت نے آغاز صوم کا صرف ایک وقت مقرر کیا ہے، اور وہ ہے ”تبیّنِ فجر“۔

آسان لفظوں میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ صبح صادق طلوع ہونے کے ساتھ ہی روزے کا آغاز ہو جاتا ہے، اور اسی سے وقتِ فجر بھی شروع ہو جاتا ہے، یہی قرآن و حدیث سے ثابت ہے، اور یہی صحابہ، تابعین، تبع تابعین اور ائمہ اربعہ کا مذہب ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ۔ (پارہ:۲، البقرۃ:۲، آیت:۱۸۷)

● المجموع شرح المہذب میں ہے:

”الذي ذكرناه من الدخول في الصوم بطلوع الفجر وتحريم الطعام والشراب والجماع به ، هو مذهبنا و مذهب أبي حنيفة ومالك وأحمد و جماهير العلماء من الصحابة والتابعين فمَن بعدهم.“(ج: ٦ ، ص: ٣٠٥)

● المغنی للعلامۃ ابن قدامہ میں ہے:

”إن السَحُور لا يكون إلا قبلَ الفجر وهٰذا إجماع.“ اھ. (ج: ٤، ص: ٣٢٥)

ہمارے بعض مقالہ نگار مندوبین کرام نے یہ متفق علیہ حکم شرعی تو بیان کر دیا، لیکن ان زائد العرض بلاد کے لیے جہاں موسم گرما میں شفق ابیض غربی اور فجر صادق کا اتصال ہو جاتا ہے یعنی رات بھر اجالا ختم ہی نہیں ہوتا، وہاں کے لیے اس امر کی تعیین نہیں کی ہے کہ وہاں کے مسلمان یہ کیسے سمجھیں کہ رات میں جو اجالا نظر آ رہا ہے، وہ شفق ابیض غربی ہے جس میں کھانے پینے اور نماز مغرب پڑھنے کی اجازت ہے یا فجر صادق ہے جس میں کھانا پینا ممنوع اور نمازِ فجر کا وقت شروع ہو چکا ہے۔

ہاں! بعض مقالہ نگار حضرات نے اس امر کی صراحت کی ہے کہ وہاں **تنصیف اللیل کا طریقہ اختیار کیا جائے یعنی غروب آفتاب سے طلوع آفتاب تک کا جو درمیانی وقت ہے اسے دو حصوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ نصف اول میں کھانے پینے اور نماز مغرب وغیرہ ادا کرنے کی اجازت ہوگی اور نصفِ دوم سے صوم**

اور وقت نماز فجر کا آغاز ہوگا۔

ان کے دلائل درج ذیل ہیں:

(۱) علامہ قطب الدین شیرازی شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"وحيث العرض ثمانيةٌ وأربعون و نصفٌ إذا كانت الشمس في المنقلب الذي في جهة العرض يتصل الشفقُ بالصبح؛ لأن قوسَ انحطاطها من دائرة نصف النهار حينئذ يكون ثمانيةَ عشرَ جزءً والآن الذي هوآخِر غروب الشفق يكون أولَ طلوع الصبح ... و هذا الصبح والشفق متصل أحدهما بالآخر؛ لأنه من حساب الصبح مادام في الطرف الشرقي و من حساب الشفق مادام فى الغربي."(التحفة الشاهية قلمي، ص: ٤٣٤)

(۲) امام عبد العلی برجندی حنفی رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں:

"ثم إذا جاوزهٰذا العرض ثمانية وأربعين ونصفا يتداخل الصبح والشفق كما هوالمذكور في الكتاب، لكن الظاهرأن الشمس إذا كانت في النصف الغربي كان من حساب الشفق وإذا كان في النصف الشرقي كان من حساب الصبح. (حاشية شرح چغميني،ص:١٧٧)

(۳) مفتی قازان علامہ ہارون حنفی رقم طراز ہیں:

"إن الشفق يغيب من جهة الغروب ومحل الأفول وأما مايبقى في الجانب الآخروجهة الطلوع بعد وصول الشمس إلى خط نصف النهار في انحطاطها فهو محسوب من الصبح و لذا منع من أكل السحر بعد نصف الليل." (ناظورة الحق،ص:١٨٤)

(۴) خواجۂ علم وفن علامہ مظفر حسین رضوی فرماتے ہیں:

"نصف لیل کے بعد طلوع فجر ہوتا ہے؛ لہذا وہ عمل جو طلوع فجر سے پہلے ہونا ضروری ہے، اس عمل کو نصف لیل سے پہلے ہی کر لینا ضروری ہے۔"(تحقیقات امام علم وفن، ص:۳۶۷)

(۵) بحر العلوم حضرت مفتی افضل حسین صاحب فرماتے ہیں:

"لہذا عرض البلد اور میل شمسی دونوں شمالی یا دونوں جنوبی یا ایک شمالی اور دوسرا جنوبی ہو اور دونوں کا مجموعہ ۲۷ر درجہ یا زائد ہو تو غروب آفتاب سے آدھی رات تک شفق ابیض رہے گی اور آدھی رات سے طلوع آفتاب تک صبح صادق، لہذا شفق ابیض سے صبح متصل ہوگی۔"

(توضیح الافلاک، ص:۶۲/بحوالہ شمس الانوار، ص:۵۲)

[تیسرا سوال اور اس کے جوابات]

سوال(۳): جو حضرات سُبع اللیل، تقدیر باقرب البلاد، یا اقرب الایام، یا بارہ درجہ آفتاب زیر افق آنے تک یا قبل طلوع آفتاب ایک گھنٹہ بیس منٹ یا چالیس منٹ تک سحری ان بلاد میں کرتے ہیں جہاں کھانے پینے کے لیے رات کا کافی وقت میسر ہے ان کے روزے کا کیا حکم ہوگا؟

اس سوال کے جواب میں ہمارے تمام مندوبین کرام کا اتفاق ہے کہ جہاں کھانے پینے کے لیے رات کا کافی وقت میسر ہے وہاں نہ تو "تقدیر باقرب البلاد" کی اجازت ہے، نہ "تقدیر باقرب الایام" کی، نہ "سُبع اللیل" کی گنجائش ہے، نہ آفتاب طلوع ہونے سے ایک گھنٹہ بیس منٹ یا چالیس منٹ پہلے سحری کرنے کی، اور نہ ہی اس بات کی گنجائش ہے کہ ۱۲ر درجہ آفتاب زیر افق آنے کا انتظار کیا جائے۔ ان صورتوں پر عمل کرنا ناجائز ہے اور اس طرح کرنے سے روزہ فاسد ہوگا۔

ہاں! بعض حضرات نے اس امر کی وضاحت بھی کی ہے کہ اگر یہ سحری طلوع فجر سے پہلے ہو جاتی ہے تو روزہ صحیح ہو جائے گا، مگر ظن و تخمین سے ایسے وقت تک تاخیر جس میں روزہ کی صحت وعدم صحت مشتبہ ہو جائے درست نہیں ہے۔

مفتی محمد نظام الدین رضوی صاحب، جامعہ اشرفیہ تحریر فرماتے ہیں:

"اتنی تاخیر بجا نہیں، رات اور صبح کے پورے وقت کی تنصیف کر کے نصف اول میں سحری کر لیں۔ سرد علاقے میں ۱۷، ۱۸ر گھنٹے تک یا اس سے بھی زیادہ روزے سے رہنا عام لوگوں کے لیے متعذر نہیں، سخت کام کاج جو کمزوری پیدا کرے، بھوک اور پیاس میں شدت لائے اس سے بچیں، مناسب غذا جو مقوی ہو اور پیاس نہ پیدا کرے، استعمال کریں اور اللہ عزوجل کی ذات پر توکل رکھیں۔

ہاں! اگر روزہ ۲۱ر گھنٹے کا ہو تو بوڑھے، مریض، کمزور، اور حاملہ کے لیے دشواری کا باعث ہوگا، اگر انھیں بھوک پیاس کی شدت کی

وجہ سے ہلاک ہو جانے یا نقصان عقل یا بیمار پڑ جانے کا صحیح اندیشہ ہو تو اس عذر شرعی کے باعث انھیں روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہوگی۔

فتاوی ہندیہ میں "الأعذار التی تبیح الإفطار" کے بیان میں ہے:

"(وَمِنْهَا الْعَطَشُ وَالْجُوعُ كَذٰلِكَ) إِذَا خِيفَ مِنْهُمَا الْهَلَاكُ أَوْ نُقْصَانُ الْعَقْلِ كَالْأَمَةِ إِذَا ضَعُفَتْ عَنِ الْعَمَلِ وَخَشِيَتِ الْهَلَاكَ بِالصَّوْمِ، وَكَذَا الَّذِي ذَهَبَ بِهِ مُوَكَّلُ السُّلْطَانِ إِلَى الْعِمَارَةِ فِي الْأَيَّامِ الْحَارَّةِ إِذَا خَشِيَ الْهَلَاكَ أَوْ نُقْصَانَ الْعَقْلِ كَذَا فِي فَتْحِ الْقَدِيرِ."

(الباب الخامس، ج:۱، ص:۲۰۷)

اس جواب کے دلائل درج ذیل ہیں:

(۱) حاشیۃ الدر میں ہے:

"محل التقدير ما لم يكن مدةُ ليلهم تسَع أكلَ ما يُقيم بِنْيَةَ الصائم و إلا تعين أكلهم فيه، و إن قصر. و لو لم يسع إلا قدر المغرب أو أكل الصائم قدّم الأكل و قضا المغربَ فيما يظهر." (ج: ۱، ص: ۱۷۵)

(۲) تقدیر باقرب البلاد - یا - باقرب الایام کا طریقہ فقہاے شوافع سے وہاں کے لیے منقول ہے جہاں "تبیّنِ فجر" کا تحقق یکسر مفقود ہو، جیسا کہ ایام دجال میں واقع ہوگا۔

(۳) یوں بھی "سَحری" لفظ "سَحر" سے ماخوذ ہے جس کے معنی ہیں: رات کا وہ آخری حصہ جو طلوع فجر سے ذرا پہلے ختم ہوتا ہے؛ اس لیے سحری وہ ماکول و مشروب ہے جسے رات کے آخری حصہ یعنی وقت سحر میں کھایا پیا جائے۔

لسان العرب میں ہے:

"السَحرُو السَحرُ: آخر الليل قبيل الصبح. وقيل: هو من ثلث الآخر إلى طلوع الفجر. قال الأزهرى:السَحر: قطعة من الليل، والسَحور: ما يُتسحّر به وقتَ السَحرمن طعام أو لبن أو سويق، وضع اسما لمايؤكل في ذلك الوقت . و تسحّر: أكل السَحور. اهـ." (ج: ٤، ص: ٣٤٨)

التعریفات الفقہیہ میں ہے:

"السَحور بالفتح: ما يتسحر به الصائم من الطعام والشراب، أي:يأكل من نصف الليل إلى الفجر. اهـ" (ص: ٢٢٠)

[چوتھا سوال اور اس کے جوابات]

سوال(۴): جن بلاد میں سورج ڈوبتے ہی فجر طلوع کر آئے یا سورج زیر افق جائے ہی نہیں، وہاں کے لیے صیام رمضان کا کیا حکم دیتے ہیں؟

اس سوال کے جواب میں ہمارے اکثر علماے کرام نے یہ لکھا ہے کہ وہاں کے مسلمانوں کے لیے معتدل ایام میں روزوں کی قضا کا حکم دیا جائے۔ اور بعض حضرات نے اس کے لیے یہ قید بھی رکھی ہے کہ اگر ان ایام میں روزہ رکھنے کی وجہ سے ہلاک ہو جانے یا نقصان عقل یا بیمار پڑ جانے کا صحیح اندیشہ ہو تو ان کے لیے معتدل ایام میں قضا کا حکم ہوگا، ورنہ وہ روزہ رکھیں۔

مفتی محمد نظام الدین رضوی صاحب، جامعہ اشرفیہ تحریر فرماتے ہیں:

(الف): جن بلاد میں سورج ڈوبتے ہی فجر طلوع کر آئے، وہاں کے لیے حکم یہ ہے کہ طلوع و غروب کے درمیانی فاصلے میں افطار کر لیں اور وقت میں کچھ گنجائش ہو تو کھانا بھی کھالیں۔

(ب): اور اگر طلوع و غروب کا فاصلہ اتنا خفیف ہو کہ محسوس ہی نہ ہو سکے، نہ افطار صوم کی گنجائش مل پائے، یا وہاں سورج غروب ہی نہ ہو، بالائے افق ہی گردش کرتا رہے تو وہاں روزہ تو فرض ہوگا کہ "شہود شہر" موجود ہے، مگر مسلسل روزہ رکھنا ممکن نہیں کہ ایک تو صوم وصال شرعاً ممنوع ہے، دوسرے یہ باعث حرج عظیم ہے۔ وہاں کے لیے حکم ہوگا کہ مسلمان ان دنوں کے روزوں کی قضا نارمل دنوں میں رکھیں، ارشاد باری ہے: لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا۔

نیز ارشاد باری ہے: فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ۔

ان کے دلائل یہ ہیں:

(۱) جن بلاد میں سورج غروب ہوتے ہی فجر طلوع کر آئے یا سورج زیر افق جائے ہی نہ، وہاں یہ نہیں کہا جا سکتا کہ آدمی مسلسل روزے رکھے کہ اس طرح انسان ہلاک یا ہلاکت کے قریب پہنچ

جائے گا۔ اگر وجوب صوم کا قول کیا جائے تو تین ہی صورتیں ممکن ہیں:

(۱) تقدیر باقرب البلاد جیسا کہ شوافع بھی اسی کے قائل ہیں۔

(۲) تقدیر وقت، یعنی اتنا وقت فرض کر لیا جائے اور مان لیا جائے کہ اس میں کھانے پینے سے فراغت حاصل کر سکے۔

(۳) لوگوں کو صرف قضا کا حکم دیا جائے، ادا کا نہیں۔

رد المحتار میں ہے:

"لَمْ أَرَ مَنْ تَعَرَّضَ عِنْدَنَا لِحُكْمِ صَوْمِهِمْ فِيمَا إذَا كَانَ يَطْلُعُ الْفَجْرُ عِنْدَهُمْ كَمَا تَغِيبُ الشَّمْسُ أَوْ بَعْدَه بِزَمَانٍ لَا يَقْدِرُ فِيه الصَّائِمُ عَلَى أَكْلِ مَا يُقِيمُ بِنْيَتَه، وَلَا يُمْكِنُ أَنْ يُقَالَ بِوُجُوبِ مُوَالَاة الصَّوْمِ عَلَيهِمْ؛ لِأَنَّه يُؤَدِّي إلَى الْهلَاكِ. فَإِنْ قُلْنَا بِوُجُوبِ الصَّوْمِ يَلْزَمُ الْقَوْلُ بِالتَّقْدِيرِ، وَهلْ يُقَدَّرُ لَيْلُهمْ بِأَقْرَبِ الْبِلَادِ إلَيْهمْ كَمَا قَالَه الشَّافِعِيَّة هنَا أَيْضًا، أَمْ يُقَدَّرُ لَهمْ بِمَا يَسَعُ الْأَكْلَ وَالشُّرْبَ، أَمْ يَجِبُ عَلَيْهِم الْقَضَاءُ فَقَطْ دُونَ الْأَدَاءِ؟ كُلٌّ مُحْتَمَلٌ، فَلْيُتَأَمَّلْ. وَلَا يُمْكِنُ الْقَوْلُ هنا بِعَدَمِ الْوُجُوبِ أَصْلًا كَالْعِشَاءِ عِنْدَ الْقَائِلِ بِه فِيها؛ لِأَنَّ عِلَّة عَدَمِ الْوُجُوبِ فِيها عِنْدَ الْقَائِلِ بِه عَدَمُ السَّبَبِ، وَفِي الصَّوْمِ قَدْ وُجِدَ السَّبَبُ وَهوَ شُهودُ جُزْءٍ مِنْ الشَّهرِ وَطُلُوعُ فَجْرِ كُلِّ يَوْمٍ، هذَا مَا ظَهرَ لِي، وَاللهُ تَعَالَى أَعْلَمُ."

(ج:۲، ص:۲۳، ۲۴)

❷ امام احمد رضا قدس سرہ نے بھی فرمایا کہ قضا کا حکم دیا جانا ہی فقہ سے قریب ہے۔ وہ رقم طراز ہیں:

"أقول: القضاء هو الفقه إذ إباحة الأكل للصائم بعد طلوع الفجر قصدا غير معهود فى الشرع، ثم فيه جمع شىء مع المنافى." (جد الممتار، ج: ۲، ص: ۵۰)

مولانا محمد عابد رضا برکاتی مصباحی نے ایک صورت اور ذکر کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

ان بلاد کے لیے دو صورتیں نظر آتی ہیں: ۱۔ وہ اقرب البلاد کا اعتبار کریں، تاکہ ان کو کھانے پینے کا کچھ وقت مل جائے جس میں وہ آسانی سے کھا پی سکیں اور آرام سے بغیر مشقت کے روزہ رکھ سکیں۔ ۲۔ وہ ان دنوں میں روزہ نہ رکھ کر دوسرے ایام میں ان کی قضا کریں۔

یہ ہے اس موضوع سے متعلق ۱۸۰ر صفحات پر مشتمل بائیس مقالات کا ایک مختصر جائزہ۔ اب اس کی روشنی میں درج ذیل امور تنقیح طلب معلوم ہوتے ہیں۔

تنقیح طلب امور

❶ جہاں بعض ایام میں حنفی عشا کا وقت کافی تاخیر سے آتا ہے اور لوگوں کا اتنی دیر تک جاگنا باعث مشقت ہے، وہاں کے لیے نماز عشا کے بارے میں حکم شرعی کیا ہے؟۔ (مشقت برداشت کر کے حنفی عشا کے وقت کا انتظار۔ یا۔ صاحبین کے قول پر عمل کا حکم)

❷ جہاں حنفی وقت عشا داخل ہی نہیں ہوتا اور صاحبین کے مذہب پر کافی دیر میں آتا ہے، وہاں کے لیے نماز عشا کے بارے میں حکم شرعی کیا ہے؟۔ (صاحبین کے قول پر عمل اگرچہ مشقت ہو۔ یا۔ امام مالک/امام شافعی کے مذہب کی طرف عدول)۔

❸ جہاں قلیل مقدار میں وقت مغرب ملتا ہے، پھر صبح صادق طلوع ہو جاتی ہے یا آفتاب غروب ہوتے ہی طلوع ہو جاتا ہے، وہاں کے لیے نماز عشا کے بارے میں حکم شرعی کیا ہے؟

(مذہب امام مالک پر عشا و وتر پڑھنا۔ یا وقت معلوم نہ ہو پانے کی وجہ سے عشا و وتر کی قضا کرنا)۔

❹ جہاں مغرب، عشا اور فجر کا وقت داخل ہی نہیں ہوتا، وہاں کے لیے ان نمازوں کے بارے میں حکم شرعی کیا ہے؟

(یہ نمازیں یکسر ساقط ہیں۔ــــ یا ــــ نمازیں فرض ہیں، تقدیر کر کے ادا کریں۔ــــ یا ــــ نمازیں فرض ہیں، لیکن وقت معلوم نہ ہو پانے کی وجہ سے ان کی قضا لازم ہے)۔

❺ زائد العرض بلاد میں جہاں بعض ایام میں شفق ابیض، بلکہ کبھی احمر بھی غائب نہیں ہوتی یعنی رات بھر اجالا برقرار رہتا ہے، وہاں آغاز صوم اور آغاز وقت فجر کب سے مانا جائے؟

(کیا وہاں تنصیف اللیل کا فارمولہ نافذ ہو سکتا ہے؟)

❻ جن بلاد میں سورج ڈوبتے ہی فجر طلوع کر آئے یا سورج زیر افق جائے ہی نہیں، وہاں مسلمانوں پر ان ہی ایام میں روزہ رکھنا لازم ہے یا دوسرے ایام میں قضا کرنے کا حکم ہے؟

❼ مذکورہ صورتیں کن بلاد کی ہیں، ان کے نام کیا ہیں، ان کا عرض البلد کیا ہے، اگر وہاں آفتاب طلوع ہوتا ہے تو اس کے طلوع و غروب کے درمیان کتنا وقت رہتا ہے؟

خلاصۂ مقالات

بعنوان

حج کے جدید مسائل

مولانا دستگیر عالم مصباحی

نحمده و نصلي على رسوله الكريم

مجلس شرعی جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے ۲۶؍ویں فقہی سیمینار کے لیے منتخب دو موضوعات میں سے ایک موضوع ہے **"حج کے جدید مسائل"** اس موضوع پر کل ۳۲؍علماے کرام کے مقالات مجلس کو موصول ہوئے جن کے کل صفحات کی مجموعی تعداد ۲۵۷؍ ہے۔

اس عنوان کے تحت چار موضوعات ہیں جن میں ایک موضوع کا سوال نامہ مفتی محمد نسیم مصباحی، استاذ و مفتی جامعہ اشرفیہ نے اور باقی تین کے سوال نامے مولانا محمد ناصر حسین مصباحی استاذ جامعہ اشرفیہ نے مرتب کیے ہیں۔

ہم فی الحال تین موضوعات کے مقالوں کا خلاصہ پیش کرتے ہیں:

پہلا موضوع

حالتِ احرام میں فضائی آلودگی سے بچنے کے لیے ماسک پہننے کا حکم

سوال(۱): دھول، دھواں اور مضر فضائی آلودگیوں سے بچنے کے لیے کیا حالت احرام میں ایک محرم کو چہرے پر ماسک لگانے کی شرعاً اجازت ہے؟ خصوصاً جب کہ وہ الرجی کا مریض ہو۔

اس سوال کے جواب میں علماے کرام کے دو نظریے سامنے آئے۔

پہلا نظریہ: یہ ہے کہ گرد و غبار سے الرجی وغیرہ پریشانیوں کے باوجود ماسک پہننا جائز نہیں۔ یہ نظریہ مفتی عبد الرحیم اکبری کا ہے، مولانا محمد انور نظامی نے بھی بغیر کسی تفصیل کے مطلقاً عدم جواز کا قول کیا ہے۔

مفتی عبد الرحیم اکبری لکھتے ہیں:

مذکورہ پریشانیوں اور نقصانات سے بچنے کے لیے حالت احرام میں ایک محرم کو چہرے پر ماسک لگانے کی شرعاً اجازت نہیں ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے سوال پوچھا گیا: سرما میں سوا ے چادر احرام کے کوئی کمبل وغیرہ اوپر اوڑھ سکتا ہے اگر نہیں تو صدمہ سرما سے محفوظ رہنے کی کیا صورت ہے؟ اس کے جواب میں دو تدبیریں پیش فرمائیں، دوسری تدبیر یہ ہے:

ثانیاً: یہاں یا بمبئی سے دالان کی شکل کی ایک چیز کھپچیوں کی بنوائے جس کی تین دیواریں ہوں ہر ایک آدھ گز قدرے زائد کی، اوپر چھت بنی ہو اور دروازہ اور زمین بالکل خالی ہو۔ تینوں دیواروں اور چھت کو روئی وغیرہ جس سے چاہیں منڈھ لیں سوتے وقت سرہانے اس مکان کو رکھ کر سر اس کے دروازے سے داخل کریں کہ چہرہ اس کے سائے میں رہے باقی بدن پر کپڑا ڈال لیں اب اس مکان کی وجہ سے سر ہوائے سرد سے محفوظ بھی ہو گیا اور سر کا چھپانا بھی لازم نہ آیا۔

في الدر المختار من فصل الإحرام لا يتقى (أي المحرم) الاستحمام و الاستظلال ببيت و محمل لم يصب رأسه أو وجهه فلو أصاب أحدهما كره اه و فيه أيضًا قالوا لو دخل تحت ستر الكعبة فأصاب رأسه أو وجهه كره و إلّا لا بأس به."

(فتاوی رضویہ ج:۴، ص:۶۶۷، رضا اکیڈمی بمبئی)

[مقالہ مفتی عبد الرحیم اکبری ص:۱۶، ۱۷]

دوسرا نظریہ: یہ ہے کہ الرجی وغیرہ پریشانیوں کی وجہ سے محرم کو ماسک پہننا جائز ہے، وہ گنہ گار نہ ہوگا لیکن کفارہ بہر حال لازم ہوگا۔

یہ نظریہ باقی تمام علماے کرام کا ہے۔

ان میں کچھ حضرات نے کفارے کی کوئی تفصیل نہیں ذکر کی مگر اکثر حضرات نے اس کی تفصیل بھی بیان کی ہے بعض نے کم اور بعض نے تو اس کی پوری تفصیل کا حق ادا کر دیا ہے۔——— وہ تفصیل کچھ اس طرح ہے:

ماسک جو کم از کم ایک چوتھائی چہرے کو چھپا لیتا ہے اگر معذور

نے اسے ایک دن یا رات یعنی چار پہر یا زائد تک پہنا تو کفارات ثلاثہ یعنی "دم، چھ مسکینوں کو صدقہ دینا اور تین روزے رکھنا" میں سے کسی ایک کو اختیار کرنا ہے۔ اور پورے حالت احرام میں ایک عذر کی وجہ سے بار بار پہننے کی صورت میں ایک ہی کفارہ ہوگا جب کہ اتارنے کے وقت پھر آئندہ نہ پہننے کا عزم نہ ہو اور اگر آئندہ نہ پہننے کا عزم کرکے اتارا مگر پھر پہن لیا تو جتنی بار ایسا کرے گا اتنے کفارے ہوں گے۔

● المسلک المتقسط میں ہے:

" لو غطّی جمیع رأسه أو وجهه بمخیط أو غیره یومًا و لیلة و کذا مقدار أحدهما فعلیه دم بلا خلاف والربع منهما کالکل وهو الصحیح علی ما قال غیر واحد. اهـ." (المسلک المتقسط ص ۲۰۶)

● مجمع الانہر میں ہے:

لولبس المخیط ودام علیه أیاما أوکان ینزعه لیلا ویعاودہٗ نهارا أوعکسه یلزمه دم واحد مالم یعزم علی الترک عندالنزع، فإن عزم ثم لبس تعدد الجزاء . ا ھ

(مجمع الأنهر شرح ملتقی الابحر ج ۱ ص ۲۹۲)

● فتاویٰ عالم گیری میں ہے:

وإن کان یلبسه بالنهار و ینزعه باللیل من غیر أن یعزم علی الترک فلا یجب علیه إلادم واحد بالإجماع هکذا فی شرح الطحاوي . اھ

(فتاویٰ عالم گیری مع خانیه ج ۱ ص ۲۴۲)

● مناسک العلامۃ الکرمانی میں ہے:

کل ماهو محظور الإحرام إذا فعله المحرم بعذر فعلیه أیُّ الکفارات شاء، من صدقة أوصیام اونسک کمانص الله فی محکم تنزیله "فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ بِهٖٓ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ " فالنسک هوالشاة والصیام ثلاثة أیام، والصدقة إطعام ستة مساکین، لکل مسکین نصف صاع من بر. وقد قال صلی الله علیه وسلم لکعب بن عجرة أتوذیک هوامّ راسک ؟ قال : نعم، قال : احلق واذبح شاة، أوصم ثلاثة أیام، أو أطعم ستة مساکین لکل واحد منهم نصف صاع من بر. ا ھ(المسالک فی المناسک المعروف بمناسک الکرمانی ج ۲ ص ۷۲۰)

● ردالمختار میں ہے:

جمیع محظورات الإحرام إذا کان بعذر ففیه الخیارات الثلاثة کمافی المحیط قهستانی . ومن الأعذار: الحمی، والبرد والجرح والقرح والصداع والشقیقة والقمل، ولایشترط دوام العلة ولا أداء ها إلی التلف بل وجودهامع تعب و مشقة یبیح ذلک . ا ھ (ردالمحتارج ۲ ص ۲۲۷ باب الجنایا/ کتاب الحج)

● فتاویٰ عالم گیری میں ہے:

فی کل موضع إذا فعل مختارا یلزمه الدم کاللبس والحلق والتطیب والقلم، إذا فعل ذلک بعلة أو ضرورة فعیله أیُّ الکفارات شاء کذافی شرح الطحاوی، وذلک إما النسک أو الصدقة أوالصوم، فإن اختارالنسک ذبح فی الحرم کذا فی المحیط، وإن ذبح فی غیرالحرم لایجوز عن الذبح إلا إذا تصدق بلحمه علی ستة مساکین علی کل واحد منهم قیمة نصف صاع من الحنطة کذا فی شرح الطحاوی، وإن اختار الصوم صام ثلاثة أیام فی أی مکان شاء کذا فی المحیط إن شاء تابع وإن شاء فرق کذا فی شرح الطحاوی وإن اختار الصدقة تصدق بثلاثة أصوع حنطة علی ستة مساکین لکل مسکین نصف صاع، والأ فضل أن یتصدق علی فقراء مکة ولو تصدق علی غیر فقراء مکة جاز کذافی المحیط . ا ھ (فتاویٰ عالم گیر مع خانیه ج ۱ ص ۳٤٤ باب الجنایات/ کتاب الحج)

● بدائع الصنائع میں ہے:

المحرم إذا مرض أو أصابته الحمی وهو یحتاج الی لبس الثوب فی وقت و یستغنی عنه فی وقت فعلیه کفارة واحدة مالم تزل عنه تلک العلة لحصول اللبس علی جهة واحدة، ولوزالت عنه تلک الحمی وأصابته حمی أخری أو زال عنه ذلک المرض وجاء مرض آخر فعلیه کفارتان سواء کفر للأول أولم یکفرفی

قول أبي حنيفة وأبي يوسف. ١ھ

(بدائع الصنائع ج ٢ ص ٤١٤ كتاب الحج محظورات الاحرام)

● فتاوی عالم گیری میں ہے:

"ولو غطّى المحرم رأسه أو وجهه يومًا فعليه دم وإن كان أقل من ذلك فعليه صدقة كذا في الخلاصة إذا غطى ربع رأسه فصاعدًا يومًا فعليه دم و إن كان أقل من ذلك فعليه صدقة هكذا ذكر في المشهور. (فتاوى عالمگيرى، ص: ٢٤٢، ج: ١)

● فتاوی رضویہ میں ہے:

"جہاں دم کا حکم ہے وہ جرم اگر بیماری یا سخت گرمی یا شدید سردی یا زخم یا پھوڑے یا جُوؤں کے ایذا کے باعث ہوگا تو اسے جرم غیر اختیاری کہتے ہیں اس میں اختیار ہوگا کہ دم کے بدلے چھ مسکینوں کو ایک ایک صدقہ دے دے یا تین روزے رکھ لے۔ اور اگر اس میں صدقہ کا حکم ہے اور بہ مجبوری کیا تھا اختیار ہوگا کہ صدقے کے بدلے ایک روزہ رکھ لے۔" (فتاوی رضویہ جلد چہارم، ص:۷۱۵)

● بہار شریعت میں ہے:

"مرد یا عورت نے منھ کی ٹکلی ساری یا چہارم چھپائی یا مرد نے پورا یا چہارم سر چھپایا تو چار پہر یا زیادہ لگاتار چھپانے میں دَم ہے اور کم میں صدقہ اور چہارم سے کم کو چار پہر تک چھپایا تو صدقہ ہے اور چار پہر سے کم میں کفارہ نہیں مگر گناہ ہے۔" (بہار شریعت، ص:۹۲، ج:۲)

مولانا محمد الیاس مصباحی اور مولانا ازہار احمد امجدی ازہری نے "خزانۃ الاکمل" کے حوالے سے یہ لکھا ہے کہ صدقہ کا حکم چار پہر سے کم سے لے کر ایک گھنٹے تک پہننے کی صورت میں ہے اور اگر ایک گھنٹے سے بھی کم پہنا تو صرف ایک مٹھی گیہوں صدقہ کرنا ہے۔

● رد المحتار میں ہے:

قوله (يوما كاملا أو ليلة) الظاهر أن المراد مقدار أحدهما فلو لبس من نصف النهار إلى نصف الليل من غير انفصال أو بالعكس لزمه دم كما يشير إليه قوله "وفي الأقل صدقة" شرح اللباب (قوله وفي الأقل صدقة) أي نصف صاع من بر وشمل الأقل الساعة الواحدة أي الفلكية وما دونها **خلافا لما في خزانة الأكمل أنه في ساعة نصف صاع وفي أقل من ساعة قبضة من بر.** اهـ. (رد المحتار ج: ٣، ص: ٥٧٧، كتاب الحج، باب الجنايات)

دوسرا موضوع

حالتِ احرام میں خوشبودار اشیا کے استعمال کا حکم

سوال (۲): کیا محرم کے لیے شرعًا اس بات کی اجازت ہے کہ وہ نظافت و طہارت کے لیے خوشبودار صابن، شیمپو، پاوڈر، ٹشو پیپر وغیرہ کا استعمال کرے؟

اس سوال کے جواب میں مقالہ نگار حضرات کی دو رائیں ہیں:

پہلی رائے: یہ ہے کہ ان اشیا کے استعمال میں کوئی حرج نہیں۔ یہ رائے آٹھ حضرات کی ہے:

ان حضرات کی دلیل کا ماحصل یہ ہے کہ معلومات کے مطابق ٹشو پیپر کے علاوہ باقی تمام اشیا کو بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ ان کے اجزا کو خوشبو ڈال کر پکایا جاتا ہے یا بغیر خوشبو ڈالے ہوئے پہلے اجزا کو پکا دیا جاتا ہے اس کے بعد جب اس کی حرارت ۴۰/ ڈگری تک آجاتی ہے تب اس میں خوشبو ڈالی جاتی ہے، بہر حال اس دوسری صورت میں بھی آگ کا عمل اس میں ہوتا ہے اور جب کسی چیز میں خوشبو ڈال کر عمل بالنار کیا جائے تو وہ شرعًا مستہلک سمجھی جاتی ہے اگر چہ اس سے خوشبو محسوس ہو۔ لہٰذا ان اشیا کے استعمال میں کوئی حرج نہیں۔ البتہ شیمپو سے جوئیں مرتی ہیں اور بال نرم ہوتے ہیں اس لیے اس کے استعمال میں صدقہ ہے۔ لیکن یہ سارا حکم اس وقت ہے جب کہ خوشبو سے قطع نظر صرف نظافت مقصود ہو اور اگر خوشبو حاصل کرنا مقصود ہو تو مکروہ ہوگا۔

اور ٹشو پیپر اگر تر ہو تو خوشبو لگنے کا حکم ہوگا۔

● بدائع الصنائع میں ہے:

وَقَدْ قَالَ أَصْحَابُنَا : إِنَّ الْأَشْيَاءَ الَّتِي تُسْتَعْمَلُ فِي الْبَدَنِ عَلَى ثَلَاثَةِ أَنْوَاعٍ : نَوْعٌ هُوَ طِيبٌ مَحْضٌ مُعَدٌّ لِلتَّطَيُّبِ بِهِ كَالْمِسْكِ وَالْكَافُورِ، وَالْعَنْبَرِ وَغَيْرِ ذَلِكَ، وَتَجِبُ بِهِ الْكَفَّارَةُ عَلَى أَيِّ وَجْهٍ اُسْتُعْمِلَ حَتَّى قَالُوا : لَوْ دَاوَى عَيْنَهُ بِطِيبٍ تَجِبُ عَلَيْهِ الْكَفَّارَةُ ؛ لِأَنَّ الْعَيْنَ عُضْوٌ كَامِلٌ اسْتَعْمَلَ فِيهِ الطِّيبَ فَتَجِبُ الْكَفَّارَةُ ،

وَنَوْعٌ لَيْسَ بِطِيبٍ بِنَفْسِهِ وَلَا فِيهِ مَعْنَى الطِّيبِ ، وَلَا يَصِيرُ طِيبًا بِوَجْهٍ كَالشَّحْمِ فَسَوَاءٌ أُكِلَ أَوْ أُدُّهِنَ بِهِ أَوْ جُعِلَ فِي شِقَاقِ الرِّجْلِ لَا تَجِبُ الْكَفَّارَةُ . وَنَوْعٌ لَيْسَ بِطِيبٍ بِنَفْسِهِ لَكِنَّهُ أَصْلُ الطِّيبِ ، يُسْتَعْمَلُ عَلَى وَجْهِ الطِّيبِ، وَ يُسْتَعْمَلُ عَلَى وَجْهِ الْإِدَامِ كَالزَّيْتِ وَالشَّيْرَجِ ، فَيُعْتَبَرُ فِيهِ الِاسْتِعْمَالُ ، فَإِنْ اُسْتُعْمِلَ اسْتِعْمَالَ الْأَدْهَانِ فِي الْبَدَنِ يُعْطَى لَهُ حُكْمُ الطِّيبِ ، وَإِنْ اُسْتُعْمِلَ فِي مَأْكُولٍ أَوْ شِقَاقِ رِجْلٍ لَا يُعْطَى لَهُ حُكْمُ الطِّيبِ كَالشَّحْمِ.

وَلَوْ كَانَ الطِّيبُ فِي طَعَامٍ طُبِخَ وَتَغَيَّرَ ، فَلَا شَيْءَ عَلَى الْمُحْرِمِ فِي أَكْلِهِ ، سَوَاءٌ كَانَ يُوجَدُ رِيحُهُ أَوْ لَا ؛ لِأَنَّ الطِّيبَ صَارَ مُسْتَهْلَكًا فِي الطَّعَامِ بِالطَّبْخِ ، وَإِنْ كَانَ لَمْ يُطْبَخْ يُكْرَهُ إذَا كَانَ رِيحُهُ يُوجَدُ مِنْهُ وَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ ؛ لِأَنَّ الطَّعَامَ غَالِبٌ عَلَيْهِ، فَكَانَ الطِّيبُ مَغْمُورًا مُسْتَهْلَكًا فِيهِ، وَإِنْ أَكَلَ عَيْنَ الطِّيبِ غَيْرَ مَخْلُوطٍ بِالطَّعَامِ فَعَلَيْهِ الدَّمُ إذَا كَانَ كَثِيرًا. (بدائع الصنائع ج: ۵، ص: ۱۳۳، ۱۳۴، کتاب الحج ، فصل تطیب المحرم، مکتبہ شاملہ)

● *المبسوط للسرخسی میں ہے:*

فأما إذا جعل في الطعام فقد صار مستهلكا فيه إن كان في طعام قد مسته النار وإن كان في طعام لم تمسه النار مثل الملح وغيره فلا بأس به أيضا لأنه صار مغلو با فيه والمغلوب كالمستهلك إلا أن يكون الزعفران غالبا على الملح فحينئذ هو والزعفران البحت سواء. (المبسوط للسرخسي ج: ۵، ص: ۲۵۱، کتاب المناسك، باب الدهن و الطيب، مکتبہ شاملہ)

● ردالمحتار میں ہے:

قَوْلُهُ : (بِالْخِطْمِيِّ) بِكَسْرِ الْخَاءِ نَبْتٌ مَشْهُورٌ وَالْمُرَادُ الْغَسْلُ بِمَاءٍ مُزِجَ فِيهِ كَمَا فِي الْقُهُسْتَانِيِّ (قَوْلُهُ لِأَنَّهُ طِيبٌ إلَخْ) أَشَارَ إلَى الْخِلَافِ فِي عِلَّةِ وُجُوبِ اتِّقَائِهِ فَالْوُجُوبُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، وَإِنَّمَا الْخِلَافُ فِي عِلَّتِهِ وَفِي مُوجِبِهِ فَيَتَّقِيهِ عِنْدَ الْإِمَامِ لِأَنَّ لَهُ رَائِحَةً طَيِّبَةً وَإِنْ لَمْ تَكُنْ زَكِيَّةً وموجبه دَمٌ وَعِنْدَهُمَا لِأَنَّهُ يَقْتُلُ الْهَوَامَّ وَ يُلَيِّنُ الشَّعْرَ وَمُوجَبُهُ صَدَقَةٌ وَمَنْشَأُ الْخِلَافِ الِاشْتِبَاهُ فِيهِ وَلِذَا قَالَ بَعْضُهُمْ: لَا خِلَافَ فِي خِطْمِيِّ الْعِرَاقِ لِأَنَّ لَهُ رَائِحَةً طَيِّبَةً أَفَادَهُ فِي النَّهْرِ (قَوْلُهُ بِخِلَافِ صَابُونٍ) فِي جِنَايَاتِ الْفَتْحِ لَوْ غَسَلَ بِالصَّابُونِ وَالْحُرُضِ لَا رِوَايَةَ فِيهِ وَقَالُوا لَا شَيْءَ فِيهِ لِأَنَّهُ لَيْسَ بِطِيبٍ وَلَا يَقْتُلُ اهـ وَمُقْتَضَى التَّعْلِيلِ عَدَمُ وُجُوبِ الدَّمِ وَالصَّدَقَةِ اتِّفَاقًا، وَلِذَا قَالَ فِي الظَّهِيرِيَّةِ: وَأَجْمَعُوا أَنَّهُ لَا شَيْءَ عَلَيْهِ اهـ وَمِثْلُهُ فِي الْبَحْرِ، وَكَذَا فِي الْقُهُسْتَانِيِّ عَنْ شَرْحِ الطَّحَاوِيِّ فَافْهَمْ (قَوْلُهُ وَدَلُوكٍ) بِفَتْحِ الدَّالِ، قِيلَ هُوَ نَبْتٌ بِأَرْضِ الْحِجَازِ مَعْرُوفٌ كَالْأُشْنَانِ غَيْرَ أَنَّهُ أَسْوَدُ وَالْأُشْنَانُ أَبْيَضُ يُرَطِّبُ الْبَدَنَ وَ يُزِيلُ الْحِكَّةَ وَالْجَرَبَ (قَوْلُهُ وَأُشْنَانٍ) قِيلَ هُوَ بِضَمِّ الْهَمْزَةِ وَكَسْرِهَا كَمَا فِي الْقَامُوسِ، وَ يُسَمَّى حَرَضًا أَيْضًا (قَوْلُهُ وَسِدْرٍ) هُوَ وَرَقُ النَّبْقِ ح (قَوْلُهُ وَهُوَ مُشْكِلٌ) فَإِنَّ السِّدْرَ كَالْخِطْمِيِّ يَقْتُلُ الْهَوَامَّ، وَ يُلَيِّنُ الشَّعْرَ فَكَانَ يَنْبَغِي وُجُوبُ الصَّدَقَةِ عِنْدَهُمَا كَمَا فِي الْمِنَحِ وَالصَّابُونُ وَالْأُشْنَانُ فِيهِمَا ذَلِكَ أَيْضًا رَحْمَتِيٌّ زَادَ غَيْرُهُ أَنَّ لِلصَّابُونِ طِيبَ رَائِحَةٍ. قُلْت: وَفِيهِ نَظَرٌ فَقَدْ عَلِمْت الِاتِّفَاقَ عَلَى أَنْ لَا شَيْءَ فِيهِ مِنْ دَمٍ وَلَا صَدَقَةٍ لِأَنَّهُ لَيْسَ بِطِيبٍ وَلَا يَقْتُلُ فَافْهَمْ. (رد المحتار ج: ۸، ص: ۲۱۷، فصل في الإحرام، دار الفكر بيروت)

دوسری رائے: یہ ہے کہ مذکورہ اشیا کا استعمال محرم کے لیے ناجائز ہے۔ یہ رائے ۱۷ر علماے کرام کی ہے:

ان حضرات کی دلیل یہ ہے کہ مذکورہ اشیا کو اس طرح تیار کیا جاتا ہے کہ ان کے اجزا کو پہلے پکایا جاتا ہے اس کے بعد جب ان کی حرارت کم ہوکر ۴۰ر ڈگری تک آجاتی ہے تب ان میں خوشبو ڈالی جاتی ہے اور اس طرح کرنے سے خوشبو کو مستھلک قرار نہیں دیا جا سکتا، لہٰذا یہ چیزیں ان اشیا کے حکم میں ہوں گی جن کے کثیر اجزا میں قلیل خوشبو ملادی جائے۔ اور ان کا حکم صدقہ ہے۔

● *ہدایہ میں ہے:*

”ولا يلبس ثوبا مصبوغا بورس ولا زعفران

ولا عصفر لقوله عليه الصلاة والسلام : لا يلبس المحرم ثوبا مسه زعفران ولا ورس ، إلا أن يكون غسيلا.

● فتاوی ہندیہ میں ہے:

ولو ادهن بدهن فإن كان الدهن مطيبا كدهن البنفسج وسائر الأدهان التي فيها الطيب فعليه دم إذا بلغ عضوا كاملا ، وإن كان غير مطيب بأن ادهن بزيت وشيرج فعليه دم في قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى كذا في البدائع.

(الفتاوى الهندية ج: ١، ص: ٢٤١، كتاب المناسك)

● بدائع الصنائع میں ہے:

"فإن غسل رأسه و لحيته بالخطمي فعليه دم في قول أبي حنيفة، و لأبي حنيفة : إن الخطمي طيب لأن له رائحة طيبة فيجب به الدم كسائر أنواع الطيب و لأنه يزيل الشعث و يقتل الهوام فأشبه الحلق."

(ملتقطاً ، بدائع الصنائع ج: ٣، ص: ٢٢٢، كتاب الحج، باب فيما يرجع إلى الطيب، دار الكتب العلمية، بيروت)

● مناسک ملا علی قاری میں ہے:

"و في المنتقى إذا غسل المحرم يده بأشنان فيه طيب ، فإن كان إذا نظر إليه ، قالوا: هذا أشنان فعليه صدقة و إن قالوا: هذا طيب فعليه دم. انتهى.

(مناسك الملا علي قاري ص: ٣١٧).

● اور اسی میں ہے:

"و أمّا التطيب فهو إلصاق الطيب ببدنه أو ثوبه ... و المراد بالإلصاق، اللصوق و التعلق بحسب الريح، لا بالتصاق جزء الطيب، و لهٰذا لو ربط بثوبه مسكا أو نحوه يجب الجزاء و لو ربط العود لم يجب، لوجود الإلصاق في الأول دون الثاني. (مناسك الملا علي القاري ، ص: ٣١٢)

● فتاوی ہندیہ میں ہے:

ولو غسل المحرم بأشنان فيه طيب فإن كان من رآه سماه أشنانا كان عليه الصدقة ، وإن كان سماه طيبا كان عليه الدم ، كذا في فتاوى قاضي خان في فصل ما يجب بلبس المخيط.

(الفتاوى الهندية ، ج: ١ ، ص: ٢٤١)

● ردالمحتار میں ہے:

اعلم أن خلط الطيب بغيره على وجوه، لأنه إما أن يخلط بطعام مطبوخ أو لا ففي الأول:لا حكم للطيب سواء كان غالبا أم مغلوبا، وفي الثاني : الحكم للغلبة إن غلب الطيب وجب الدم، وإن لم تظهر رائحته كما في الفتح، وإلا فلا شيء عليه غير أنه إذا وجدت معه الرائحة كره...

وأما إذا خلط بما يستعمل في البدن كأشنان ونحوه، ففي شرح اللباب عن المنتقى: إن كان إذا نظر إليه قالوا هذا أشنان فعليه صدقة، وإن قالوا هذا طيب عليه دم. (رد المحتار ج: ٣، ص: ٥٧٦، ٥٧٧)

مگر مفتی ابرار احمد اعظمی **خوشبودار ٹوتھ پیسٹ اور صابن وشیمپو کے حکم میں فرق کرتے ہیں**، وہ لکھتے ہیں:

"محلِّ استعمال کے اعتبار سے خوشبودار چیزوں کے بدن پر لگانے، اور منہ سے گزارنے کے درمیان فرق ہے۔ مثال کے طور پر: ظاہر بدن پر استعمال ہونے والی خوشبودار چیزوں میں خواہ خوشبو غالب ہو یا مغلوب ہر صورت میں کفارہ واجب ہے۔ پھر اگر خوشبو غالب ہے تو دم ورنہ صدقہ واجب ہے۔ كما مرفى مسئلة غسل اليد للمحرم بالاشنان المخلوط بالطيب نقلا عن الخانية و غيرها من كتب الاسفار۔

اس کے بر خلاف کھانے اور پینے کی چیزوں میں خوشبو کے غلبہ کا اعتبار ہے۔ اگر خوشبو غالب ہے تو کفارہ اور مغلوب ہے تو کوئی کفارہ نہیں۔ جیسا کہ دو گرام نمک میں ایک گرام زعفران ملا کر کھایا تو کوئی کفارہ نہیں۔

● بدائع الصنائع میں ہے:

قالوا : فی الملح یجعل فیه الزعفران، إن کان الزعفران غالبا فعلیه الکفارة، لأن الملح یصیر تبعاله فلا یخرجه عن حکم الطیب، وإن کان الملح غالبا فلا کفارة علیه لأنه لیس فیه معنی الطیب. اھ

(بدائع الصنائع ج۲ ص٤١٦ کتاب الحج رما یرجع الی الطیب)

● مناسک الکرمانی میں ہے:

لو جعل الزعفران فی ملح فإن کان غالبا فعلیه الکفارة، وإن کان الملح غالبا فلا کفارة فیه لأن الحکم للغالب لاللمغلوب .اھ (مناسك الكرمانی ص٣٧٥)

نیز محقق علامہ شامی ماکول و مشروب کے تعلق سے غالب و مغلوب کی ایک طویل بحث کے بعد رقم طراز ہیں:

هذا حکم الماکول والمشروب وأما إذا خلط بما یستعمل فی البدن کالأشنان ونحوه، ففی شرح اللباب عن المنتقیٰ: إن کان إذا نظر إلیه قالوا : هذا اشنان فعلیه صدقة، وان قالوا : هذا طیب علیه دم.١ھ

(ردالمحتارج ٢ ص ٢٢٠ باب الجنایات/ کتاب الحج)

علامہ شامی کی مذکورہ عبارت سے بھی صاف ظاہر ہے کہ ماکول ومشروب میں ملی ہوئی خوشبو اور بدن پر استعمال کی جانے والی مخلوط خوشبو کے حکم میں فرق ہے کہ وہاں غالب کا اعتبار ہے اور یہاں غالب ومغلوب دونوں صورتوں میں کفارہ ہے۔

دوسری مثال: ظاہر بدن اور منھ کے تعلق سے فرق کی دوسری مثال یہ ہے کہ: سرمہ جو پسا ہوا ایک پتھر ہے اسے آنکھوں میں لگانے پر کوئی کفارہ نہیں، لیکن اگر اس میں کافور وغیرہ کوئی دوسری خوشبو مخلوط کردی گئی تو اس کے استعمال پر کفارہ واجب ہے کہ ظاہر بدن پر استعمال کی صورت میں خوشبو اگرچہ مغلوب ہو بہر حال موجب کفارہ ہے۔ حالاں کہ استعمال شدہ سرمہ کے اندر جس قدر قلیل خوشبو کی آمیزش ہے، اگر اسی قدر مشک، کافور، عنبر وغیرہ دوسری خوشبو پان کے ساتھ تمباکو میں ملا کر کھائی تو کوئی کفارہ نہیں، کیوں کہ جس خوشبودار چیز کے استعمال کا تعلق منھ سے ہے اس میں خوشبو کے غلبہ کا اعتبار ہے۔

● ولوالجیہ میں ہے:

لاباس بأن یکتحل المحرم بکحل لیس فیه طیب، لأن الکحل لیس الطیب، لأنه حجارة مدقوقة، فإن کان فیه طیب فعلیه صدقة إلا أن یکون مرارا فیکون علیه دم. ١ھ

(فتاویٰ الولوالجیه ج١ ص ٢٧٦، کتاب الحج)

الغرض: اس امر کی وضاحت کے بعد کہ بدن، اور منھ میں خوشبودار چیزوں کے استعمال میں فرق ہے ، اور یہ کہ منھ میں خوشبودار چیزوں کے استعمال سے کفارہ اس وقت واجب ہے، جب خوشبو کے اجزا غالب ہوں لہٰذا ٹوتھ پیسٹ اور دوسرے خوشبودار منجن کا وہی حکم ہونا چاہیے جو پان کے ساتھ خوشبودار تمباکو استعمال کرنے کا ہے۔ فان العبرة لو جوب الکفارة هٰهُنا للطیب الغالب ولم یوجد.

● فتاویٰ رضویہ میں ہے:

تمباکو کے قوام میں خوشبو ڈال کر پکائی گئی جب تو اس کا کھانا مطلقاً جائز ہے۔ اگرچہ خوشبو دیتی ہو، ہاں خوشبو ہی کے قصد سے اختیار کرنا کراہت سے خالی نہیں اور نظر جانب خوشبو نہ ہو بلکہ حسب عادت دیگر منافع تمباکو کی طرف ہو تو کچھ حرج نہیں، اور اگر بے پکائے خوشبو وغیرہ اس میں شامل ہو اور خوشبو دے رہا ہو جب بھی کفارہ کچھ نہیں البتہ کراہت ضرور ہے۔

لباب وشرح لباب میں ہے:

الطیب إذا خلطه بطعام قدطبخ فلا شئی علیه إتفاقا سواء یوجد ریحه أولا، لأنه بالخلط والطبخ یصیر مستهلكًا فلا یعتبر وجوده أصلاً و إن خالطه بمایو کل بلا طبخ کالزعفران بالملح، فالعبرة بالغلبة فإن کان الغالب الملح أی أجزاؤه لاطعمه ولونه فلاشيء علیه من الجزاء غیر أنه إذا کان رائحته موجودة کره أکله . ١ھ (فتاویٰ رضویه ج ٤ ص ٦٨٩ باب الجنایات فی الحج) (مقالہ مفتی ابرار احمد اعظمی)

ٹشو پیپر سے متعلق حضرت مفتی محمد نظام الدین رضوی صاحب نے یہ تفصیل فرمائی ہے:

ٹیشو پیپر دو طرح کے ہوتے ہیں خشک اور تر۔ ”خشک پیپر“

سے بھیگے ہاتھ، منہ اور ناک کو خشک کیا جاتا ہے۔ اس کی ایک قسم کلوخ کی جگہ استنجا میں بھی استعمال ہوتی ہے۔ اور "تر پیپر" کو منھ پر پھیر کر نیند وغیرہ دور کرتے اور اس سے ہاتھ صاف کرتے ہیں۔ یہ باریک کاغذ کا بنا ہوتا ہے اسے عربی میں "منديل ورقی" کہتے ہیں۔ یہ لکھنے کے کام میں نہیں آتا، بلکہ وہ اس لائق بھی نہیں ہوتا کہ اس پر لکھا جائے وہ بس منديل یا کلوخ کی جگہ استعمال ہونے کے لیے ہی وضع ہوا ہے۔

حکم شرعی:

حالت احرام میں "خشک ٹیشو پیپر" کا استعمال جائز ہے کیوں کہ اس میں خوشبو نہیں ہوتی اور عادۃً اس سے چہرہ یا منھ بھی نہیں چھپایا جاتا، فقہاے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تصریحات سے عیاں ہوتا ہے کہ جن چیزوں سے عادۃً چہرہ یا منھ چھپایا جاتا ہے انھی چیزوں سے چہرے یا منھ کو چھپانا ناجائز ہے جیسے کپڑا اور پنکھا وغیرہ۔ فتاوی عالمگیری میں سر کے تعلق سے یہ فقہی ضابطہ بیان کیا ہے:

ولو حمل المحرم شيئا على رأسه فإن كان من جنس ما لا يغطى به الرأس كالطست والأجانة و عدل بُرّ ونحوها فلا شيء عليه، وإن كان من جنس ما يغطى به الرأس من الثياب فعليه الجزاء كذا في المحيط.

محرم نے سر پر کوئی چیز اٹھائی اگر وہ ایسی شی کی جنس سے ہے جس سے سر نہیں ڈھانکا جاتا جیسے سینی، بھگونا، لگن اور گیہوں وغیرہ غلے کی بوری تو اس پر کچھ نہیں اور اگر وہ ایسی شی کی جنس سے ہے جس سے سر ڈھانکا جاتا ہے جیسے کپڑے تو اس پر کفارہ ہے، ایسا ہی محیط میں ہے۔

(الفتاوى الهندية، ص: ٢٤٢، ج: ١ الفصل الثاني في اللبس من باب جنايات الحج)

یہ ضابطہ چہرے کے بارے میں بھی جاری ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ امام احمد رضا قدس سرہ نے فتاوی رضویہ میں احرام کے سبب حرام ہونے والے کاموں میں ایک یہ بھی شمار فرمایا:

منھ یا سر کسی کپڑے وغیرہ سے چھپانا۔

(فتاوی رضویہ، ص:۶۹۶، ج:۴)

نیز فرماتے ہیں:

احرام میں منہ چھپانا عورت کو بھی حرام ہے، نامحرم کے آگے کوئی پنکھا وغیرہ منھ سے بچا ہوا سامنے رکھے"۔

(فتاوی رضویہ ص:۶۹۷، ج:۴)

ایسا ہی بہار شریعت حصہ ششم، ص:۴۵ اور ۴۷ میں ہے۔

اور ظاہر ہے کہ ٹیشو پیپر سے منھ یا چہرہ عادۃً نہیں چھپایا جاتا اس لیے حالت احرام میں اس کا استعمال مباح ہونا چاہیے۔ اور اگر ٹیشو پیپر تر ہو تو ہرگز اسے استعمال نہ کیا جائے کہ ایک تو اس میں الکحل یا اس نوع کی کسی چیز کی آمیزش ہوتی ہے جس کی وجہ سے کاغذ بھیگ تو جاتا ہے مگر سکڑ کر بیکار نہیں ہوتا، میرا گمان غالب یہی ہے۔ اس لیے اس صورت میں ہاتھ، منھ پونچھنے سے ناپاک ہو جائیں گے۔

دوسرے اس میں خوشبو کی آمیزش بھی ہوتی ہے پورے چہرے پر اس کے استعمال سے احتیاطاً وجوب دم کا حکم ہوگا، اور چہرے کے کچھ حصے پر ہو تو صدقہ کا حکم ہوگا۔ فتاوی عالم گیری میں ہے:

ولو مسَّ طيبا فلزق به مقدار عضو كامل وجب الدم سواء قصد التطيب أو لم يقصد. وإن كان أقل من ذلك فعليه صدقة. (فتاوي عالم گيري، ج: ١، ص: ٢٤١، الباب الثامن في الجنايات، الفصل الأول فيما يجب بالتطيب) والله تعالى أعلم

(مقالہ حضرت مفتی صاحب)

تیسرا موضوع

حالتِ احرام میں مختلف مقامات پر بسی ہوئی خوشبو سے بچنے یا نہ بچنے کا حکم

سوال (۳): احرام باندھنے کے بعد طیارہ، ایرپورٹ، بس اور مسجد حرام کی خوشبوؤں سے بچنے کے لیے محرم کیا کرے، اگر ان مقامات کی خوشبوؤں سے اس کا کپڑا یا بدن کا کوئی حصہ قصداً یا بلا قصد خوشبودار ہو گیا تو اس کے لیے کیا حکم ہے؟

اس سوال کے جواب میں علماے کرام کی تین رائیں ہیں:

پہلی راے: یہ ہے کہ جس محلول کا چھڑکاو کرکے جہاز، بس اور

مسجد کی صفائی کی جاتی ہے وہ خوشبو ہی نہیں ہوتا۔ اور اگر ہو بھی تو پانی میں ملا دیے جانے کی وجہ سے مغلوب ہوگا اور اعتبار غالب کا ہوتا ہے اس لیے اس کے بدن یا کپڑے پر لگ جانے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

یہ راے صرف دو علماے کرام مولانا شہاب الدین مصباحی اور مولانا منظور احمد عزیزی کی ہے۔

دوسری راے: یہ ہے کہ اس خوشبو سے بچ پانا مشکل ہے اس لیے اس میں کوئی حرج نہیں ہونا چاہیے، یہ راے تین علماے کرام مولانا مسیح احمد قادری، مولانا عبد السلام رضوی اور مولانا قاضی فضل رسول مصباحی کی ہے۔

تیسری راے: یہ ہے کہ اگر صرف معطر فضا کی وجہ سے محرم کا بدن یا کپڑا معطر ہو جائے اور اس کا مقصد معطر کرنا نہ ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ اور اگر قصداً معطر کرے تو مکروہ ہوگا۔ اور اگر خوشبو کا جرم لگ جائے تو حکم کی وہ تفصیل ہوگی جو خوشبو لگنے میں ہوتی ہے۔

یہ راے باقی علماے کرام کی ہے۔ ان کے دلائل یہ ہیں:

● فتاوی عالمگیری میں ہے:

ولو دخل بيتا قد أجمر فعلق بثوبه رائحة فلا شيء عليه لأنه غير منتفع بعينه بخلاف ما لو استجمر ثوبه فعلق بثوبه فإن كان كثيرا فعليه دم ، وإن كان قليلا فعليه صدقة لأنه منتفع بعينه ، وإن لم يعلق به شيء منه فلا شيء عليه كذا في محيط السرخسي . (فتاوى عالمگیری ج: ۱، ص: ۲۴۱، كتاب المناسك، زكريا بك ڈپو)

● فتح القدیر میں ہے:

و لا بأس أن يجلس في حانوت عطار و لو دخل بيتا قد أجمر فيه فعلق بثوبه رائحة فلا شيء عليه. (فتح القدير ج: ۲، ص: ۲۳)

● فتاوی خانیہ میں ہے:

و لو دخل بيتًا قد بخر فيه و اتصل بثو به شيء من ذلك لا شيء عليه. (فتاوى خانيه ج: ۱، ص: ۲۸۷)

● بہار شریعت میں ہے:

”اگر ایسی جگہ گیا جہاں خوشبو سلگ رہی ہے اور اس کے کپڑے بھی بس گئے تو کچھ نہیں۔“ (بہار شریعت ج:۶، ص:۹)

● البنایہ شرح الہدایہ میں ہے:

” و إن دخل بيتًا قد أجمر فعلق بثوبه رائحة فلا شيء عليه لعدم عينه، بخلاف ما لو أجمر ثوبه فإنه يجب في الكثير دم و في القليل صدقة.“

(البناية شرح الهداية ج: ٤، ص:٣٢٦، باب الجنايات، استعمال المحرم الطيب أو الخضاب)

● اسی میں ہے:

”و لهذا لو شم المحرم الطيب أو الريحان لا شيء عليه، و إن كان يكره.“ (باب الجنايات، استعمال المحرم الطيب أو الخضاب، ج: ٤، ص: ٣٢٩)

● العنایہ شرح الہدایہ میں ہے:

” قوله: (و إذا تطيب المحرم) التطيب عبارة عن لصوق عين له رائحة طيبة ببدن المحرم أو بعضو منه، فلو شم طيبا و لم يلتصق ببدنه من عينه شيء لم يجب عليه شيء.“

(العناية شرح الهداية، ج: ٣: ص: ٢٤، باب الجنايات في الحج ، دار الفكر بيروت)

یہ رہا تمام مقالات کا خلاصہ، اب کچھ تنقیح طلب سوالات آپ حضرات کی خدمت میں پیش ہیں:

تنقیح طلب سوالات

(۱) کیا خوشبودار چیزوں کو ظاہر بدن پر استعمال کرنے اور منھ میں استعمال کرنے کے احکام جدا جدا ہیں؟

(۲) کیا تر ٹشو پیپر میں الکحل لگا رہتا ہے یا کوئی دوسری پاک چیز لگی رہتی ہے؟

(۳) کیا ٹشو پیپر سے چہرہ چھپانا جائز ہے اور اس کا الحاق سر پر بھگونا اور غلے کی بوری رکھنے کے ساتھ ہوگا یا کپڑے سے چھپانے کے ساتھ ہوگا؟

☆☆☆☆

تاثرات مندوبین کرام

مرتب: مولانا محمد اعظم مصباحی

حضرت مولانا محمد ادریس بستوی صاحب

نائب ناظم جامعہ اشرفیہ، مبارک پور

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم*

مفتیانِ وقت، وارثانِ علومِ نبویہ! یہ چھبیسواں فقہی سیمینار جن مسائل کے حل کے لیے منعقد کیا گیا، الحمد للہ اس میں ہمیں کامیابی حاصل ہوئی۔ کچھ باتیں عرض کرنا چاہتا ہوں، فقہی سیمینار کو آپ حضرات بڑی خوش اسلوبی سے نبھاتے ہیں، لیکن آج کے حالات میں یہ امر بھی قابلِ توجہ ہے کہ اب ہم اس منزل پر پہنچ گئے ہیں کہ ہمیں اپنے فقہی مسائل پر بھی عمل کرنے سے روکا جارہا ہے، ایسے دستور بنائے جارہے ہیں اور ہمارے فقہی مسائل پر قدغن لگائی جارہی ہے۔ اس پابندی کو توڑنا، روکنا اور اس کے برخلاف عمل کرنا یہ بھی انتہائی ضروری ہے، کیسے اس سے عہد برآ ہوا جائے، جو ناجائز پابندیاں ہمارے مسائل کے سلسلے میں لگائی جارہی ہیں ان کی فہرست بہت لمبی ہے، لیکن جو مسائل ہمارے سامنے ہیں ان میں عام طور سے تین طلاق کا مسئلہ ہے۔ اس لیے خانقاہوں میں آرام سے بیٹھنے اور گوشہ نشینی اختیار کرنے کا موقع نہیں ہے۔ میں ایک ہی جملے میں بہت ساری باتیں پیش کردے رہا ہوں کہ ہمیں اُن تمام چیزوں کے خلاف سینہ سپر رہنا ہوگا جو مذہب اسلام کے خلاف ہیں، ہمارے عقیدے کے خلاف، ہماری فقہ کے خلاف ہیں، جنھیں ہمارے اوپر مسلط کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ تین طلاق کا مسئلہ بہت ظاہر و باہر ہے، اس لیے میں نے عرض کردیا۔ اس کے علاوہ بہت سارے مسائل جو ہمارے سامنے ہیں اس سلسلے میں اپنے مفتیانِ کرام کی بارگاہ میں ادب سے عرض کروں گا کہ آپ اپنے اپنے حلقوں میں جہاں بھی ہوں، آپ کے بہت سارے فالورس ہوں گے، ان کے سامنے ان باتوں کو رکھیں۔ یہ ابھی کرنے کا کام ہے، فوراً NRC کا بھوت ہمارے اوپر مسلط کیا جارہا ہے، شہریت کا مسئلہ طے کرنے کی بات کی جارہی ہے، جو مسئلہ صدیوں سے طے ہے اسے اب طے کرنے کی بات کی جارہی ہے، اس سلسلے میں ووٹر لسٹ میں، آدھار کارڈ کو لنک کرنے کی بات کی جارہی ہے، اس لیے آپ جس آبادی سے بھی آرہے ہوں، جب آپ وہاں جائیں تو آبادی میں اس بات کو رکھنے کی کوشش کریں کہ ایک بھی مسلمان اس سے باقی نہ رہ جائے، کیوں کہ یوپی میں بھی NRC کا اعلان ہو چکا ہے، کیوں کہ آدھار کارڈ جب اس سے منسلک رہے گا تو پھر آپ کی شہریت کو کوئی چیلنج نہیں کرے گا، بہت سارے خطرات منڈلا رہے ہیں، یہ بھی ایک دینی کام ہے کہ امت کو سکون کے ساتھ رہنے کا ذریعہ بنائیں اور اس کے لیے کوشش کریں اور ایسا اہتمام کریں کہ کم از کم آپ کے کسی فقہی مسئلے سے حکومت ٹچ نہ کرے، لادینی حکومت کہہ کر بنائی گئی ہے اور لادینی حکومت کا دین کے معاملے میں دخل دینا، یہ سراسر خلاف اور ناقابلِ تسلیم ہے۔ ان خطرات کو محسوس کیجیے، حلم، صبر، توانائی اور فراست و دانائی سے ان ساری برائیوں کا سامنا کرنا ہوگا اور اس میں ہم ان شاء اللہ تعالیٰ ضرور کامیاب ہوں گے، اس لیے کہ ہمارے ساتھ حق کی توانائی ہے اور حق کی توانائی کے لیے جب آدمی بڑھتا ہے تو اسے ضرور کامیابی ملتی ہے۔ اللہ رب العزت ہندوستان کے مسلمانوں کو محفوظ رکھے اور شریعت پر عمل کرنے کا بھرپور موقع عنایت فرمائے۔

حضرت مفتی محمد نظام الدین رضوی ادام اللہ بقاءہ

صدر المدرسین جامعہ اشرفیہ، مبارک پور

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم*أما بعد

چند باتیں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ آج جو کچھ ہوا اور ہو رہا ہے، اس میں ہماری بھی کچھ کمیاں ہیں، ہمارے متعلق ہماری ہم سایہ قوم کو بہت کچھ غلط فہمیاں ہیں۔ کوئی خرابی اچانک نہیں پیدا ہوتی، اس کے لیے کچھ اسباب ہوتے ہیں اور تدریجی طور پر خرابی پیدا ہوتی ہے۔

ہم دنیا کے کسی بھی ملک میں ہوں، اس ملک کے دستور کے پابندِ عہد ہیں آج کے دور میں ہر ملک کا ایک دستور ہے اور وہاں پر رہنے والی قومیں اس دستور کی پابندِ عہد ہوتی ہیں، اس حیثیت سے ہمارے اوپر کچھ ذمہ داریاں ہیں، ان میں سے کچھ یہ ہیں کہ اسلام کی اہم دفعات کو مسجدوں سے، منبروں سے اور اپنے اجتماعات سے سنجیدہ انداز میں نشر کریں اور مطمئن کرنے کی کوشش کریں۔ اگر ہم نے یہ کام بخوبی کر لیا اور یہ پیغام عام کر دیا تو بہت کچھ دشواریاں خود بخود ختم ہو جائیں گی، مثلاً: ہمارے مذہب کی ایک اہم دفعہ ہے جو قانونِ اسلام کی کتابوں میں مذکور ہے: ”امرنا بأن نترکھم و ما یدینون.“ (ھدایہ) اس کو عام کیا جائے، اس کے تعلق سے ان کے ذہن وفکر میں برعکس تاثرات پائے جاتے ہیں۔

ہمارے مذہب کی دفعات میں سے ایک اہم دفعہ ہے: دماءھم کدماءنا و أموالھم کأموالنا. اس کے تعلق سے بھی ان کے دلوں میں نہ جانے کیا کیا وسوسے پلتے رہتے ہیں اور پل رہے ہیں۔ ہمارے دستور میں جان کی حفاظت، مال کی حفاظت، دین کی حفاظت، عقل کی حفاظت، نسب کی حفاظت، ان تمام بنیادی باتوں کی حفاظت موجود ہے اور ہر ایک کی ذمہ داری ہے کہ اپنی بھی حفاظت کرے اور دوسروں کی بھی حفاظت کریں، لہٰذا یہاں پر أموالھم کأموالنا و دماءھم کدماءنا کا قانون نافذ ہے۔

اسی طرح ”اُمِرنا بأن نترکھم و مایدینون.“ کا قانون بھی یہاں پر جاری ہے، یہ پیغامات مختلف ذرائع سے، مختلف جگہوں سے عام کیے جائیں اور بار بار کیے جائیں۔ ہم غیر مسلم اکثریتی معاشرے میں رہتے ہیں تو غیر مسلم اکثریتی معاشرے میں اسلام نے رہنے کے جو اصول بتائے ہیں، ان کو پیشِ نظر رکھ کر ہمیں زندگی گزارنا چاہیے۔ ہماری کچھ کمیاں ہیں ہم ان کمیوں کا محاسبہ کریں، اصلاح کریں اور ہم سایہ قوم کو ہمارے تعلق سے جو غلط فہمیاں ہیں ان کو دور کریں۔ تو ان شاء اللہ تعالیٰ غلط فہمیاں بہت حد تک دور ہو جائیں گی۔ دور ہونے کا مطلب یہ ہے کہ امن وسکون کا ماحول ان شاء اللہ قائم ہو گا۔

جہاں تک قیادت کی بات ہے، ہم قیادت میں درجۂ صفر پر چل رہے ہیں، ہمیں نہ اپنا ہی خیال ہے نہ امت کا خیال ہے۔ ہم اسوۂ رسول پر عمل کے دعوے دار ہیں، لیکن سرکار ﷺ کا اسوۂ حسنہ کیا ہے، سرکار ﷺ نے دینی قیادت بھی فرمائی اور دنیوی قیادت بھی فرمائی۔ صحابۂ کرام نے، تابعین کرام نے، خلفاے راشدین نے برابر دینی اور دنیوی قیادت فرمائی اور ہم ہیں کہ ہم نے دنیوی قیادت کا دروازہ گویا اپنے حق میں بند کر رکھا ہے اور دینی قیادت بھی اس حد تک ہے کہ اللہ رحم فرمائے۔ ہمارے پاس بقدرِ کفایت باصلاحیت مدرسین، خطبا، مبلغین، قرا، ائمہ، صحافی، مورخین، مفتیانِ دین اور مدارس و مکاتب نہیں ہیں، ہر شعبے میں کمی پائی جاتی ہے، جس کا احساس ہر دردمند دل کو ہے۔

ہم یہ نہیں کہتے ہیں کہ ہم میں ہر شخص عظیم قائد بن کر نکلے، لیکن ہم جمہوری اصولوں کی روشنی میں پرامن رہ کر اور لوگوں کو پرامن رکھ کر قیادت کر سکتے ہیں۔ اس کے لیے بہت عظیم سربراہی کی ضرورت نہیں ہے، ہم اپنے گھر سے قیادت کو شروع کریں، اپنے محلہ سے شروع کر دیں، اپنے شہر سے شروع کر دیں۔ مثلاً NRC کا مسئلہ ہے تو ہمیں چاہیے کہ اس میں مختلف طبقے کے لوگوں کو شامل کریں، مثلاً کوئی وکیل ہو، کوئی چیئرمین ہو، اس طرح سے تنظیم بنائیں، اس میں مسلم و غیر مسلم سبھی طبقے کے لوگ موجود ہوں، سب مل جل کر ایک تنظیم بنائیں اور مسلم و غیر مسلم سب کا کام کریں، کیوں کہ سب کو شہریت کی ضرورت ہے۔ کچھ ملکوں نے بہت پہلے اپنے ملک کے لوگوں کو شہریت کی دستاویز دے دی، لوگ باہر سے جاتے ہیں ان کو پہلے گرین کارڈ ملتا ہے، پھر شہریت دے دی جاتی ہے۔ آج ہمیں شہریت کا دستاویز مل جائے تو ہم بھی ترقی یافتہ قوموں میں شمار کیے جائیں گے، اس لیے اسے برا نہیں سمجھنا چاہیے اور شہریت کے لیے جن کاغذات کی ضرورت ہے خود بھی بنوائیں اور اپنی ہم سایہ قوم کا بھی بنوائیں تاکہ مسلم، غیر مسلم بغیر کسی امتیاز کے سب کے کام آئیں۔ دیکھیے لوگ جب سب کے کام آتے ہیں تو لوگ بھی ان کے کام آتے ہیں۔

اگر آپ چاہتے ہیں کہ کسی نو پید مسئلے کے بارے میں کوئی تحقیقی فیصلہ کریں، صحیح فیصلہ کریں، لاینحل مسائل کا حل امتِ مسلمہ کے سامنے پیش کریں اور ان کی سچی رہنمائی کریں تو اس کے لیے آپ کو جاں فشانی کرنی پڑے گی، جاں فشانی نہیں کریں گے تو صحیح تحقیق نہیں ہو سکتی اور نہ ہی لاینحل مسائل حل ہو سکتے ہیں، ہر شخص نہ اتنی محنت کرتا ہے، نہ ہمیشہ کر سکتا ہے، اس حیثیت سے ذمہ داریاں منتقل ہوتی رہتی ہیں اور اب ذمہ داریاں منتقل ہونے کا وقت آ گیا ہے۔ آپ لوگ اپنی ذمہ داریاں نبھائیے، اس کے لیے چند چیزیں ضروری ہیں۔ ایک چیز ہے اخلاص۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے مسائل کا حل ڈھونڈیں اور قوم کی رہ نمائی کے لیے اپنے اندر مسائل کو حل کرنے کا جذبہ پیدا کریں۔ دوسری چیز ہے بے پناہ جد و جہد اور تیسری چیز ہے جنونِ

شوق، صرف شوق کافی نہیں، اور چوتھی چیز ہے مدت دراز تک غور وفکر اور کثیر الجہات مطالعہ اور استحضار۔ آپ ان اوصاف کے حامل ہو جائیں گے تو ان شاء اللہ آپ اپنے وقت کے ایک ممتاز فقیہ کی حیثیت سے افقِ علم پر روشن ہوں گے اور دنیا آپ کی قیادت کو تسلیم کرے گی۔

ہم ایک بار پھر عرض کرتے ہیں کہ ہم دستورِ ہند کے پابند عہد ہیں اور ہم اپنا اور سب کا بھلا چاہتے ہیں۔ اللہ نے حکم دیا ہے: ”یا أیها الذین اٰمنوا اوفوا بالعقود۔“ ہم اپنے عہد پورے کریں تو دنیا بھی ہمارے ساتھ اپنا عہد پورا کرتی ہوئی نظر آئے گی۔ ☆☆

حضرت مولانا محمد عبد المبین نعمانی چریاکوٹ

نحمده ونصلی علیٰ رسوله الکریم*

حضرت مفتی صاحب قبلہ کی نصیحت کے بعد کچھ بیان کی ضرورت نہیں ہے۔ میں بروقت حرمین طیبین کے سفر سے واپس آیا ہوں، میں نے یہ دیکھا کہ پوری دنیا کو وہابی بنانے کا زبردست کام ہو رہا ہے، لوگ پورے سال حرمین طیبین کا سفر کر رہے ہیں، حج کے ایام میں اور دیگر ایام میں جاتے ہیں، ہندی، اردو، عربی اور دنیا کی دیگر زبانوں میں قرآن کی تفسیر کے نام پر، اپنے عقیدے کے مطابق تفسیریں، لٹریچر کی شکل میں تقسیم کی جاتی ہیں اور تھوڑی موڑی نہیں، لاکھوں لاکھ کی تعداد میں، اس لیے ہمیں خاص طور سے نجدیوں، وہابیوں، سعودیوں کے عقائد کو اجاگر کرنے کی ضرورت ہے۔ ائمہ کرام، خطبا، مقررین، پیرانِ عظام قوم کو بتائیں کہ ان کا عقیدہ کیا ہے، ان کے پیچھے نماز پڑھنا چاہیے کہ نہیں حرمین میں جب اذان ہوتی ہے تو سب کے سب ان کے پیچھے نماز پڑھنے کے لیے دوڑ جاتے ہیں، ابھی بھی ان وہابیوں کی تعداد زیادہ نہیں ہے۔ سب وہابی نہیں ہوتے ہیں، لیکن جہالت کی وجہ سے لوگ ان کے پیچھے چلے جاتے ہیں۔ ہم اپنے عقائد کو عوام تک نہیں پہنچا پا رہے ہیں، پوری دنیا میں بھی اور ہندوستان میں بھی یہی مسئلہ ہے۔ لوگ یہاں میلاد فاتحہ کرتے ہیں اور وہاں ان کے پیچھے نماز پڑھ لیتے ہیں اور کتنے ایسے ہیں کہ وہاں جانے کے بعد وہابی ہو جاتے ہیں اور کچھ ر سگّا پڑھ کر چلے آتے ہیں۔ عالمی پیمانے پر بد عقیدگی کو حج اور عمرے کے ذریعہ پھیلایا جا رہا ہے، لوگ ان کی ظاہری ساخت کو دیکھ کر سمجھتے ہیں کہ وہی لوگ حق ہیں۔ عام طور سے یہاں کے وہابی یہ بات پھیلاتے ہیں کہ اللہ پاک کی سرزمین پر ہم لوگ ہیں، ہماری امامت وقیادت ہے، ہمارے عقیدے کے وہاں متبعین ہیں لہٰذا تمھیں بھی وہابی ہو جانا چاہیے اور دوسری طرف علماے دیوبند ہیں جو بہت سے عقائد میں ان کے خلاف ہیں، لیکن یہ لوگ نہ یہاں بولتے ہیں نہ وہاں، لیکن اصل ذمہ داریاں ہماری ہیں کہ اپنی قوم کو سنبھالیں اور ان کی رہ نمائی کریں اور یہ چیزیں ہمارے یہاں تقریباً بند ہیں، پہلے کچھ رد ہوتا بھی تھا تو دیوبندیوں کا۔ پوری دنیا میں وہابیت پر ہمیں بند باندھنے کی ضرورت ہے اور اس کے خلاف آواز اٹھانے کی ضرورت ہے۔

حضرت مولانا منظور احمد مصباحی، سلطان پور

الحمد لله رب العالمین والصلوٰة والسلام علی شفیع الأنبیاء والمرسلین وعلیٰ اٰله وصحبه اجمعین

أما بعد! فأعوذ بالله من الشیطٰن الرجیم، بسم الله الرحمٰن الرحیم*

الحمد للہ! دانش گاہ اسلامی الجامعۃ الاشرفیہ اپنے تمام شعبوں میں کامیابی سے ہم کنار ہے اور اسی کا ایک شعبہ مجلسِ شرعی ہے، جس میں یہ حقیر سراپا تقصیر جو اپنی کم علمی کا معترف ہے، تقریباً آٹھ سال سے شریک ہو رہا ہے۔ الحمد للہ مجھ جیسے کم علم کو بھی اس جیسی مجلس سے، بہت کچھ سیکھنے کا موقع میسر آتا ہے۔ اس مجلس اور اس ہاؤس کی سب سے بڑی بات یہ ہے جیسا کہ مولانا مسعود احمد برکاتی صاحب نے ابھی فرمایا: یہاں پر کسی شخص پر اپنا تسلط قائم نہیں کیا جاتا ہے، بلکہ ہر شخص اپنی رائے پیش کرتا ہے اور اسے اختلاف ہوتا ہے تو وہ اپنی بات رکھتا ہے، یہ بہت بڑی خوبی ہے کہ یہاں پر اکابر، اصاغر پر شفقت سے پیش آتے ہیں اور اصاغر اکابر کی تعظیم و توقیر کرتے ہیں جو ایک بہترین سنت ہے۔ الحمد للہ! جامعہ اشرفیہ کے روحِ رواں سربراہِ اعلیٰ صاحب جو اپنی پیرانہ سالی اور علیل رہنے کے باوجود الجامعۃ الاشرفیہ کے لیے ہمیشہ تگ و دو کرتے رہتے ہیں اور ابھی مغربی ممالک کا دورہ کیا ہے، تمام مندوبین، اساتذہ، طلبہ سبھی حضرات حضرت کی اس خدمت کو سامنے رکھ کر دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انھیں شفاے کامل عطا فرمائے تا کہ الجامعۃ الاشرفیہ کا کام اور اچھے انداز میں ہو سکے، میں یہ بات بار بار کہہ چکا ہوں کہ حافظِ ملت جلالۃ العلم مرشدی علامہ عبد العزیز محدث مرادآبادی علیہ الرحمۃ والرضوان کے جتنے بھی مقاصد جلیلہ تھے، الحمد للہ ان کے شہزادے سربراہِ اعلیٰ صاحب اور خیر الاذکیا علامہ محمد احمد مصباحی صاحب، حضرت مفتی محمد نظام الدین صاحب اور یہاں کے جتنے اربابِ حل و

عقد ہیں خواہ وہ تنظیم سے یا تدریس سے جڑے ہوئے ہوں، سب الحمدللہ ان تمام مقاصد جلیلہ کی تکمیل کر رہے ہیں، اس کے لیے میں سب کو تہنیت اور مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

حضرت مولانا ممتاز عالم مصباحی، شمس العلوم، گھوسی

نحمده ونصلی علیٰ رسوله الکریم*

اَمّابعد! محترم حضرات، قابلِ احترام مفتیانِ کرام، محققینِ عظام! شہزادۂ حضور حافظِ ملت عزیزملت کی پر خلوص سرپرستی، صدر العلما، زبدۃ الاتقیا، حضرت مصباحی صاحب قبلہ زیدت مکارمہم کی صدارت، سیمینار کے روحِ رواں محقق مسائل جدیدہ کی ناقدانہ اور فقیہانہ نظامت میں مجلس شرعی کے چھبیسویں فقہی سیمینار میں ہم سب نے شرکت کا شرف حاصل کیا ہے۔ یہ مجلسِ شرعی ائمۂ مجتہدین کا فکری و عملی تُراث ہے۔ مجلس شرعی محقق ساز اور مفتی ساز ادارہ ہے۔ قوم کے پیچیدہ مسائل کی عقدہ کشائی کے لیے الجامعۃ الاشرفیہ نے مجلس شرعی کا قیام کر کے جو پہل کی ہے یہ اشرفیہ ہی کا طرۂ امتیاز ہے۔ سماجی، معاشی، معاشرتی، قومی مسائل کے حل کے لیے الجامعۃ الاشرفیہ ایک آفاقی سوچ رکھتا ہے، رفیقانِ گرامی! سیمینار میں ہم جیسوں کو بہت کچھ سیکھنے کا موقع ملا اور ان شاءاللہ اسی طرح موقع فراہم ہوتا رہے گا۔ نظامت، ضیافت کے کام بہت حسن و خوبی کے ساتھ انجام پاتے ہیں، مہمان پورے طور سے انتظامی امور سے مطمئن ہوتے ہیں، اخیر میں ہم مجلس کے اربابِ حل و عقد، سیمینار میں شریک مفتیان و محققین کی بارگاہ میں اپنی طرف سے شکریہ ادا کرتے ہیں کہ آپ سبھی حضرات نے میری والدہ ماجدہ مرحومہ کے لیے دعاے مغفرت اور میری تعزیت کی۔ اللہ آپ سب کو سلامت رکھے۔

حضرت مولانا عارف اللہ فیضی مصباحی، محمد آباد

نحمده ونصلی علیٰ حبیبه الکریم*

الحمد لله وكفى وسلام على عباده الذين اصطفى أعوذ بالله من الشيطٰن الرجيم، بسم الله الرحمٰن الرحيم.

انتہائی مسرت کی بات ہے کہ مجلسِ شرعی الجامعۃ الاشرفیہ کا یہ فقہی اور عظیم سیمینار انتہائی کامیابی کے ساتھ اختتام پذیر ہو رہا ہے، ہم شکر گزار ہیں ان تمام ذمہ داروں کے جنھوں نے ہمیں اس مفید، کار آمد اور انتہائی نتیجہ خیز سیمینار میں دعوت دی، اللہ تبارک و تعالیٰ سے دعا ہے کہ اپنے حبیبِ پاک کے صدقے میں اس کارِ خیر کو ہمیشہ جاری رکھے اور تمام عالمِ اسلام کے لیے اس کو مفید اور نفع بخش بنائے۔

حضرت مفتی آلِ مصطفےٰ مصباحی، جامعہ امجدیہ، گھوسی

نحمده ونصلی علیٰ حبیبه الکریم*

امت کے الجھے ہوئے لاینحل مسائل کا حل ۲۶؍سالوں سے مجلسِ شرعی کے زیرِ اہتمام ہو رہا ہے، اللہ تبارک و تعالیٰ اس گلشن کو سدا بہار رکھے۔

حضرت مولانا ابرار احمد اعظمی، دار العلوم ندائے حق، جلال پور

مجھے بے پناہ مسرت ہوئی کہ آج مجلسِ شرعی میں جو مسائل پیش ہوئے، بحسن و خوبی ان کا فیصلہ مکمل ہوا۔ میں اس کے لیے اس کے ارکان اور مرتبِ سوال مجلسِ شرعی مولانا محمد ناصر صاحب مصباحی کو مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

حضرت مولانا سلطان احمد مصباحی، ہالینڈ

میں حضرت علامہ مفتی محمد نظام الدین صاحب قبلہ اور حضرت علامہ مولانا محمد احمد مصباحی صاحب قبلہ اور حضور سربراہِ اعلیٰ صاحب قبلہ اور تمام حاضرین کا شکر گزار ہوں کہ یہ موقع مجھے اور مولانا ناظم صاحب ہالینڈ کو عنایت کیا۔ پہلی بار یہاں ہماری شرکت ہو رہی ہے، ہم ایک طالب علم ہیں، حضرت مفتی صاحب نے حکم فرمایا کہ یہ بھی آپ کے سبق کا ایک حصہ ہے، ہم نے اس سبق کو تمام اسباق سے بہتر پایا اور بہت مختصر دن میں بہت کچھ سیکھا۔ کس طریقے سے مسائل کا حل ہوتا ہے، کیسے بحث ہوتی ہے، کیسی تیاری کر کے آنا چاہیے۔ ☆☆☆☆☆

جامعہ اشرفیہ، مبارک پور میں

مرحوم مولانا محمد اشتیاق احمد مصباحی اور ان کے رفیق کی نمازِ جنازہ اور ایصالِ ثواب

۲۱/ نومبر ۲۰۱۹ کو دس بجے دن گورکھ پور سے جامعہ اشرفیہ مبارک پور بذریعہ بائک آتے ہوئے مولانا محمد اشتیاق احمد مصباحی ابن جناب امیر خسرو اور جناب ضیاء الحق ایک سڑک حادثے میں شہید ہوگئے، ۲۲/ نومبر ۲۰۱۹ء بعد نمازِ مغرب جامعہ اشرفیہ کے وسیع صحن میں ان کی نمازِ جنازہ ادا کی گئی، جامعہ کے سربراہِ اعلیٰ حضرت عزیز ملت علامہ شاہ عبد الحفیظ دامت برکاتہم العالیہ کے اشارے پر شیخ الجامعہ حضرت مفتی محمد نظام الدین رضوی صدر المدرسین نے امامت کے فرائض انجام دیے۔ ۲۳/ نومبر کو مولانا اشتیاق احمد مصباحی کے آبائی وطن موضع بوروباری ضلع کشن گنج، بہار اور ضیاء الحق (۲۳) ولد شریف الدین ساکن اتر دیناج پور میں بعد نمازِ ظہر وارثین کی اجازت کے بعد نمازِ جنازہ ہوئی اور تدفین عمل میں آئی۔ مولانا محمد اشتیاق احمد مصباحی علیہ الرحمہ کے تعلق سے حضرت مولانا مبارک حسین مصباحی نے عزیز المساجد میں ۲۳/ نومبر ۲۰۱۹ کو تعزیتی پروگرام سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: محترم مولانا محمد اشتیاق احمد مصباحی کی تاریخ ولادت ۵/ مارچ ۱۹۹۷ء ہے اور جامعہ اشرفیہ مبارکپور میں ۲۶/ جولائی ۲۰۱۷ء میں داخلہ ہوا۔ موصوف نیک سیرت، محنتی، حصولِ علم کے شیدائی اور صوم و صلاۃ کے سخت پابند تھے۔ موصوف نے مزید فرمایا کہ مولانا جامعہ اشرفیہ میں دورۂ فضیلت کے طالب علم تھے۔ قریب دو ماہ بعد حضور حافظ ملت نور اللہ مرقدہ کے عرس کے موقع پر ان کی دستارِ فضیلت ہونے والی تھی۔ ملک اور بیرون ملک سے اہم خانقاہوں، معروف اداروں اور بلند پایہ شخصیات کی جانب سے مسلسل تعزیتی تحریریں اور متعدّد انداز سے تعزیتیں موصول ہو رہی ہیں۔ درجنوں مقامات پر تلاوت قرآن اور کلمات طیبات پڑھ کر دونوں کو ایصال ثواب بھی کیا جا رہا ہے، ہم جامعہ اشرفیہ کی جانب سے تمام ہمدردوں کے ممنونِ کرم اور شکر گزار ہیں۔

حضرت مولانا مبارک حسین مصباحی نے مزید فرمایا: جامعہ اشرفیہ کے نگراں جناب الحاج فیاض احمد عزیزی جو میتوں کے ساتھ ان کی اقامت گاہوں کو تشریف لے گئے، انھوں نے خبر دی ہے کہ دونوں کے گاؤں میں دل و دماغ کو ہلا دینے والا قیامت کا منظر تھا۔ آپ نے فرمایا کہ مسئلہ صرف ایک گاؤں کا نہیں، دونوں گاؤں میں کئی کئی گاؤں کے لوگ جمع تھے، ہر طرف آہ و فغاں کا دردناک منظر تھا۔ حضرت مصباحی صاحب نے فرمایا کہ مرحوم دین کے راستے میں شہید ہوئے ہیں اس لیے وہ بیک وقت دو اجروں کے مستحق ہیں، ایک طالب علم تھے، اس دور کی موت تو بجائے خود بڑی اہمیت کی حامل ہے، جب کہ یہ دونوں تو واقعی حکماً شہید بھی ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات سے یہی امید ہے کہ وہ اپنے رسولِ رحمت ﷺ کے طفیل یقیناً ان کی مغفرت فرمائے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

تعزیتی اجلاس میں سب سے قبل حضرت مولانا صدر الوریٰ قادری نے بھی تعزیتی کلمات ارشاد فرمائے، ایک اندازے کے مطابق سولہ سو سے زائد طالبانِ علومِ نبویہ حزن و الم کا پیکر بن کر موجود تھے، چند حضرات نے تمام طَلبہ سے پڑھے ہوئے قرآنی پاروں، سورتوں اور کلمہ طیبہ کے وردوں کو جمع کیا اور آخر میں حضرت مولانا مفتی زاہد علی سلامی استاذ و مفتی جامعہ اشرفیہ نے تعزیتی کلمات سے محفل کا رنگ بدل دیا۔ موصوف نے فرمایا: ۲۰۱۷ء میں مولانا محمد اشتیاق احمد مصباحی بحیثیت طالب علم داخل ہوئے، اس طویل مدت میں تمام اساتذہ اور طلبہ ان کے مداح رہے، کوئی ایک شکایت بھی کسی قسم کی موصول نہیں ہوئی۔ قل شریف پڑھا گیا اور حضرت مفتی زاہد علی سلامی نے دعاے مغفرت فرمائی اور انھیں ایصال ثواب کیا گیا۔

شرکائے مجلس میں حضرت مولانا نفیس احمد مصباحی، حضرت مولانا محمد ناظم علی مصباحی، حضرت مفتی محمد نسیم مصباحی، حضرت مولانا حسیب اختر مصباحی، حضرت مولانا محمد ہارون مصباحی، حضرت مولانا محمد حبیب اللہ بیگ ازہری، حضرت مولانا محمد عبد اللہ ازہری، حضرت مولانا محمد دستگیر عالم مصباحی، حضرت مولانا محمد آصف رضا مصباحی، حضرت مولانا رئیس اختر مصباحی وغیرہ کے اسما قابلِ ذکر ہیں۔ **از: رحمت اللہ مصباحی**

نوٹ: حضرت مولانا مبارک حسین مصباحی استاذ جامعہ اشرفیہ نے کسی قدر تفصیل سے ان حضرات کے بارے میں لکھا ہے، جو ان شاء اللہ آئندہ ماہ ملاحظہ فرمائیں گے۔ ☆☆☆☆☆☆